700

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا آٹھواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 15-اگست 2008

(یوم الجمع، 12-شعبان المعظم 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 17 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفۡسًا إِلَّا وُسۡعَهَاۚ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا مَا
ٱكۡتَسَبَتۡۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَآ إِن نَّسِينَآ أَوۡ أَخۡطَأۡنَاۚ رَبَّنَا وَلَا
تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَآ إِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِنَاۚ رَبَّنَا
وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦۖ وَٱعۡفُ عَنَّا وَٱغۡفِرۡ لَنَا
وَٱرۡحَمۡنَآۚ أَنتَ مَوۡلَىٰنَا فَٱنصُرۡنَا عَلَى ٱلۡقَوۡمِ ٱلۡكَٰفِرِينَo

سُوۡرَةُ البَقَرَة آیت 286

خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو۔ اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرماo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد مقبول قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم وعلیک یا حبیب اللہ
میرے دل میں ہے یاد محمد ﷺ میرے لب پہ ہے ذکر مدینہ
تاجدار حرم کے کرم سے آ گیا زندگی کا قرینہ
میرے دل میں ہے یاد محمد ﷺ میرے لب پہ ہے ذکر مدینہ
مجھ کو طوفان کی موجوں کا کیا ڈر وہ نکل جائے گا رخ بدل کر
ناخدا ہے میرے جب محمد ﷺ کیسے ڈوبے گا میرا سفینہ
میں غلام غلامان احمد میں سگِ آستان محمد ﷺ
قابلِ رشک ہے موت میری قابلِ فخر ہے میرا جینا

انجینئر شہزاد الٰہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! میں گزارش کروں اگر آپ مناسب سمجھیں، اب وقفہ سوالات شروع کیا جاتا ہے۔ آج "محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی" کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے۔

تعزیت

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں ایم پی اے کے بھائی حاجی سلیم ڈھلوں (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! چودھری عبدالرزاق ڈھلوں صاحب کے سگے بھائی حاجی سلیم ڈھلوں وفات پا گئے ہیں تو میری request ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، چودھری حاجی سلیم ڈھلوں (مرحوم) کے ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر چودھری عبدالرزاق ڈھلوں ایم پی اے کے بھائی
حاجی سلیم ڈھلوں (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی، شہزاد الٰہی صاحب! آپ فرمالیں، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تھے۔

اسمبلی اجلاس کا آغاز قومی ترانہ سے کرنے کا مطالبہ

انجینئر شہزاد الٰہی: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک اہم بات کی طرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ اگر ہم سرکاری اداروں، سکولوں، سینما گھروں یا تھیٹروں میں دیکھیں تو جب بھی کوئی پروگرام شروع ہوتا ہے تو خوشی کے طور پر سب سے پہلے قومی ترانہ سنایا جاتا ہے لیکن کیا ہی اچھا ہو کہ جب آپ آئیں تو قومی ترانہ شروع ہو اور ہم بھی آپ کے ساتھ اس قومی ترانہ کے احترام میں کھڑے ہوں اور ہم اس طرح محب وطن ہونے کا ثبوت دیں کیونکہ عوام نے ہم سے سیکھنا ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ اس ایوان میں اجلاس شروع ہونے سے پہلے قومی ترانہ ضرور پڑھا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ آپ نے بہت اچھی بات کی لیکن قواعد وضوابط کے مطابق ہمیں چلنا ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ ماشاءاللہ اس معزز ہاؤس کے ممبر ہیں اور قواعد وضوابط کی مخالفت یا اس کے خلاف کوئی کارروائی اگر ہو تو وہ میرے خیال میں مناسب نہیں ہو گی، قواعد میں آپ تبدیلی کروائیں، اس کے مطابق پھر قانون بنے اور اس کے مطابق ہم عمل انشاءاللہ ضرور کریں گے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی قرارداد کے لئے آپ یہاں سارے اصول برطرف کرتے ہیں، قانون معطل کرتے ہیں تو کیا قومی ترانے کے لئے ہم رائے نہیں لے سکتے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ قومی ترانہ کی بڑی اہمیت ہے اور اس کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن یہ کہنا کہ قومی ترانہ سنے بغیر ہم محب وطن نہیں ہو سکتے یا ہماری وطن سے محبت کا اظہار نہیں ہو سکتا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات مناسب نہیں ہے اور کسی بھی کام کو شروع کرنے سے پہلے جو اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں کیا ہے اور جو انہوں نے طریق کار بتایا ہے کہ ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا چاہئے۔ اب اگر ان چیزوں میں ہم اضافہ کرتے جائیں گے تو پھر وہ وقت بھی آ جائے گا کہ جو ہم نے کام کرنا ہو گا

تو پھر اس کی باری میرا خیال ہے کہ کوئی گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد آیا کرے گی اور باقی معاملات جو ہیں وہ پہلے سے کرتے رہیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنی محب وطنی پر اور اپنے مسلمان ہونے پر اتنا اعتماد ہونا چاہئے کہ ہم ان چیزوں سے اس بات کو منسلک نہ کریں کہ اگر ہم یہ کریں گے تو ہم سچے اور پکے مسلمان ہوں گے اور محب وطن پاکستانی ہوں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت اور اس معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ جس دن میٹرک کے results announce ہوئے تھے اس دن لاہور میں منعقدہ تقریب میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف خود تشریف لے گئے اور جتنے بھی پوزیشن ہولڈرز تھے ان سب کے لئے دو دو لاکھ روپے کا انعام announce کیا اور ان طالب علموں کے اساتذہ کے لئے ایک ایک لاکھ روپے کا cash prize announce کیا۔اس کے علاوہ ایک ایسا بچہ جو دن کے وقت رکشہ چلاتا تھا اور شام کو پڑھتا تھا اور اس نے بورڈ میں top کیا تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے صوابدیدی فنڈز سے پچاس لاکھ روپیہ اس بچے کے لئے بنک میں جمع کروائے ہیں تاکہ وہ جب تک پڑھے گا اس پیسے سے اس کی کفالت بھی ہوگی اور تعلیم کا خرچہ بھی برداشت ہوگا۔(نعرہ ہائے تحسین)

آپ کو علم ہے کہ اس ملک اور صوبے میں صوابدیدی فنڈز کی کس طرح سے دھجیاں بکھیری جاتی رہی ہیں اور اس کو کس طرح misuse کیا جاتا رہا ہے۔

جناب سپیکر! آج انٹرمیڈیٹ کے امتحانات کا رزلٹ announce ہو رہا تھا اس سلسلے میں فیصل آباد میں بھی ایک تقریب تھی جس میں، میں موجود تھا اور فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے دیگر معزز ممبران صوبائی اسمبلی بھی موجود تھے اور میرے خیال میں اسی طرح کی تقریبات پورے پنجاب میں منعقد ہوئی ہیں لیکن یہ بات نوٹ کی گئی تھی کہ آج کے پوزیشن ہولڈرز کے لئے پہلے سے کوئی بندوبست نہیں کیا گیا تو یہ بات وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کے علم میں لائی گئی تو انھوں نے there and then اسی وقت آج انٹرمیڈیٹ کے امتحانات میں ان تمام ہونہار طالب علموں کو جنھوں نے positions hold کی ہیں سب کے لئے دو دو لاکھ روپے کا cash prize announce کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بھی اس اچھے کام میں شاباش دے دیں تو کوئی برائی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنا اللہ خان): وہ ٹیچرز جنھوں نے ان بچوں کی تربیت کی ہے ان کو بھی ایک ایک لاکھ روپے کا cash prize دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے، یہ ہوتی ہے تعلیم دوستی۔ یہ

کسی قوم کو آگے بڑھانے کے لئے ہوتا ہے اور کسی قوم کے پیسے کو امانت سمجھ کر خرچ کرنے کے لئے نہیں ہوتا کہ آپ اپنی نمائش کے لئے three piece suit پہن کر روزانہ کسی نہ کسی اخبار کے آدھے صفحہ کے اشتہار میں آئیں اور روزانہ کسی نہ کسی ٹیلی ویژن پر آئیں اور لوگوں کو کہیں کہ ہم تعلیم کی خدمت کر رہے ہیں۔ یہ خدمت نہیں ہوتی بلکہ خدمت یہ ہوتی ہے کہ عوام کا پیسا اپنی ذات کی نفی کر کے عوام تک پہنچایا جائے تاکہ اس سے قوم آگے بڑھے اور تعلیم کی نعمت سے بہرہ ور ہو۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

MR. SPEAKER: Good.

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

14۔اگست کے حوالے سے پنجاب اسمبلی میں پرچم کشائی کی تقریب منعقد کرنے پر جناب سپیکر کو مبارکباد کا پیش کیا جانا

محترمہ آمنہ الفت: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی بے حد ممنون ہوں کہ آپ میری بات سنتے ہیں اور موقع بھی دیتے ہیں اور کئی دفعہ مجھے زیادہ موقع دینے پر لوگوں کو اعتراض بھی ہوتا ہے لیکن آپ بذات خود بھی گواہ ہیں کہ میں کبھی بھی irrelevant بات نہیں کرتی۔ کل اسمبلی میں 14۔اگست کے حوالے سے ہونے والی تقریب پر appreciate کرتی ہوں کہ میں نے یہ point raise کیا تھا اور سپیکر صاحب نے اس پر رولنگ دی اور اس تقریب کا انعقاد کروایا۔ میں سمجھتی ہوں کہ national issues پر ہم سب کو ایک ہی ہونا چاہئے۔ یہ اسمبلی کسی پارٹی کی نہیں ہے بلکہ تمام ممبران کی ہے۔

جناب سپیکر: درست بات ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: کیا ہی اچھا ہوتا کہ کل proper طریقے سے سب کو بلایا جاتا۔ تمام پارٹیز کو proper invitation دیا جاتا، وہ ایک historical تقریب تھی۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ آپ کو مبارک ہو، آپ نے اچھی ابتدا کی ہے۔انشاء اللہ آئندہ آپ کی اس بات پر ضرور غور کیا جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ابھی میری بات مکمل نہیں ہوئی۔ میری درخواست ہے کہ اسمبلی کے باہر جو جھنڈے آویزاں ہیں کم از کم وہ اگست کا پورا مہینہ لگے رہیں تاکہ ہمیں یہ احساس رہے کہ ہم پاکستانی ہیں اور یہ اسمبلی ہماری ہے۔ میں دوسری یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارے ہاں جو افسوسناک روایات چل پڑی ہیں جس میں ون ویلنگ کے کیس ہوئے ہیں اور اس میں 11 بچوں کی جان چلی گئی ہے۔ہماری حکومت نے ون ویلنگ پر قانون سازی کی تھی اور اس پر عمل درآمد بھی ہوا تھا۔ اگر اب بھی اس پر سختی سے عملدرآمد کیا جاتا تو ان 11 بچوں کی جان نہ جاتی اور اس وقت 11 گھرانوں میں صف ماتم نہ بچھتا۔ میں درخواست کروں گی کہ ان بچوں کے لئے فاتحہ خوانی ضرور کروائی جائے اور اس چیز کو یقینی بنایا جائے کہ 14۔اگست خوشیوں کا گہوارہ رہے گا اس میں کسی کی جان نہیں جائے گی۔

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔ان کی بات سن لیں ان کے بعد آپ کی باری آجائے گی۔

وزیراعلیٰ کے واضح اعلان کے باوجود معذور طالبہ مالی امداد سے محروم

MRS. AYESHA JAVED: I would like to bring to your notice in regards to my honourable Minister what he just spoke.

جناب سپیکر: محترمہ! انگلش میں بات کرنے کے لئے آپ پہلے اجازت لیں۔

MRS. AYESHA JAVED: Sir, should I be allowed to speak in English or should I be allowed to continue in Urdu? Whatever you say?

جناب سپیکر: آپ اردو میں بات کر سکتے ہیں لیکن سپیکر انگلش میں بھی بات کرنے کی اجازت دے سکتا ہے اور یہ بات سپیکر کے اختیار میں ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے۔آپ جس طرح بھی کہیں I would like to say

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔جناب سپیکر! ابھی respected minister نے کہا کہ وزیراعلیٰ صاحب نے بورڈ میں پوزیشن لینے والے بچوں کے لئے وظائف دینے کا وعدہ کیا بلکہ in fact ان کی بہت حوصلہ افزائی کی۔ میں اس وقت particularly ایک لڑکی کا ذکر کروں گی the girl who was disable and she could not write وہ لکھ نہیں سکتی تھی she had to write from elbows اسے خصوصی طور پر وزیراعلیٰ ہاؤس میں بلایا گیا، اس کی بہت عزت افزائی کی گئی اور اس سے promise کیا گیا کہ اس کو دو لاکھ روپے ملیں گے لیکن till date اس کو وہ دو لاکھ روپے نہیں ملے جس کا ثبوت فیملی میگزین کے اندر ہے۔اس بچی نے شکایت کی ہے، جب ڈی جی پی آر کی ٹیم تصویریں بنانے اور اس کا بیان لکھوانے اس کے گھر پہنچی۔ They force the parents and the girl to give the statement in favour of the Chief Minister that the money has been granted and it has been issued.

لیکن بچی نے انکار کیا اور کہا کہ اسے پیسے نہیں ملے۔اگلے دن وہ بورڈ کے دفتر گئی تو بورڈ کے ڈائریکٹر نے کہا کہ ہم تمہیں دس ہزار روپے سے زیادہ نہیں دے سکتے کیونکہ ہمیں وزیراعلیٰ ہاؤس کی طرف سے کوئی intimation نہیں ہے۔

I would like to bring to your kind notice and to the attention of the ministers while…

Admission is going to be اور اس کے داخلے کے لئے بھی وعدہ کیا گیا تھا کہ free, the books and every thing لیکن کالج والوں نے کہا کہ آپ نے ایڈمشن کا خرچہ خود دینا ہے۔حکومت کی طرف سے فوٹو سیشن تو بہت عمدہ ہو چکا ہے لیکن عملی طور پر

اس بچی کو کوئی relief نہیں ملا اگر آپ اس بارے میں کچھ کرنا چاہیں تو it's up to you. Thank you.

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس سلسلے میں اگر کوئی شکایت ہوتی تو سب سے پہلے یہ بات میرے پاس پہنچتی۔ میں ان کے والد کو اچھی طرح سے جانتا ہوں اور میری موجودگی میں یہ بات ہوئی تھی۔ اگر کوئی ایسی شکایت ہے تو انھیں کہیں کہ مجھے بتائیں انشاء اللہ اس کا نوٹس لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں سینکڑوں طالب علم ہیں جن کی positions آئی تھیں اور حکومت نے ان سے جو وعدہ کیا تھا، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے منہ سے جو الفاظ ان کے لئے ادا ہوئے ان کے مطابق عمل ہو چکا ہے۔ محترمہ نے جس particular case کا حوالہ دیا ہے میں اس کو ابھی check کر کے اس معزز ایوان کے سامنے رکھوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی غلط فہمی یا ambiguity ہوئی ہو گی۔ قطعی طور پر ایسا ممکن نہیں ہے، انشاء اللہ اس بچی کے ساتھ جو وعدہ کیا گیا ہے اس کے مطابق عملدرآمد کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میری موجودگی میں یہ بات ہوئی ہے۔ وہ بچی ہاتھ اور پاؤں سے معذور ہے۔ میں انھیں جانتا ہوں۔ میری موجودگی میں یہ بات ہوئی تھی کہ انھوں نے جہاں اور جتنی تعلیم حاصل کرنی ہے وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کی ذمہ داری قبول کی تھی اور اپنے سٹاف کو ہدایت کی تھی۔ اگر اس میں کوئی رکاوٹ ہے تو وہ مجھ سے مل لیں میں خود اسے ٹھیک کراؤں گا۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھ ناچیز کو بھی بولنے کا تھوڑا سا ٹائم دیا۔ میں ادھر بیٹھی ہوئی بہنوں کی توجہ تعلیم کی طرف ہی دلواؤں گی کہ میرے علاقے میں میری ہی گلی میں تین تعلیم بالغاں کے سکول کھولے گئے اور تینوں سکولوں سے گھر بیٹھی ہوئی ٹیچرز نے تنخواہیں لیں اور عوام کے پیسوں سے پرنٹ کی ہوئی وہ کتابیں ردی میں دی گئیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ ایک عورت جس کے پانچ سات پڑھے لکھے بچے ہیں اگر وہ ان پڑھ بھی ہے تو کسی عورت کے پاس پڑھنے نہیں جائے گی جو بچوں سے نہیں پڑھ سکتی۔ انھوں نے جو نام نہاد سکول کھولے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اس کو چھوڑیں۔ اب اس بحث کی ضرورت نہیں ہے۔پلیز! تشریف رکھیں۔جی، خواجہ اسلام صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! رانا صاحب نے جس function کا ابھی ذکر کیا ہے میں بھی اس میں شامل تھا۔ میں یہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے اپنے علم دوست ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ حقیقت میں آج اس دور میں "پڑھے لکھے پنجاب" کی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ جن لوگوں نے "پڑھا لکھا پنجاب" کا خواب دیکھا تھا انھوں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! اس بات کو چھوڑیں، آپ اچھے کام کرتے جائیں۔آپ تشریف رکھیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں بڑی relevant بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا پہلے آپ irrelevant بات کر رہے تھے؟

یوم آزادی کے موقع پر ٹریفک وارڈنز کی اندھیر نگری

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! کل پوری قوم یوم آزادی منا رہی تھی۔ ہماری قوم کو ابھی tension زیادہ ہے۔ دس سال کے بچے سے لے کر 80 سال کے بوڑھے تک ہر کسی کو کوئی نہ کوئی tension ہے۔ کسی کو لوڈ شیڈنگ کی tension ہے اور کسی کو مالی معاملات کے حوالے سے tension ہے۔ اس کے باوجود لوگ جب جشن آزادی منا رہے تھے تو اس موقعے پر وارڈنز اور پولیس نے جو اندھیر نگری مچائی ہے میری گزارش ہو گی کہ اس بارے میں آپ کوئی حکم صادر فرمائیں، کوئی رولنگ دیں کیونکہ انھوں نے ہزاروں موٹر سائیکلیں اور سینکڑوں بچوں کو کل سے تھانوں میں بند کیا ہوا ہے۔ یوم آزادی کی خوشی میں ان سب کو عام معافی دی جائے۔ انھوں نے کسی قسم کی کوئی خلاف ورزی نہیں کی بلکہ ان پر صرف یہ الزام ہے کہ موٹر سائیکل پر دو بچے بیٹھے ہوئے تھے، یا یہ کہ موٹر سائیکل تیز چلائی تھی۔ جنھوں نے one wheeling کی ہے یا قانون کی خلاف ورزی کی ہے ان کو بے شک نہ چھوڑا جائے۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! رانا ثناء اللہ خان صاحب سے آپ کی مجھ سے زیادہ قربت ہے۔ آپ ان کے کان میں یہ بات کہہ دیتے تو مسئلہ حل ہو جانا تھا۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں ہاؤس کے forum پر بات کر رہا ہوں اور آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! کیا آپ نے خواجہ اسلام صاحب کی بات سنی ہے؟ یہ موٹر سائیکل والوں کے بارے میں ذکر کر رہے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ ذرا ان کے ساتھ نرمی برتیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ کل کتنا بڑا نقصان ہوا ہے۔ گیارہ کے قریب نوجوان one wheeling سے ہلاک ہوئے اور سینکڑوں کی تعداد میں زخمی ہیں۔ حکومت نے کہا تھا کہ اس قانون پر سختی سے عملدرآمد کروایا جائے تاکہ جانی نقصان نہ ہونے پائے۔ بہر حال پھر بھی خواجہ صاحب نے جو تجویز دی ہے اس بارے میں دیکھتے ہیں۔

صدر پرویز مشرف کے خلاف پنجاب اسمبلی اور دیگر صوبائی اسمبلیوں سے قرارداد پاس ہونے کی روشنی میں مستعفی ہونے کا مطالبہ

جناب سپیکر: جی، دیکھ لیں اور اگر ممکن ہو تو مہربانی کر دیں۔ جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! تین، چار دن پہلے حکومت کی طرف سے ایک قرارداد لائی گئی تھی۔ 321 ممبران نے اس کے حق میں ووٹ دیئے اور صرف 25 لوگوں نے اس کی مخالفت کی تھی۔ اس کے بعد سرحد اور سندھ میں بھی ایسی قراردادیں اکثریت سے منظور کی گئیں لیکن انتہائی افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ اتنی زبردست شکست کے بعد بھی آج مجھے کہنا پڑتا ہے کہ چودھری شجاعت حسین صاحب اور چودھری پرویز الٰہی صاحب نے پرویز مشرف سے ملاقات کی اور انھیں کہا ہے کہ آپ استعفیٰ نہ دیں بلکہ آپ کے خلاف impeachment کی جو کارروائی ہو رہی ہے اس کا مقابلہ کریں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔۔۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آج کچھ ناکام لوگ ملک کے اداروں کو لڑانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جن لوگوں کو 18 تاریخ کو شکست فاش ہوئی وہ اداروں کو لڑانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم آج ایک دفعہ پھر ان اقدامات کی مذمت کرتے ہیں اور مطالبہ

کرتے ہیں کہ صوبائی اسمبلیوں سے صدر پرویز مشرف کے خلاف جو قرار دادیں منظور ہوئی ہیں ان کی روشنی میں وہ فوری طور پر استعفیٰ دیں تاکہ ملک میں استحکام پیدا ہو سکے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں سمجھ داری کا ثبوت دیں اور اس بات کو چھوڑیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ کے لئے بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔ چودھری جاوید صاحب! لغاری صاحب کے بعد آپ کی باری ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس دن بھی میں نے گزارش کی تھی کہ یہ جو ہم rules کو suspend کر رہے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اگر وہ قرارداد آج take up ہوتی تو کوئی قیامت نہ آ جاتی۔ ہم نے جلد بازی میں rules suspend کر کے اسے منظور کیا لیکن ان تین دنوں میں کچھ بھی تو نہیں ہوا۔ ابھی بلوچستان اسمبلی نے قرارداد منظور کرنی ہے۔ یہ چیزیں چلتی رہتی ہیں۔ آج پھر ہم اسی issue کے حوالے سے باتیں کر رہے ہیں۔

حلقہ پی پی-228 پاکپتن میں میاں چنوں پولیس کا مقابلے میں دو بے گناہ نوجوانوں کو ہلاک کرنا

جناب سپیکر: میرے خیال میں انھوں نے وہ بات چھوڑ دی ہے۔ اب آپ بھی چھوڑ دیں تو مہربانی ہو گی۔ جی، چودھری جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں وزیر قانون، رانا ثناء اللہ خان صاحب کی توجہ مبذول کروانی چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ ضلع پاکپتن میں پرسوں ایک پولیس مقابلے میں دو نوجوانوں کو مار دیا گیا ہے۔ وہ گھر میں سوئے ہوئے تھے اور ان کے خلاف کوئی پرچہ بھی درج نہیں تھا۔ میاں چنوں کی پولیس آئی، انھوں نے raid کیا اور فائرنگ کر کے دونوں کو مار دیا۔

جناب سپیکر: چودھری جاوید صاحب! معاف کرنا، آپ کے پاس forum اور ضابطہ موجود ہے اس کے مطابق آپ اپنی بات لے کر آئیں۔ آپ کو قانون نے اختیار دیا ہے، یہ آپ کا استحقاق ہے۔ آپ توجہ دلاؤ نوٹس لا سکتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ اس ہاؤس کی روایت رہی ہے۔ آپ پچھلا ریکارڈ دیکھ لیں۔ آپ کے والد صاحب یہاں کھڑے ہو کر پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے بہت سے اہم معاملات ہاؤس کے نوٹس میں لایا کرتے تھے اور اس پر ہاؤس action بھی لیتا رہا ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح میرے بھائی فرما رہے ہیں کہ پولیس آئی اور گھر میں سوئے ہوئے دو آدمیوں کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ اہمیت کی حامل کوئی اور بات نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی معزز ممبر ایسی بات آپ کے نوٹس میں لاتا ہے تو اس پر آپ کو action لینا چاہئے۔ کوئی بھی معزز ممبر پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے ضابطے کے تحت کوئی بھی ایسا معاملہ آپ کے نوٹس میں لا سکتا ہے اور یہ ہاؤس اس کا نوٹس لے سکتا ہے۔ وزیر قانون صاحب اس پر کوئی یقین دہانی یا حکم صادر فرما سکتے ہیں۔ یہ روایات کے خلاف نہیں ہے۔ اس ہاؤس کی روایات ہیں کہ اس طرح کے کسی بھی event کو ہاؤس میں لایا جاتا رہا ہے۔ اس کے لئے تحریک التوائے کار یا توجہ دلاؤ نوٹس بھی دیا جا سکتا ہے لیکن ایمر جنسی کے کام کو اس طرح پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے بھی ایوان کے نوٹس میں لایا جا سکتا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ روایات ہیں کہ کوئی بھی اہم معاملہ، کوئی بھی ایسا واقعہ پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے فوری طور پر ہاؤس اور حکومت کے نوٹس میں لایا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے یہ اپنا فرض ادا کیا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ وزیر قانون صاحب اس کا notice لیں گے اور ان ذمہ دار لوگوں کے خلاف کارروائی ہو گی جنھوں نے بے گناہوں کو مارا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نوانی صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ اگر اجلاس ہو رہا ہے تو معزز ممبران اجلاس کے دوران اور اگر اجلاس نہیں بھی ہو رہا تو یہ کسی بھی وقت ہمارے دفتر میں آ کر یا فون پر کسی بھی اہمیت کے معاملے کو ہمارے نوٹس میں لا سکتے ہیں۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے، یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس پر according to law respond کریں۔ چودھری جاوید صاحب نے جو معاملہ یہاں پر بیان کیا ہے اس کی تفصیل وہ مجھے دے دیں کہ تھانہ کون سا ہے، وہ جگہ کون سی ہے، مقتولین کے نام کیا ہیں؟ یہ مجھے ابھی لکھ کر فراہم کر دیں میں اس بارے میں متعلقہ ڈی۔پی۔او اور آئی۔جی پولیس سے معلومات لے کر نہ صرف معزز رکن کو inform کروں گا بلکہ اس سے متعلق جو بھی قانونی کارروائی ضروری ہوئی وہ انشاء اللہ تعالیٰ کروائی جائے گی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جی، بہتر ہے۔ میں ابھی ساری تفصیلات لکھ کر وزیر قانون صاحب کو دے دیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ ہماری طرف بہت کم توجہ دیتے ہیں۔ ان ممبران میں بڑا اضطراب پایا جا رہا ہے۔ یہ انتہائی انتشار کا شکار ہیں۔ ہم ہزار دفعہ کھڑے ہوئے ہیں لیکن آپ ہمیں وقت ہی نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: آپ کو بھی یہ شکوہ ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ اگر ہماری بات سنیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ آیا ہم relevant گفتگو کر رہے ہیں یا irrelevant کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: مجھے افسوس ہے کہ آپ یہ بات کر رہے ہیں۔ میں تو آپ کی طرف بہت دھیان دیتا ہوں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب والا! میری بھی ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ پہلے ان کی بات سن لیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ ان کی سفارش کر رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! آپ ہماری بات سنتے ہی نہیں ہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب والا! میں نے ایک چھوٹی سی بات کہنی ہے۔

قاضی احمد سعید: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! انہوں نے چھوٹی سی کہنی ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: قاضی صاحب کو میں نے floor دیا ہے، قاضی صاحب کے بعد آپ کی بات سنتے ہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: درست ہے۔

قاضی احمد سعید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر آپ سے متعلق ہے۔ آپ اس House کے custodian ہیں۔ ایم۔ پی۔ ایز ہوسٹل ہو، پیپلز ہاؤس ہو اس کے تمام معاملات

آپ کے under ہیں۔ آپ ہی فیصلے کرتے ہیں اور حکم صادر کرتے ہیں۔ میں آپ سے اتنی request کروں گا کہ آپ ruling دیں کہ ایم۔پی۔ایز ہوسٹل اور پیپلز ہاؤس میں ایم۔پی۔ایز کے لئے الاٹمنٹ کا کیا criteria ہے، کیا پہلے آئیے پہلے پائیے کی بنیاد پر الاٹمنٹ ہوتی ہے، کیا سفارش کی بنیاد پر الاٹمنٹ ہوتی ہے یا آپ فاصلہ دیکھ کر الاٹمنٹ کرتے ہیں کہ فلاں ممبر رحیم یار خان سے آتا ہے، گوجرانوالہ یا سیالکوٹ کا ہے اس کے حلقے کا distance دیکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہم House کا ٹائم ضائع نہ کریں، آپ میرے دفتر میں تشریف لے آئیں۔

قاضی احمد سعید: جناب والا! میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی۔ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ ایک کمرہ نمبر 307 خالی ہوا ہے۔ سردار غضنفر خان صاحب میرے ساتھ تھے انہوں نے فرمایا کہ پانچ ماہ ہو گئے ہیں میں نے application دی ہوئی ہے، کمرہ خالی ہے اس کے لئے آپ میرے ساتھ چلیں۔ میں Estate Officer نوید اسلم صاحب کے پاس ان کے ساتھ گیا اور اس سلسلے میں ان سے بات کی۔ انہوں نے کہا کہ کمرہ خالی ہے لیکن رانا شمیم صاحب کو کمرہ الاٹ ہو رہا ہے جو سیالکوٹ سے ایم۔پی۔اے ہیں۔ رانا شمیم صاحب نے ابھی تک حلف نہیں اٹھایا اور وہ ابھی تک اس معزز ایوان کے باقاعدہ رکن بھی نہیں بنے۔ سردار غضنفر خان کو application دیئے پانچ مہینے ہو گئے ہیں لیکن ان کو کمرہ نہیں ملا۔ انہوں نے کمرے میں سامان بھی رکھ دیا ہے۔ میری آپ سے یہی گزارش ہو گی کہ کمرہ ان کو الاٹ کیا جائے۔ پانچ مہینے ہو گئے ہیں اور ان کا 800 کلو میٹر سفر ہے، دربدر ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کو چیک کرتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کی تھی کہ کل پرچم کشائی کے وقت علامہ اقبال کے مزار پر بھی اور سنٹرل ماڈل سکول میں بھی آپ کے left side پر بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے وہاں پر کوئی نہیں آیا۔ ان کو خود بھی information رکھنی چاہئے اور نیک کام میں شامل ہونا چاہئے۔ اتنے دن انہوں نے جو بائیکاٹ کئے رکھا۔۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میری جو گزارشات تھیں اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات سن لی ہے، میں اس کا نوٹس لے رہا ہوں۔اس میں میرا تو نقصان نہیں ہے، آپ کا اپنا نقصان ہو رہا ہے۔اب وقفہ سوالات ہے آپ مہربانی کریں اور تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

قاضی احمد سعید: جناب والا! میں نے جو گزارش کی ہے اس کا جواب تو آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: قاضی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

قاضی احمد سعید: آپ نے اس کا نوٹس تو لیا ہے، آج ان کو الاٹ بھی کر دیں۔

جناب سپیکر: اگر اس کی الاٹمنٹ پہلے نہیں ہوئی تو ضرور ہو جائے گا۔

قاضی احمد سعید: جناب والا! رانا شمیم صاحب نے ابھی تک حلف نہیں اٹھایا۔

آوازیں: وہ حلف لے چکے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ یہ بات کیسے کہتے ہیں؟ آپ کو پتا ہی نہیں ہے، انہوں نے یہاں پر حلف اٹھایا ہے۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر موقع دیا۔کل ہم نے جشن آزادی منایا۔یہ پاکستانی پرچم اقلیتوں کے بغیر نامکمل ہے اور اس کا سفید رنگ ان کی موجودگی ظاہر کرتا ہے اور بانی پاکستان محمد علی جناح نے بڑا clear message دیا ہے اس لئے میں اس کا اکثر ذکر بھی کرتا ہوں۔میں جناب کی توجہ چاہوں گا کہ بہت چھوٹی چھوٹی چیزیں ہوتی ہیں، بہت چھوٹے چھوٹے رویے ہوتے ہیں، ہمارے چھوٹے چھوٹے اعمال ہوتے ہیں جو ہمیں یہ احساس دلاتے ہیں کہ یہاں پر رہنے والے تمام لوگ برابر اور یکساں شہری ہیں۔ equal اور similar صرف Equal نہیں بلکہ equal and similar۔

جناب والا! مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ سرکاری سطح پر جس وقت اسمبلی کی کارروائی کا آغاز ہوتا ہے اس پر تلاوت قرآن حکیم لکھا جاتا تھا اور مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ یہاں پر ہم تمام دوستوں

کے مذہبی جذبات کا احترام کرتے ہیں اور یہاں پر نعت رسول مقبول ﷺ بھی ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی روایت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دی ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! آپ میری بات پوری طرح سے سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ جلدی کریں اور relevant بات کریں اور ٹائم ضائع نہ کریں۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! میرا انتہائی اہم point ہے۔ میں نے آپ سے یہ گزارش کی تھی اور آپ نے یہ commit کیا تھا کہ We will form up a committee ہاؤس اس وقت business نہیں کر رہا تھا۔ میں نے آپ سے اس وقت بھی گزارش کی تھی کہ مذہبی رواداری کے فروغ کے لئے اور سب سے بڑے اس جمہوری ایوان سے ہم نے پورے پاکستان کو message دینا ہے اور ہم نے پوری دنیا کو بھی یہ message دینا ہے اس لئے یہاں پر بائبل مقدس کی تلاوت کا بھی بندوبست کیا جائے لیکن جناب نے ابھی تک کوئی action نہیں لیا۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ جب کمیٹی بنے گی تو پھر اس میں آپ کا نقطہ نظر آئے گا۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! میری بات کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! میرے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! ہر مسلمان بائبل پر بھی یقین رکھتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ہم تو اللہ کے فضل سے یقین رکھتے ہیں، کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! میری بات میں کیا کمی ہے کہ اس پر فیصلہ نہیں ہوتا۔ کیا یہ ہمارا right نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جب کمیٹی تشکیل دی جائے گی اس وقت آپ کو اس میں بلائیں گے۔ اب آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو کافی وقت دے چکا ہوں۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب پرویز رفیق: جناب والا! آپ میرے پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: میں اس پر رولنگ دوں گا مگر بعد میں دوں گا۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! آپ سپیکر ہیں، آپ کا بہت احترام کرتے ہیں، آپ پورے House کے سپیکر ہیں۔ ہم بھی اس ایوان کے ممبر ہیں۔

جناب سپیکر: ہم آپ کا بہت احترام کرتے ہیں اور آپ اس House کے معزز ممبر ہیں اس میں کوئی شک نہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! آپ پورے ایوان کے سپیکر ہیں، آپ اس پر رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے پابند کرتے ہیں کہ میں ابھی اس پر رولنگ دوں؟

جناب پرویز رفیق: جناب والا! آپ اس پر رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: میں اس پر رولنگ دوں گا، آپ تشریف رکھیں۔ جناب ہندلی صاحب!

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں ایک انتہائی اہم معاملے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ پہلے تو میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ چند روز قبل میرے ساتھ ایم۔پی۔ ایز ہوسٹل میں ایک واقعہ پیش آیا جس کے متعلق آپ نے مہربانی فرمائی اور وہاں پر پولیس بھیج کر اس اشتہاری ملزم کو گرفتار کروایا۔ میں عرض یہ کرنا چاہوں گا کہ اتنے روز گزر چکے ہیں آپ نے کوئی کمیٹی بنائی ہے اور نہ ہی آپ نے اس معاملے کی انکوائری کروائی ہے کہ وہ اشتہاری کس کے پاس تھا، کیسے آیا اور کیوں آیا؟ میں جناب سے گزارش کروں گا، وزیر قانون صاحب بھی موجود ہیں، سینئر وزیر صاحب بھی موجود ہیں یہ معاملہ ایک عام معاملہ نہیں ہے، یہ وہ معاملہ ہے جو میں نے وزیر اعلیٰ کو سیالکوٹ کے دورے کے دوران پہلے ہی بتا دیا تھا اور آپ نے اس کے متعلق انکوائری رکھی ہے اور نہ ہی کوئی کمیٹی بنائی ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا اور ایک شعر کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا۔

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے
ہم ہیں مشتاق اور وہ بے زار
یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے

ہم بھی منہ میں زباں رکھتے ہیں
کاش کوئی پوچھے کہ مدعا کیا ہے

جناب سپیکر: اس کے بارے میں جس طرح میرے بھائی نے فرمایا، کمیٹی کی بات میری موجودگی میں تو نہیں ہوئی اگر ہوئی ہے تو ہم ریکارڈ چیک کریں گے اور جن کے متعلق آپ کو شکایت تھی اس کو پولیس نے گرفتار کیا ہے۔ اس کے بعد آپ کو معاملہ میرے نوٹس میں لانا چاہئے تھا، مجھے آکر بتاتے کہ اس میں کیا کمی بیشی ہوئی ہے تو اس کو ہم پورا کرواتے۔ وزیر قانون آپ کے پاس موجود تھے تو بھائی! آپ کو ان سے بھی بات کر لینی چاہئے تھی۔ یہ کوئی ایسی بات تو نہیں ہے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ ایک کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر: آپ بھی موجود ہیں، وہ بھی موجود ہیں، کمیٹی کی کیا ضرورت ہے؟ (قطع کلامیاں) نہیں، نہیں۔ ایسے نہ کریں۔ آپ نے آدھا گھنٹہ انہی باتوں میں لے لیا ہے۔ جی، جلدی کیجئے۔

میاں محمد علی لالیکا: جناب سپیکر! میں ایک بہت ہی اہمیت کا حامل مسئلہ آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ ہمارے ضلع بہاولنگر میں آدم جی شوگر ملز ہے۔ اس ملز والوں نے زمیندار حضرات اور لیبر کے لئے وہاں پر جو مشکلات پیدا کر رکھی ہیں ہم تمام ضلع کے ایم۔پی۔ایز اس سلسلے میں وزیراعلیٰ صاحب سے ملے تھے تو انہوں نے ایک مہربانی تو فرمائی کہ تمام زمینداروں کو payment دینا شروع کر دی لیکن ابھی تک مکمل طور پر payment نہیں دی گئی تو میں وزیر قانون صاحب سے ایک تو یہ اپیل کرتا ہوں کہ اس پر سخت نوٹس لیا جائے اور ایسی کالی بھیڑوں کے خلاف سختی سے نوٹس لیا جائے جو زمیندار کے حقوق غصب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دوسرا اہمیت کا حامل مسئلہ یہ ہے کہ اس شوگر ملز میں یونین کے ملازمین سے 6ہزار روپے کا ووچر دستخط کروا لیا جاتا ہے اور انہیں تنخواہ 3000/2500 روپے دی جاتی ہے تو آپ کے توسط سے وزیر قانون سے میری یہ استدعا ہے کہ اس پر سخت نوٹس لیا جائے۔ وہاں کا ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر اور ڈائریکٹر بھی حتی الامکان کوشش کر چکا ہے لیکن اس مسئلے کو حل نہیں کیا جا سکا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ معاملہ بگڑتا جا رہا ہے اور یہ ایک burning issue ہے۔ پورے ضلع کی عوام اور لیبر بے چینی کا شکار ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دینی چاہئے لیکن مزدور کو مزدوری دینے کی بجائے اس مہنگائی کے دور میں 3000 روپیہ کٹوتی کی جا رہی ہے تو اس پر

سختی سے نوٹس لیا جائے اور ہمارے لیبر منسٹر اشرف سوہنا صاحب کو بھی اس میں لایا جائے اور اس مسئلے کا حل تلاش کیا جائے۔ بڑی مہربانی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

میں شوگر ملز کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی بات ہوئی ہے۔ بڑا اہم مسئلہ اور بڑا اہم issue ہے۔

جناب سپیکر: یہ مناسب نہیں ہے۔ دیکھیں، کتنے منٹ ہو گئے ہیں، وقفہ سوالات ہے۔ وہ بھی آج بول رہے ہیں، ان کی بات سن لیں۔ (قطع کلامیاں)

ابھی آپ تشریف رکھیں ان کے بعد آپ کی باری ہے۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سیال صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ (قطع کلامیاں)

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ پہلے کر لیتے۔ ابھی آپ کے پاس بہت ٹائم ہے۔ ابھی بات چلنے دیں۔ آپ کی مہربانی، آپ چلنے دینا چاہتے ہیں یا نہیں چلنے دینا چاہتے؟ (قطع کلامیاں)

I am grateful. آپ تشریف رکھیں، میں نے انہیں floor دیا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے سیال صاحب کو floor دیا ہے۔ ان کی بات سن لیں۔ اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔ ادھر بابائے پوائنٹ آف آرڈر بھی کھڑے ہیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میرے یہ جو نئے دوست تشریف لائے ہیں کم از کم انہیں اتنا سمجھا دیں کہ جب آپ کسی کو point of order allow کر دیں تو باقی صاحبان تشریف رکھیں۔ کہیں خدانخواستہ ہاؤس نہیں بھاگا جا رہا، نہ جناب کہیں تشریف لے کر جا رہے ہیں۔ جب آپ نے مجھے بولنے کے لئے حکم کر دیا ہے اور میرا مائیک on کر دیا ہے اتنا تو میرے نئے دوستوں کو House کے decorum کا خیال ہونا چاہئے کہ کم از کم بیٹھ کر انتظار کر لیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا، آپ تشریف رکھیں۔ جی، آپ فرمائیں۔ (قطع کلامیاں)

پلیز! wind up کریں، ذرا جلدی کریں، relevant بات کریں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! مجھے یہ بولنے دیں تو wind up کروں گا۔ میں تو یہ عرض کر رہا تھا۔ (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order in the House. Please order in the House.

جناب نجف عباس خان سیال: بات سنو! میں نے آپ لوگوں کو 5 سال دیکھا ہوا ہے۔ میں ان چمچیوں کو بھی جانتا ہوں، میں فوج کی پیداوار کو بھی جانتا ہوں، میں وہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کی اصلیت کیا ہے۔ آپ کس پر آئی ہوئی ہیں، آرام سے بیٹھیں۔ بیٹھیں، بیٹھیں۔

MR. SPEAKER: Order in the House. I say order in the House. Order in the House.

آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ سیال صاحب! آپ کیوں ان سے مخاطب ہوتے ہیں؟ آپ مجھ سے مخاطب ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! اللہ تعالیٰ انسان کو عزت خود دیتا ہے لیکن بگاڑتا انسان آپ ہے تو میری humble submission ہے کہ یہ اپنی زبان خاموش ہی رکھیں تو بہتر ہے کیونکہ یہ اگر کچھ بولیں گی تو پھر کچھ نہ کچھ میرے منہ سے نکل جائے گا تو اس سے ان کو تکلیف ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ اپنے آپ پر کنٹرول رکھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف لوٹے لوٹے کے نعرے لگاتی رہیں)

Order Order please, order, order

محترمہ! No nara bazi at all. آپ تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں۔ میں کہتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

سیال صاحب! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ میں بعد میں آپ کی بات سنتا ہوں، ذرا question hour شروع ہونے دیں۔ (قطع کلامیاں)

میں نے انہیں بھی کہہ دیا ہے۔ آپ in order رہیں، مناسب نہیں ہے۔ میں آپ کو بار بار تاکید کر رہا ہوں اور آپ شور ڈال رہے ہیں۔ لوگ کیا کہیں گے؟ آپ پنجاب کو کیا message دے رہے ہیں، قوم کو کیا message دے رہے ہیں؟ I am sorry for it. (قطع کلامیاں)

جی، آپ تشریف رکھیں، میں نے سن لیا ہے۔ ہم ان کی بات سن رہے ہیں، آپ تشریف رکھیں۔ جی، احسن رضا خان صاحب!

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! انڈیا کی طرف سے جو دریائے ستلج آتا ہے اس میں انڈیا نے پانی چھوڑ دیا ہے اور گنڈا سنگھ سے لے کر ہیڈ سلیمانکی تک کے ایریا میں کم از کم 25 ہزار کے قریب آبادی ہے اس پر کوئی crossing پل نہیں ہے، وہ ہمارے پنجاب سے کٹ کر رہ گئی ہے میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر کم از کم کشتیوں کا arrange کر دیا جائے کیونکہ اس ریلے میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اریگیشن منسٹر صاحب! آپ ان کی بات سن رہے ہیں، اس پر ذرا خصوصی توجہ فرمائیں۔ یہ بہت سے غریب کسانوں کا بھی مسئلہ ہے اور ان دیہاتوں کا بھی مسئلہ ہے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): ٹھیک ہے، جناب!

جناب سپیکر: میرے خیال میں انہوں نے نوٹس لے لیا ہے۔ وہ فرما رہے ہیں کہ میں نوٹس لوں گا۔ (قطع کلامیاں)

میاں صاحب! مجھے چلنے دیں، kindly۔ آپ نے اسی کام میں ایک گھنٹہ لے لیا ہے۔ اس کی بات تو ہو گئی ہے۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! میں جو بات کرنا چاہتا ہوں اس کی صورتحال مختلف ہے۔ آپ مجھے اجازت دے دیجیے۔ وہاں صورتحال یہ ہے کہ ہیڈ سلیمانکی سے پانی کی جو crossing ہوتی ہے وہاں پر ہیڈ کے گیٹ عام طور پر close کر دیئے جاتے ہیں جس وجہ سے پیچھے والے سارے علاقے ہیڈ سلیمانکی سے قصور تک کا جو پورا area دریا کی belt پر ہے۔ وہ سارے کے سارے دیہات پانی cross نہ کرانے کی وجہ سے زیر آب آ جاتے ہیں اور اس میں ہزاروں ایکڑ فصلیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ میں جناب کے توسط سے اب وزیر آبپاشی صاحب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اس پر فوری طور پر نوٹس لینے کی ضرورت ہے کہ ایک تو وہاں سے پانی کی crossing کرائی جائے

تاکہ دیہات زیادہ سے زیادہ محفوظ رہ سکیں۔اس کے علاوہ وہاں جو حفاظتی بند ہیں ان میں دو تین ایسی خطرناک جگہیں ہیں جہاں پر اگر فوری طور پر پتھر نہ ڈالا گیا اور انتظام نہ کیا گیا تو پھر پورے کا پورا علاقہ زیر آب آنے کا خدشہ ہے اس لئے میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ فوری طور پر وہ اس مسئلہ پر توجہ دیں تاکہ نقصان کو کم سے کم کیا جا سکے اور باقی دیہات کو بچایا جا سکے۔

جناب سپیکر: انھوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ وہ اس بات کا نوٹس لیں گے۔ مجھے افسوس ہے کہ تقریباً 40 منٹ آپ نے ضائع کئے ہیں۔

محترمہ نسیم لودھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اگر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہوا تو آپ کو اجازت ملے گی ورنہ مائیک بند کر دیا جائے گا۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! ہم لوگوں نے تو خود کہا تھا کہ دو بڑی پارٹیوں کی coalition ہے اور اگر انھوں نے پاکستان کے لئے اور اپنے صوبے کے لئے بہتر کام کیا، nationalism کو سامنے رکھا تو ہم لوگ ان کے ساتھ چلیں گے مگر مجھے انتہائی افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایک گھنٹے سے یہ جو حکومتی پارٹی مسائل کے لئے رو رہی ہے یہ بے چارے دو دو آنسو رو رہے ہیں کہ یہ مسئلہ ہے، یہ مسئلہ ہے۔آپ مجھے یہ بتائیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔(قطع کلامیاں)

سوالات (محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ معین وٹو صاحب کا سوال ہے۔

جناب محمد معین وٹو: سوال نمبر 1

لاہور۔سرکاری رہائشی کالونیوں کی الاٹمنٹ پالیسی اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*1: جناب محمد معین وٹو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ سرکاری رہائشی کالونیوں / فلیٹ، واقع وحدت کالونی، چوبرجی کوارٹرز، پونچھ ہاؤس اور ہما بلاک علامہ اقبال ٹاؤن میں الاٹمنٹ برائے ٹوروم جونیئر کیٹیگری میرٹ کی بنیاد پر ہوتی ہے، 2002تا2008 ہونے والی الاٹمنٹ کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ 2002تا2008 کو جو الاٹمنٹ ہوئیں ان میں اکثریت پیئرینٹ سکیم اور کنٹریکٹ ملازمین کی تھی ان کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ 2002تا2008 الاٹمنٹ سول سیکرٹریٹ، ہائی کورٹ، اسمبلی سیکرٹریٹ کے علاوہ دوسرے محکموں کے ملازمین کو قواعد کی خلاف ورزی کر کے الاٹمنٹس کی گئیں، ان کی تفصیل بیان کی جائے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ الاٹمنٹ میرٹ کی بنیاد پر یقینی بنانے اور ہارڈ شپ کی بنیاد پر الاٹمنٹ ختم کر کے انتظار میں کھڑے Out of turn پندرہ بیس سالوں سے محروم امیدواروں کو الاٹمنٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے، تاہم پونچھ ہاؤس کالونی اور ہما بلاک اقبال ٹاؤن میں کوئی ٹوروم جونیئر کوارٹر نہیں ہے۔ مطلوبہ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے مطلوبہ معلومات تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست ہے کہ مذکورہ مدت کے دوران اتھارٹی سول سیکرٹریٹ، ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے علاوہ دیگر محکموں کے ملازمین کو پالیسی / رولز میں نرمی کر کے الاٹمنٹس کیں تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) نہیں کیونکہ یہ الاٹمنٹس مجاز اتھارٹی کے حکم سے کی گئیں اور الاٹی قواعد کے مطابق کرایہ اپنی تنخواہ سے منہا کروا رہے ہیں یہ الاٹمنٹس منسوخ کرنے سے بے چینی پھیلنے کا خدشہ ہے اور متاثرین عدالتوں سے رجوع کر سکتے ہیں جس سے مزید قانونی اور انتظامی پیچیدگیاں پیدا ہونے کے خدشات ہیں تاہم موجودہ حکومت میرٹ پالیسی پر عمل پیرا ہے جس سے سرکاری رہائش گاہیں پالیسی کے مطابق الاٹ ہو رہی ہیں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے اپنے سوال سے پہلے بڑے افسوس سے یہ ضرور عرض کروں گا کہ میں نے جو سیلاب کے بارے میں اس معزز ایوان کی توجہ دلانا چاہی ہے آپ نے اس طرح اس کی سنگینی اور شدت کا احساس نہیں فرمایا۔ مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو آپ کی موجودگی میں کہہ دیا ہے اور میں نے کیا کرنا تھا؟ وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ نوٹس لے رہے ہیں۔ اب آپ اپنے سوال کی طرف آئیں۔ آپ اپنا سوال دیکھیں اور اس کے بعد اگر آپ اس جواب سے مطمئن ہیں یا نہیں ہیں؟ اگر آپ نے کوئی ضمنی سوال کرنا ہے تو وہ کریں۔ آپ کی وہ بات وزیر صاحب نے سن لی ہے۔ آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! اگر آپ ایسے فرماتے ہیں اور مناسب سمجھتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ سرکاری۔۔۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! جواب بڑا مبہم دیا گیا ہے کہ میرے پہلے سوال کے جواب میں غلط جواب دیا گیا ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ سرکاری رہائشی کالونیوں/فلیٹ، واقع وحدت کالونی، چوبرجی کوارٹرز، پونچھ ہاؤس اور ہما بلاک علامہ اقبال ٹاؤن میں الاٹمنٹ برائے ٹو روم جونیئر کیٹیگری میرٹ کی بنیاد پر ہوتی ہے؟" اس کے جواب میں یہ کہا گیا کہ "درست ہے" لیکن اس کے جز (ج) کو ملاحظہ فرمائیں تو اس میں جو جواب دیا گیا ہے کہ "درست ہے کہ مذکورہ مدت کے دوران اتھارٹی سول سیکرٹریٹ، ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے علاوہ دیگر محکموں کے ملازمین کو پالیسی/رولز میں نرمی کر کے الاٹمنٹس کیں۔"

جناب والا! پہلے تو یہ فرمایا گیا کہ میرٹ پر ہوئی ہیں پھر اس میں یہ کہا گیا ہے کہ رولز میں نرمی کر کے بغیر میرٹ کے الاٹمنٹس کی گئی ہیں۔ اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو لوگ 15/15 اور 20/20 سال سے ابھی تک waiting list میں کھڑے ہیں اور لائن میں لگے ہوئے ہیں ان کا کیا قصور ہے، ان کے لئے کیا حل سوچا گیا ہے، میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ وہ یہ فرمائیں کہ ان کے معاملے میں کیا نئے اقدامات کئے ہیں کہ میرٹ والوں کا کیا حل کرنا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ پہلے تو کوئی میرٹ پالیسی نہیں ہوتی تھی۔ 5۔اگست 1997 کو میرٹ پالیسی کا نفاذ کیا گیا اور 1997 سے

لے کر 2002 تک تو اس پالیسی پر عمل اس طرح ہوا کہ کوئی out of turn یا جیسے موصوف فرما رہے ہیں کہ میرٹ سے ہٹ کر کوئی الاٹمنٹ نہیں کی گئی لیکن 2002 سے 2007 تک 270 out of turn الاٹمنٹس کی گئی ہیں۔ rules میں یہ provision موجود ہے کہ Chief Executive rules relax کر کے اس قسم کے orders کر سکتا ہے تو یہ 270 کے قریب orders ہوئے ہیں۔ اس طرح سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ 270 افراد کو میرٹ سے ہٹ کر یا rules relax کر کے الاٹمنٹس کی گئی ہیں لیکن باقی الاٹمنٹس جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی ہوئی ہے وہ میرٹ کے مطابق ہی ہوئی ہیں۔ اگر موصوف چاہیں تو میں ان کو بتا دیتا ہوں کہ single room, two rooms and three rooms کی رجسٹریشن کے حساب سے لوگوں کو 41,112,306,476 میرٹ کے مطابق الاٹمنٹس ہوئی ہیں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ بغیر میرٹ کے 270 افراد کو rules relax کر کے الاٹمنٹ کی گئی ہے، وہ یہ بھی فرما دیں کہ خالصتاً میرٹ پر کتنے لوگوں کو الاٹمنٹ کی گئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی تفصیل ایوان کی میز پر بھی رکھ دی گئی ہے اور میرے پاس جو figures ہیں وہ یوں ہیں کہ single room 41 ہیں، two room 112 ہیں، اس سے آگے 306 ہیں، 476 ہیں، 360 ہیں، 294 ہیں، 51 ہیں اور 72 ہیں۔ یہ ساری تعداد ہے۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! اس میں حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ صرف civil servants کو یہ کوارٹر الاٹ کئے جا سکتے ہیں۔ وزیر موصوف یہ فرمائیں کہ جو لوگ contract base پر ہیں اور جن 25 لوگوں کو الاٹمنٹ کی گئی ہے اور جن کی تقریباً 2006 میں posting or appointment ہوئی اور contract پر ہوئی تھی ان کو کوارٹر الاٹ کئے گئے ہیں۔ کیا وہ civil servants کی category میں fall کرتے ہیں جو حکومت کی پالیسی کے مطابق صرف civil servants کو الاٹ کئے جا سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ یہ الاٹمنٹس سول سرونٹس کو کی جاتی ہیں اور جو لوگ کنٹریکٹ پر سروس کر رہے ہوں ان کو rules کے مطابق الاٹمنٹ نہیں ہو سکتی لیکن مجاز اتھارٹی (چیف ایگزیکٹو) rules relax کر کے یہ الاٹمنٹس کر سکتی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اب آپ بیٹھ گئے ہیں پہلے تو آپ کہہ رہے تھے کہ میں نے ضمنی سوال کرنا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: انہوں نے مجھ سے request کی ہے، انہیں کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں پھر آپ کی مرضی ہے۔ جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! جز (الف) میں لکھا ہوا ہے کہ allotment of two room junior category is on the basis of merit میرا سوال یہ ہے کہ is it possible? کہ میرٹ کے علاوہ size of family دیکھ کر sometimes ان کو accommodate کر دیا جائے کیونکہ بہت سے ملازمین کی بڑی family ہوتی ہے تو ان کے لئے چھوٹے یا ایک کمرے میں رہنا ممکن نہیں ہوتا۔ Is there anything we can do about this جو غالباً پہلے نہیں کیا گیا؟

جناب محمد اعجاز شفیع: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: پہلے محترمہ کے ضمنی سوال کا جواب آنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا حل ہمارے پاس بالکل موجود نہیں ہے کہ بڑے گھروں میں چھوٹی families اور چھوٹے گھروں میں بڑی families رہتی ہیں تو اس قسم کی rules میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ government residence کی الاٹمنٹ پالیسی کا criteria کیا ہے اور کیا لاء منسٹر صاحب کو government residence الاٹ کی گئی ہے؟ اگر نہیں ہوئی تو اس کے بارے میں یہ ارشاد فرمائیں گے کہ انہوں نے اپنے چیف ایگزیکٹو صاحب سے rules relax کروانے کی پالیسی یا کچھ کرنے کا کہا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! الاٹمنٹ پالیسی کے متعلق تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے وہ کوئی دو چار لائنوں کی تو ہے نہیں لیکن اگر موصوف اس سے استفادہ کرنا چاہیں تو وہ کر سکتے ہیں۔اس وقت موجودہ گورنمنٹ کی میرٹ پر الاٹمنٹ پالیسی کا جو basic principle ہے وہ یہی ہے کہ پہلے آئیے، پہلے پائیے کہ جس آدمی نے پہلے apply کیا ہے، اگر گھر خالی ہوگا تو اس کو پہلے ملے گا جو بعد میں apply کرے گا اسے بعد میں ملے گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے کہ لاء منسٹر صاحب کو سرکاری گھر الاٹ ہو گیا ہے کہ نہیں، اگر نہیں ہوا تو اس کی وجوہات بتائیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہیں میرے متعلق فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میری گزارش یہ ہو گی کہ یقیناً ہمیں اپوزیشن کے اراکین کو ساتھ لے کر چلنا چاہئے لیکن آپ اپوزیشن کو بہت زیادہ irrelevant سوال کرنے کا موقع دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ ایسے مصالحے نہ لگائیں تو بہتر ہے۔ آپ اپنی بات کریں جو آپ کرنا چاہتی ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں نے تو سچ کہنے کی کوشش کی ہے اور ابھی تو میں مزید کچھ سچ کہوں گی۔

جناب سپیکر: پلیز! خاموشی اختیار کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: ابھی تو میرا ادھورا سچ سنا ہے۔ جب میں پورا سچ بولوں گی تو پھر بہت سے لوگوں کو تکلیف ہونے والی ہے، یہ میں جانتی ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز آرڈر۔ no cross talk جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری وزیر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ ان کے محکمے کی طرف سے جز (د) کا جو جواب آیا ہے وہ یہ ہے کہ "الاٹمنٹس منسوخ کرنے سے بے چینی پھیلنے کا اندیشہ ہے اور متاثرین عدالتوں سے رجوع کر سکتے ہیں جس سے مزید قانونی اور انتظامی پیچیدگیاں

ہونے کے خدشات ہیں۔" میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ہم میرٹ کے اوپر بات کرتے ہیں اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے بھی میرٹ کی بات کی ہے تو پنجاب کے جن حکمرانوں نے 2002 سے 2008 کے دوران میرٹ کی violation کرتے ہوئے جس طرح سے الاٹمنٹس کیں، میں اس میں صرف مثال دینا چاہتی ہوں کہ اس وقت جو لسٹ میرے پاس موجود ہے اس میں 2002 سے 2008 تک 154 لوگوں کی لسٹ ہے جس میں صرف 47 میرٹ پر ہیں باقی تمام بے قاعدگیاں ہیں۔ اوپر سے نیچے تک جن لوگوں نے میرٹ کی violation کی ہے، پنجاب کے حکمرانوں نے جن لوگوں کو ایوان صدر میں غلط طور پر پہنچایا، جو لوگ وہاں میرٹ کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے بھیجے گئے ان کو واپس بلانے کا انتظام بھی کر لیا گیا ہے اور جب وہ لوگ واپس آرہے ہیں تو یہ الاٹمنٹس جو غلط ہوئی ہیں اور جو لوگ میرٹ پر ہیں ان کا کیا قصور ہے؟ اگر ہم اوپر سے میرٹ شروع کر رہے ہیں اور وہ صاحب جو میرٹ کی violation کرتے ہوئے ایوان صدر میں پہنچے ہیں اور ان کی واپسی کا انتظام بھی ہو گیا ہے تو یہ لوگ جن کی غلط الاٹمنٹس کی گئی ہیں ان کی واپسی کا کیا کوئی انتظام ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو point raise کیا ہے یہ بالکل درست ہے کہ جن لوگوں کو میرٹ کے اوپر الاٹمنٹس نہیں ہوئیں وہ اس کے حقدار نہیں ہیں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایوان صدر کی میرٹ پر الاٹمنٹ کے بعد گورنمنٹ اس بارے میں بھی بھرپور غور کرے گی۔

جناب آصف بشیر بھگت: ضمنی سوال؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب آصف بشیر بھگت: جناب سپیکر! اسی حوالے سے جیسے محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ نے فرمایا کہ یہاں پر ماضی کی حکومت میں پچھلے پانچ سالوں میں جتنے بھی غیر قانونی کام کئے گئے میں سمجھتا ہوں کہ جیسے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ یہ غلط الاٹمنٹس مجاز اتھارٹی نے کی تھیں۔ یہ سوچتے ہوئے کہ جتنے بھی پچھلے پانچ یا آٹھ سال کا گند تھا کیا ہم اس سارے گند کو اپنے ذمہ لے لیں گے کیونکہ سرکاری افسران عدالتوں میں نہ چلے جائیں۔ دوسرا میں یہاں پر ایک specific and typical کیس

quote کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ محمد خان بھٹی نامی سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب پرویز الٰہی صاحب کا ایک ذاتی کارندہ تھا اس کو یہاں اسمبلی میں گریڈ 7 میں بھرتی کر کے out of turn promote کر کے 20ویں یا 21ویں گریڈ میں لایا گیا۔ اسی طرح پچھلے دور حکومت میں اس کو 21ویں یا 22ویں گریڈ کا سرکاری گھر G.O.R میں الاٹ کیا گیا ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ باقی ساری چیزوں کو تو آپ کم از کم بھول جائیں کہ جس بندے نے پانچ سال تک اس پنجاب کا بیڑا غرق کیا ہے اس سے گھر ضرور خالی کروایا جانا چاہئے اور اس پر آنکھیں بند نہیں کی جانی چاہئیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں یا آپ ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: پہلے والے ضمنی سوال کا جواب سن لیں اس کے بعد آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ میری بہن نے کہا ہے کہ میں باتیں کروں گی تو ان کو بڑی تکلیف ہو گی تو میری بہن عظمیٰ بخاری صاحبہ کو already تکلیف ہو چکی ہے کیونکہ یہ وزیر نہیں بن سکیں۔

جناب سپیکر: ان کا نام عظمیٰ نہیں ہے عظمیٰ بخاری ہے۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بارے میں معزز ممبران کا جو concern ہے کہ out of turn الاٹمنٹ کی گئی ہے باوجود اس کے کہ اس سے پیچیدگیاں آنے کا خدشہ ہے لہذا ان سے گھر خالی کروائے جائیں۔ یہاں پر اس principle کے پیش نظر گورنمنٹ زیادہ اس بارے میں متحرک نہیں ہے۔ دیکھیں! ایک آدمی کو rules relax کر کے out of turn الاٹمنٹ تو ہوئی ہے لیکن حقدار تو وہ بھی تھا یعنی ان میں سے کوئی بھی آدمی ایسا نہیں ہے کہ جو اہل نہیں تھا۔ ایک آدمی اہل تھا لیکن اس کی turn بعد میں تھی اور اس کی turn پہلے کر دی گئی۔ باقی انہوں نے specifically ایک صاحب کے متعلق جو بات کی ہے اس سلسلے میں گورنمنٹ نوٹس لے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ ان سے گھر خالی کروایا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ یکم مارچ سے اب تک کتنی الاٹمنٹس ہوئی ہیں اور میرٹ پر کتنی ہوئی ہیں؟ براہ مہربانی یہ بتادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔ اس کی information تو میرے پاس نہیں ہے کہ یکم مارچ سے کتنی الاٹمنٹس ہوئی ہیں لیکن ایک بات میں without any information پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ 100 percent on merit ہوئی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ خدیجہ عمر: گزارش یہ ہے کہ ان کو اگر information ہوتی تو یہ شاید بتادیتے۔ مہربانی کر کے ذرا تیاری کر کے آئیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس بارے میں fresh question دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: ضمنی سوال؟

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز (د) میں لکھا ہے کہ "یہ الاٹمنٹس منسوخ کرنے سے بے چینی پھیلنے کا خدشہ ہے اور متاثرین عدالتوں سے رجوع کر سکتے ہیں" لیکن انہوں نے ان متاثرین میں بیوروکریٹس کو تو hardship basis کی پالیسی دی ہے۔ ڈی۔ جی۔ خان کا کوئی بیوروکریٹ بیٹھا ہو تو اس کا گھر لاہور میں allotted ہوتا ہے۔ ٹیچرز اور ڈاکٹرز پر اتنا عذاب کیوں ہے؟ ان کے بارے میں حکومت کے دل کوئی نرم ہوئے ہیں یا نہیں؟ ان بیچاروں کو بھی کوئی حقوق دینے کا ارادہ ہے یا صرف بیوروکریٹس پر ہی غور ہوتا رہے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس وقت تو جتنی بھی الاٹمنٹس ہو رہی ہیں وہ پالیسی اور میرٹ پر ہو رہی ہیں۔ اگر محترمہ کوئی نشاندہی کریں کہ اس پالیسی یا rules میں کوئی amendment کی ضرورت ہے تو اس کے لئے یہ move کر سکتی ہیں اسی کے مطابق ہی ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہے بیوروکریٹ ہیں، تمام محکمے ہیں ان کے لئے جو وہاں پر رہائش گاہیں ہیں، جو مخصوص ہیں اس کے مطابق ہی الاٹمنٹ ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! سلمان صدیق صاحب کا ابھی تک جی او آر میں گھر ہے، جاوید میر کا بھی ابھی تک گھر ہے یہ بیوروکریٹس ہیں ان کے لئے اتنا بڑا دل اور جو بیچارے ڈاکٹر ہیں وہ کیا انسان نہیں

ہیں؟ فیاض بشیر صاحب کو بھی ابھی تک گھر الاٹ نہیں ہوا۔ وہ کہیں بھی چلے جائیں ان کو تین تین گھر الاٹ ہوتے ہیں۔ ابھی ہینڈی کیپ، hardship یہ نئے سفارشی ہیں جن کو گھر الاٹ کئے ہیں۔ انہوں نے الاٹمنٹ کی انتہا کر دی ہے۔ پورے عوام کی لسٹ پیچھے اور ان کے پسندیدہ لوگ آگے۔ اس پر تو میں پُرزور احتجاج کروں گی اور میرا خیال ہے کہ عوام کی اتنی لمبی لسٹ ہے جو میں اگلی دفعہ پیش کر دوں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ الاٹمنٹ سول ملازمین کو ہوتی ہے۔ اس سے عوام کا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی عوام کی اس میں احتجاج والی بات ہے۔ گزارش یہ ہے کہ جن صاحبان کے انہوں نے نام لئے ہیں جاوید محمود صاحب موجودہ چیف سیکرٹری ہیں اور وہ چونکہ تعینات ہیں اور وہ یہاں پنجاب گورنمنٹ میں تعینات ہیں اس لئے ان کا یہاں پر گھر رکھنے کا حق ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں اگلا سوال میاں نصیر صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 11 ہے اور اس کا جواب مجھے چند منٹ پہلے موصول ہو گیا ہے۔ میں وزیر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کا جواب صفحہ نمبر 13 پر آ گیا ہے۔

میاں نصیر احمد: میں نے جواب دیکھ لیا ہے۔

پنجاب میں محکمہ انٹی کرپشن کے تھانوں، سٹاف اور مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

*11: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ انٹی کرپشن کے کل کتنے تھانے موجود ہیں؟

(ب) ان تھانوں میں رشوت وصول کرنے کے حوالے سے 1999 تا 2007 کتنی انکوائریاں مکمل ہو چکی ہیں تمام تھانوں کی علیحدہ علیحدہ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) انکوائریوں کے مکمل ہونے پر کس کس سے کتنی ریکوری وصول کی گئی، لسٹ فراہم کی جائے؟

(د) پنجاب کے تمام انٹی کرپشن تھانہ جات میں متعین سٹاف کی مکمل گریڈ وائز تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت انٹی کرپشن کے 40 تھانے موجود ہیں۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان تھانوں میں 1999 تا 2007 تک 6442 انکوائریاں مکمل ہو چکی ہیں۔ تمام تھانوں کی علیحدہ علیحدہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان تھانوں میں 1999 تا 2007 تک 6442 انکوائریوں میں -/3,23,52,34,415 روپے کی ریکوری ہوئی۔ جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پنجاب میں تمام انٹی کرپشن تھانہ جات میں متعین سٹاف مکمل گریڈ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: نہیں، جناب! میرا ضمنی سوال نہیں ہے۔ میں تو وزیر موصوف کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ بڑی تفصیل کے ساتھ اور بھاری بھر کم جواب دیا ہے۔ شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: وہ اپنا جواب پڑھ کر مطمئن ہو گئے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! وہ یقیناً مطمئن ہو گئے ہیں لیکن مجھے تو سپلیمنٹری کرنے کا حق ہے۔ جناب! یہ جو سوال کے جواب میں اتنی ساری دستاویز دی گئی ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: سعید اکبر صاحب بڑے ہنس رہے ہیں۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میں بڑی اہم بات کی طرف توجہ چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: میری توجہ آپ کی طرف ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: بڑی مہربانی۔ جناب! یہ جو اتنی ساری دستاویز ہمیں ریکوریوں کے متعلق موصول ہوئی ہیں۔ میں وزیر صاحب سے جاننا چاہتی ہوں کہ راولپنڈی ریجن میں 454افراد کی ریکوری کی لسٹ مہیا کی گئی ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ میں نے جتنی یہ لسٹ دیکھی ہے اس کے مطابق آدھے سے زیادہ ریکوریاں ریٹائرڈ آرمی آفیسرز سے اور پٹواریوں سے ہوئی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو آرمی آفیسرز جنہوں نے اس ملک کا خزانہ ہر طرح سے لوٹا ہے اور ان کے خلاف جن کی بڑی بڑی رقمیں، اس میں کروڑ روپے سے بھی زیادہ رقم کی ریکوری ہوئی ہے ایسے لوگ جو ہیں ان کو صرف ریکوریاں کر کے چھوڑ دیا جائے گا یا ان کے خلاف کوئی اور کارروائی بھی محکمے کے زیر تجویز ہے؟

جناب سپیکر: وہ جواب دے رہے ہیں، تھوڑا صبر کر لیں تو بہتر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کے مطابق ان لوگوں کی جائیداد جو بھی ان کے نام پر ہو وہ ضبط ہو سکتی ہے اور یہ رقم بھی اور اس کے ساتھ جرمانے کی رقم بھی ان سے as revenue recover ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: ملتان کا ایک پٹواری جس کا نام سلیم ہے اور اس کا تعلق مظفر گڑھ سے ہے اس کے خلاف چار سال پہلے پرچہ درج ہوا تھا انٹی کرپشن اس سے ابھی تک ریکارڈ recover نہیں کر سکی۔ میں اس حوالے سے کہنا چاہتا ہوں کہ اس کی جائیداد ہے اور نہ کوئی اور معاملہ ہے لیکن پورے ایک موضع کا ریکارڈ لے کر تقریباً چار سال سے بھاگا ہوا ہے اور اس کی ضمانت بھی ہو چکی ہے۔ محکمہ انٹی کرپشن ابھی تک اس کا ریکارڈ طلب نہیں کر سکا۔ وہ موضع 25ہزار کنال کا ہے اور پورے موضع کا ریکارڈ اس کے پاس ہے۔ وہاں کے تمام کے تمام لوگ پریشان ہیں۔ میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ اس کے لئے کچھ کریں کیونکہ اس کی جائیداد بھی نہیں ہے اور پورے موضع کا ریکارڈ بھی غائب ہے۔ 1955 کے بعد اس کی جمع بندی بھی نہیں بن سکی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے ایک specific information طلب کی ہے۔ موصوف یا تو fresh question کر دیں یا مجھے لکھ کر دے دیں تو میں اس سلسلے میں انکوائری کروا لوں گا۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: ہم نے مل کر ایک اصول بنایا تھا کہ تین سے زیادہ ضمنی سوالات نہ کئے جائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں آپ کی اس بات سے مکمل اتفاق کرتی ہوں لیکن جو بات میں کرنا چاہ رہی ہوں وہ ہر اس گھر کا مسئلہ ہے جہاں پر تھانہ کچہری میں کسی بھی بندے کو پکڑا ہوا ہے۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ جب یہ انکوائریاں شروع ہوتی ہیں تو اس میں بے گناہ لوگ بھی پکڑ لئے جاتے ہیں اور جو انکوائری ٹیم ہوتی ہے جن کو اوپر سے سفارش آ رہی ہوتی ہے ان کو چھوڑنے کے لئے، ان کو ریلیف دینے کے لئے ایسے بے گناہ لوگوں کو بیچ میں انکوائری میں شامل کر لیتے ہیں اور چونکہ ایس ایچ او جو ہے اس کے پاس اتنی بڑی اتھارٹی ہے کہ جس چیز کو اس نے yes کر دینا ہے اور جس چیز کے لئے اس نے قسم کھا لینی ہے اس کو کوئی ٹس سے مس نہیں کر سکتا۔ یہ تھانہ کلچر ہمارے ہاں شروع سے چلا آ رہا ہے جو کہ غلط ہے۔ ایسی انکوائری جس میں بے گناہ لوگوں کو پکڑ لیا جاتا ہے اس کے لئے بھی کوئی قانون وضع کرنے کی ضرورت ہے کہ ان کے اوپر چیک اینڈ بیلنس کس طرح ہونا چاہئے۔ اتنے گھرانے ہیں جو حقیقت میں بری طرح suffer کر رہے ہیں۔ یہ ان گھروں کا بڑا serious مسئلہ ہے کہ چور اچکے رشوتیں دے کر بچ جاتے ہیں اور بے گناہ اور معصوم انکوائریوں میں پھنسے رہتے ہیں اور اس کے بعد وہ تھانوں سے نکل کر لگاتار عدالتوں میں ذلیل ہو رہے ہوتے ہیں۔ یہ ایک serious issue ہے، اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی بات انہوں نے سن لی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد افضل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ محترمہ کو پتا ہی نہیں کہ انٹی کرپشن کے تھانوں میں ایس ایچ او نہیں ہوتا، وہاں ڈپٹی ڈائریکٹر اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔راناصاحب! آپ محترمہ کے سوال کا جواب دیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے ضمنی سوال کی آڑ میں جو تقریر فرمائی ہے میں نے وہ نوٹ کر لی ہے اور ان points پر غور کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا نام حسن مرتضیٰ ہے، آپ محسن پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: میرا نام حسن مرتضیٰ ہے، آپ محسن پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے حسن ہی پڑھا ہے، محسن نہیں پڑھا۔آپ نے تو سنا ہی نہیں۔پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے سنا ہی نہیں ہے۔آپ تو کہیں اور کسی جگہ پر کچھ کر رہے تھے۔ مجھے نہیں پتا کیا کر رہے تھے ؟۔۔(قہقہے)

جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب ایم۔پی۔اے۔

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 42 ہے۔

لاہور ہائی کورٹ، سول سیکر ٹریٹ اور پنجاب اسمبلی

کے ملازمین کے لئے "سی" ٹائپ سرکاری رہائش کی یکساں الاٹمنٹ کا مسئلہ

*42 سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت لاہور ہائی کورٹ / سول سیکر ٹریٹ اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین پر سرکاری رہائشوں کی یکساں الاٹمنٹ پالیسی لاگو ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ S&GAD نے لیٹر نمبر 1405(PROV)2000/ (MISC) EO(S&GAD) مورخہ 04-11-12 کے تحت ایک چور دروازہ کھول کر صرف سول سیکر ٹریٹ کے گریڈ سترہ میں پانچ سال سروس پورے کرنے والے سیکشن آفیسر کو (سی) ٹائپ سرکاری رہائش کا استحقاق دیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی میں 15/12 سالہ، سترہ گریڈ کی سروس کے حامل آفیسرز کو اس استحقاق سے محروم رکھ کر ان کی ملازمت کے بنیادی حقوق کو پامال کیا گیا ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ متنازعہ نوٹیفکیشن کو ختم کرنے یا پنجاب اسمبلی، ہائی کورٹ کے آفیسرز کو بھی مذکورہ استحقاق دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ مروجہ الاٹمنٹ پالیسی 1997 کے مطابق (سی) ٹائپ رہائش گاہوں کے لئے گریڈ 18 کے آفیسران اور سول سیکرٹریٹ کے انڈر سیکرٹری اہل تھے۔ 2001 میں انڈر سیکرٹری کی پوسٹ ختم ہونے سے سول سیکرٹریٹ کے آفیسران (سی) ٹائپ کیٹیگری کی الاٹمنٹ کے اہل نہ رہے تھے۔ مزید یہ کہ 3-4 رومز اور (بی) ٹائپ کیٹیگری کی الاٹمنٹ پر اضافی دباؤ بڑھ گیا تھا مجاز اتھارٹی نے اس کا تدارک کرنے کے لئے پنجاب سول سیکرٹریٹ کے سیکشن آفیسران کے لئے جو کہ گریڈ 17 میں پانچ سال ملازمت کی مدت پوری کر چکے ہوں کو "سی" کیٹیگری میں الاٹمنٹ کا اہل قرار دیا ہے۔

(ج) درست نہ ہے لاہور ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی کے گریڈ 17 کے آفیسران کو الاٹمنٹ پالیسی میں طے شدہ طریق کار کے مطابق سرکاری الاٹمنٹ ہوتی ہے جبکہ الاٹمنٹ پالیسی کے پیراگراف 14 کے مطابق صوبائی حکومت کسی بھی سرکاری ملازم کو گھر فراہم کرنے کی پابند ہے اور نہ ہی سرکاری ملازم کو سرکاری گھر کی الاٹمنٹ کے ضمن میں قانونی حق یا دعویٰ حاصل ہوگا۔

(د) نہیں کیونکہ مجاز اتھارٹی نے انڈر سیکرٹری کی پوسٹ ختم ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والی صورتحال کا تدارک کیا ہے جبکہ دوسرے محکموں کے گریڈ 17 کے ملازمین کے ساتھ اس طرح کی کوئی زیادتی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ اس کے جز (الف) میں، میں نے پوچھا تھا کہ لاہور ہائیکورٹ، پنجاب اسمبلی اور سول سیکرٹریٹ میں آپ کی الاٹمنٹ پالیسی یکساں ہے؟ اس کا جواب آیا ہے اور انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ یہ درست ہے۔
میرا ضمنی سوال ہے کہ اگر ان کی یکساں الاٹمنٹ پالیسی ہے تو پھر سول سیکرٹریٹ کے گریڈ 17 کے جو ملازمین ہیں ان کے پانچ سال مکمل ہونے پر انہیں تو "سی ٹائپ" کی الاٹمنٹ ہو جاتی ہے لیکن پنجاب اسمبلی اور لاہور ہائی کورٹ کے ملازمین کو اس حق سے محروم کیوں رکھا جاتا ہے، ان کی الاٹمنٹ کیوں نہیں کی جاتی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک پنجاب اسمبلی کے ملازمین کی الاٹمنٹ کا معاملہ ہے وہ تو سپیکر آفس ایک competent اور مجاز اتھارٹی ہے باقی جس specific بات کی طرف انہوں نے توجہ دلائی ہے یہ فرق بالکل موجود ہے اور اس حصہ میں اس فرق کو دور کرنے کے لئے محکمہ اس سلسلے میں غور و خوض کرے گا۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ ابھی ضمنی سوال کی بات ہو رہی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری رانا صاحب سے گزارش ہے اور شاید میرے علم میں درست نہ ہو کہ سپیکر پنجاب اسمبلی کے پاس رہائشوں کی الاٹمنٹ نہیں ہے کیونکہ اسمبلی چیمبر میں کوئی رہائش نہیں ہے۔ ان کی رہائشوں کی الاٹمنٹ بھی گورنمنٹ کرتی ہے، چیف سیکرٹری یا کوئی ایڈیشنل چیف سیکرٹری کرتے ہیں، سپیکر نہیں کرتے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ الاٹمنٹ ایس اینڈ جی اے ڈی نے کرنی ہے تو ان سے یہ استدعا تھی کہ انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ الاٹمنٹ کی پالیسی ایک ہی ہے تو یہاں پر الاٹمنٹ لاہور ہائی کورٹ کے ملازمین کو تو ہو جاتی ہے لیکن پنجاب اسمبلی کے ملازمین کو کیوں الاٹمنٹ نہیں ہوتی؟ میں نے تو ان سے یہ سوال کیا اور یہ نہیں پوچھا ہے کہ سپیکر نے کرنی ہے یا چیف سیکرٹری نے کرنی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ایک طرف تو ہم اس بات پر توجہ زیادہ دے رہے ہیں کہ کسی کو بھی out of turn accommodate نہ کیا جائے تو ایک ایسا معاملہ جس کی بنیاد پر کسی کے out of turn accommodate ہونے کا معاملہ ہو، اگر ایک جگہ پر ہو رہا ہے تو بجائے اس کے کہ اس کو دو جگہ پر اورلا گو کر دیا جائے تو کیوں نہ اس کو ایک جگہ سے ہی ختم کر دیا جائے، یہ میں نے معزز ممبر سے عرض کیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ out of turn نہ دی جائے۔ میں تو خود اس حق میں نہیں ہوں۔ جن کی باری بنتی ہے ان کو دیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کے حق میں ہیں یا اس کے حق میں نہیں ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اس حق میں نہیں کہ میرٹ کو violate کیا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ میرٹ پر الاٹمنٹ کی جائے لیکن جو ایک پالیسی بنی ہوئی ہے اس کے مطابق کی جائے۔ یہاں پر تو ہمارے وزراء کو بھی ابھی تک پورے گھر نہیں ملے۔ تھوڑی سی cabinet ہے۔ اگر یہ پرویز الٰہی صاحب کی ہوتی تو یہ دربدر ہو جاتے۔ ان کو بھی ابھی پورے گھر نہیں ملے۔ آپ الاٹمنٹ کی پالیسی کو واضح کریں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ حسن مرتضیٰ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ملازم بھی سرکار کے ملازم ہیں، ہائی کورٹ کے ملازمین جو ججوں سے نیچے ہیں وہ بھی سرکار کے ملازم ہیں اور سیکرٹریٹ کے ملازمین بھی سرکار کے ملازم ہیں، ان کا مطلب یہ ہے کہ سرکاری رہائش کی الاٹمنٹ کی جاتی ہے تو ان لوگوں کو جو پنجاب اسمبلی میں ملازمت کرتے ہیں، جو پنجاب سرکار کے ملازم ہیں، ان کو اسی طرح consider کیوں نہیں کیا جاتا جیسے سیکرٹریٹ کے ملازمین کو کیا جاتا ہے جب ان کے گھروں کی الاٹمنٹ ہوتی ہے۔ مقصد صرف یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا مقصد یہ ہے کہ سوتیلا سلوک نہ کیا جائے۔

جناب سعید اکبر خان: یہی بات ہے۔ جی!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں دونوں معزز اراکین کو اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ انہوں نے سوتیلے سلوک کی نشان دہی کی ہے، اس کو دور کیا جائے گا لیکن یہ معاملہ صرف اس لئے confusion کا شکار ہوا کہ پہلے ایک انڈر سیکرٹری کا سکیل ہوتا تھا۔ اس انڈر سیکرٹری کے سکیل کو ختم کر دیا گیا تو پھر اس سکیل کے اہل لوگوں کو accommodate کرنے کے لئے پھر یہ بات سامنے لائی گئی کہ اگر کسی سیکشن آفیسر کی پانچ سال کی مدت ملازمت پوری ہو تو اس کے بعد اس کو اہل قرار دے دیا جائے۔

محترمہ ساجدہ میر: ضمنی سوال ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! محترمہ کو بٹھائیں کیونکہ آپ نے خود کہا ہے کہ ایک معزز ممبر تین تین ضمنی سوال کر سکتا ہے اور محترمہ میرا حق مار رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب نے بہت اچھا سوال کیا ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ جو mutual کرتے ہیں تو وہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تقریر کرنا چاہتی ہیں یا ضمنی سوال کر رہی ہیں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے کہ الاٹمنٹ ہو چکی ہوتی ہے اس کے قبضے کے لئے جو سرکاری ملازم دس ہزار روپے کے عوض وہ اپنے گھر کا قبضہ out of turn دوسرے ملازم کو دے دیتا ہے تو اس کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے اس بارے میں وزیر صاحب بتا دیں کہ اس سے وہ possession دوسرے کو دے جاتا ہے اور بعد میں یہ مسئلے مسائل سامنے آتے ہیں، حسن مرتضیٰ صاحب اس بارے میں تھوڑا سا حل مجھے بتائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہاں پر ہمارے دو وزراء کامران مائیکل اور ندیم کامران شاید دونوں کو اقلیت سمجھ کر الاٹمنٹ نہیں کی گئی؟

جناب سپیکر: نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔ یہاں پر سب برابر ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہاں پر ایک ریٹائرڈ ڈی آئی جی ضیاالحسن صاحب بڑی مدت سے ریٹائر ہو گئے ہیں لیکن ان کے پاس اب بھی گھر ہے۔ جس کے پاس لاہور میں گھر نہیں ہے آپ اس کی پریشانی سمجھیں۔ ایک آدمی کی دس بارہ ہزار روپے تنخواہ اور چھ سات یا آٹھ ہزار روپے کرایہ پر گھر لے کر وہ کیسے رہ سکتا ہے؟ مہربانی کریں منسٹر صاحب سے کہیں وہ یہاں یقین دہانی کروادیں کہ یہ الاٹمنٹ میرٹ پر ہوں گی اور جتنی بھی پہلے میرٹ پر نہیں ہوئیں انہیں منسوخ کیا جائے اور اس پالیسی پر عمل کیا جائے۔

جناب سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ گپ شپ میں مصروف تھے منسٹر صاحب نے یہ بات کہہ دی تھی کہ میرٹ پر یہاں الاٹمنٹ ہو گی۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جواب ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سلیکشن گریڈ سکیم کے خاتمہ پر الاٹمنٹ کے استحقاق میں محکمانہ تفریق کا مسئلہ

*43: سید حسن مرتضیٰ:- کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سول سیکرٹریٹ کے انڈر سیکرٹری کی پوسٹ کب، کن محرکات کی بنا پر کن مقاصد کے حصول کے لئے کس گریڈ میں وجود میں آئی اور کب کن وجوہات کی بنا پر ختم کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 2001 میں انڈر سیکرٹری (گریڈ 18) کی پوسٹ ختم ہونے سے سول سیکرٹریٹ کے آفیسرز (سی) کیٹیگری کی الاٹمنٹ کے اہل نہ رہے تھے، وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام محکمہ جات کے گریڈ 17 کے تمام سلیکشن گریڈ سیکشن آفیسرز (گریڈ 18) کو 2001 کے نئے پے سکیلز کے تحت سلیکشن گریڈ سکیم ختم کرتے ہوئے واپس گریڈ 17 میں فکس کیا گیا؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو تمام محکمہ جات کے مذکورہ تمام متاثرہ آفیسرز گریڈ 18 کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے صرف سیکرٹریٹ کے گریڈ 17 میں پانچ سال سروس کے حامل آفیسرز گریڈ 17 کو ہی کیوں اور کن وجوہات کی بنا پر کیٹیگری "سی" رہائش کے استحقاق سے نوازا گیا؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ وفاقی حکومت کی پالیسی سے متعلقہ ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست نہ ہے کیونکہ سلیکشن گریڈ سکیم کے خاتمہ پر سلیکشن گریڈ ہولڈرز کو اسی سکیل میں رکھا گیا جس میں وہ مذکورہ سکیم کے خاتمے سے پہلے تھے۔

(د) نہیں کیونکہ مروجہ الاٹمنٹ پالیسی 1997 کے مطابق (سی) ٹائپ رہائش گاہوں کے لئے گریڈ 18 کے آفیسران اور سول سیکرٹریٹ کے انڈر سیکرٹری اہل تھے۔ 2001 میں انڈر سیکرٹری کی پوسٹ ختم ہونے سے سول سیکرٹریٹ کے آفیسران (سی ٹائپ) کیٹیگری کی الاٹمنٹ کے اہل نہ رہے تھے مزید یہ کہ 4-3 رومز اور (بی) ٹائپ کیٹیگری کی الاٹمنٹ پر اضافی دباؤ بڑھ گیا تھا۔ مجاز اتھارٹی نے اس کا تدارک کرنے کے لئے پنجاب سول سیکرٹریٹ کے سلیکشن آفیسران کے لئے جو کہ گریڈ 17 میں پانچ سال ملازمت کی مدت پوری کر چکے ہوں (سی) کیٹیگری میں الاٹمنٹ کا اہل قرار دیا ہے جبکہ دوسرے محکموں کے گریڈ 17 کے ملازمین کے ساتھ اس طرح کی کوئی زیادتی نہیں ہوئی۔

لاہور۔سرکاری رہائش گاہوں پر الاٹی کی بجائے رشتے دار یا کرایہ دار کے رہائش پذیر ہونے کا معاملہ

*58: محترمہ ثمینہ نوید: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پالیسی کے مطابق سرکاری رہائش گاہوں میں صرف الاٹی ہی رہائش پذیر ہو سکتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت سینکڑوں سرکاری رہائش گاہوں میں الاٹی کی بجائے اس کے رشتے دار یا کرایے دار رہائش پذیر ہیں جن کی تفصیل قبل ازیں ایک روزنامہ اخبار میں بھی آ چکی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسی رہائش گاہیں جن میں الاٹی کی جگہ کوئی دوسرا رہائش پذیر ہے کی غیر جانبدارانہ انکوائری کر کے الاٹمنٹ منسوخ کرنے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے تاہم الاٹی کے ساتھ اس کی فیملی کے افراد یعنی بیوی / شوہر، بچے اور والدین رہ سکتے ہیں۔

(ب) درست نہ ہے تاہم سرکاری گھروں میں غیر قانونی طور پر رہائش پذیر افراد کی اطلاع ملنے پر الاٹمنٹ پالیسی کے پیراگراف 29 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے رہائش خالی کروالی جاتی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (ب) میں ہے مزید یہ کہ رجحان کی حوصلہ شکنی کے لئے الاٹمنٹ پالیسی کے پیراگراف 23 کے تحت امیدواران رہائش کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ تین ایسی رہائش گاہوں کی نشاندہی کریں جن میں غیر قانونی لوگ رہتے ہوں ان کی اطلاع درست ثابت ہونے پر الاٹمنٹ کینسل کر دی جاتی ہے اور مخبر کو آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹ اس کی اہلیت کے مطابق کر دی جاتی ہے۔

2002 سے 2007 میں من پسند ملازمین کو پالیسی کے برعکس سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کرنے کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*59: چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری ملازمین کو رہائش گاہیں الاٹمنٹ پالیسی 1997 (پہلے آیئے پہلے پایئے) کے تحت ہوتی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2002 سے نومبر 2007 تک مذکورہ پالیسی سے ہٹ کر سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں جبکہ ہزاروں ملازمین اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ عرصہ کے دوران سینکڑوں من پسند ملازمین کو آؤٹ آف ٹرن سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئی ہیں، مذکورہ الاٹیوں کے نام محکمہ، تاریخ الاٹمنٹ اور محکمہ میں تعیناتی بھی تحریر فرمائی جائے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ الاٹمنٹس منسوخ کرنے اور عرصہ دراز سے باری کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ملازمین کو الاٹ کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو کیوں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے تاہم اس دوران باری پر بھی الاٹمنٹس ہوئی ہیں۔

(ج) درست نہ ہے کیونکہ باری کے بغیر الاٹمنٹس مجاز اتھارٹی کے حکم پر کی گئی ہیں۔ نیز مطلوبہ معلومات تتمہ (الف) پر موجود ہیں۔

(د) نہیں کیونکہ پالیسی سے ہٹ کر الاٹمنٹس مجاز اتھارٹی کے حکم پر کی گئی ہیں اور الاٹی قواعد کے مطابق کرایہ اپنی تنخواہ سے منہا کروا رہے ہیں۔ الاٹمنٹس منسوخ کرنے سے بے چینی پھیلے گی اور متاثرین عدالتوں سے رجوع کریں گے جس سے مزید قانونی اور انتظامی پیچیدگیاں پیدا ہونے کے خدشات ہیں۔

صوبہ پنجاب میں 2002 تا 2007 میں من پسند ہزاروں آفیسران کو ڈیپوٹیشن پر لینے اور اسی محکمہ میں ضم کرنے کا مسئلہ

*62: محترمہ ثمینہ نوید: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2002 سے 2007 تک حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں نے اپنے من پسند ہزاروں افسران کو ان کے محکموں سے دوسرے محکموں میں ڈیپوٹیشن پر لے گئے اور آؤٹ آف ٹرن ترقیاں دے کر اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا اور ان کو اس محکمہ میں ضم کیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے تمام سرکاری افسران کے نام مع جائے تعیناتی اور ترقی کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کرنے کو تیار ہے؟

(ج) ایسے تمام مذکورہ بالا سرکاری ملازمین جو ڈیپوٹیشن پر دوسرے محکموں سے آئے اور ان کو آؤٹ آف ٹرن ترقیاں دی گئیں کیا حکومت واپس محکموں میں بھیجنے کو تیار ہے اور آؤٹ آف ٹرن ترقیاں واپس لینے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ 2002 سے 2007 تک کے اعلیٰ عہدیداران اپنے کچھ من پسند افسران کو ان کے محکموں سے دوسرں محکموں میں ڈیپوٹیشن پر لے گئے اور ان میں ضم کر دیا جن کی تفیصل تتمہ (الف) پر لف ہے۔ تاہم محکمانہ رپورٹوں کے مطابق ان ضم کئے گئے افسران میں سے کسی کو آؤٹ آف ٹرن ترقی دے کر اعلیٰ عہدوں پر فائز نہیں کیا گیا۔

(ب) بمطابق تتمہ (الف) جزوی طور پر درست ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر درج کیا گیا ہے ضم کئے گئے کسی بھی افسر کو آؤٹ آف ٹرن ترقی نہیں دی گئی۔

حکومت کی تبدیلی کے ساتھ ہی سینکڑوں افسران کو تبدیل کرنے کا معاملہ

*91: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی تبدیلی کے ساتھ ہی سینکڑوں سرکاری افسران تبدیل کر دیئے جاتے ہیں، کئی او ایس ڈی بنا دیئے جاتے ہیں، اس مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا ہے کیا اس اکھاڑ بچھاڑ سے انتظامی امور درست سمت اختیار کر سکتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرکاری ملازمین کو ایسی تربیت دینے کا اہتمام کیا جائے کہ وہ اپنے فرائض قانون اور قواعد و ضوابط کے مطابق انجام دیں اور کسی بھی طرف سے پڑنے والے دباؤ میں آئے بغیر اپنے فرائض پورے کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ افسران کی تبدیلی صرف انتظامی وجوہات کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ موجودہ حکومت نے بھی مندرجہ ذیل چیدہ چیدہ وجوہات کی وجہ سے مختلف افسران کو تبدیل کیا ہے۔

i. مختلف افسران تین سال کی زیادہ سے زیادہ مدت ملازمت پہلے ہی کر چکے تھے۔

ii. چند اسامیاں پچھلی حکومت کے بھرتی شدہ ریٹائرڈ ملازمین کی برخاستگی کی وجہ سے خالی ہوئی تھیں۔

iii. کچھ افسران کو ان کی نااہلی، بدانتظامی اور بدنام شہرت کی وجہ سے تبدیل کیا گیا۔

iv. چند افسران کے خلاف عوامی شکایات موصول ہو رہی تھیں جس کی وجہ سے ان کی جگہ تعیناتی سے تبدیل کیا گیا۔

v. کئی افسران کو اگلے گریڈ میں ترقی پانے پر اور کسی تربیت کورس پر جانے کی وجہ سے نئی جگہ پر تعینات کیا گیا۔

(ب) سرکاری ملازمین کو بھرتی کرنے کے بعد مختلف مراحل میں تربیت دی جاتی ہے کہ انھیں صرف قانون اور آئین کے مطابق اپنی سرکاری ذمہ داریاں پوری کرنی ہیں اور کسی بھی دباؤ میں آئے بغیر اپنے فرائض ادا کرنے ہیں۔ تاہم افسران کی تربیت ایک مستقل عمل ہے جس میں آئندہ اس امر کا خصوصی خیال رکھا جائے گا۔

پنجاب میں آفیسران کی تعیناتی وٹرانسفر کی ٹنور پالیسی

*232: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں سرکاری افسران کی تعیناتی اور ٹرانسفر کی Tenure پالیسی کیا ہے؟

(ب) کیا اس وقت اس پالیسی پر صوبہ میں عملدرآمد ہو رہا ہے؟

(ج) کیا یہ پالیسی سیکرٹریز ٹو گورنمنٹ کے لئے بھی ہے یا ان کی تعیناتی کے لئے علیحدہ Tenure پالیسی ہے؟

(د) اس وقت صوبہ میں کتنے سیکرٹریز ٹو گورنمنٹ اس Tenure پالیسی کے برعکس کام کر رہے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حکومت پنجاب کی ٹرانسفر پالیسی کے مطابق سرکاری ملازمین زیادہ سے زیادہ تین سال تک ایک جگہ پر تعینات رہ سکتے ہیں اس عرصہ کے بعد ان کی تبدیلی لازمی ہو جاتی ہے۔اس کے علاوہ پنجاب گورنمنٹ رولز آف بزنس 1974 کے شیڈول 6 کے مطابق چند مخصوص اسامیوں کا tenure مقرر کیا گیا ہے جن کی تفصیل پرچہ (الف) پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) جی،ہاں۔مندرجہ بالا پالیسی پر حتی الوسع عملدرآمد ہو رہا ہے اور اس پالیسی کے تحت مختلف افسران کی تبدیلی کی گئی ہے۔تاہم بعض اوقات پیچیدہ انتظامی معاملات اور امور کے باعث ٹنور کے خاتمے سے پہلے ہی تبادلہ ہوتا ہے۔حکومت کی ہر ممکنہ کوشش ہے کہ اس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

(ج) پنجاب حکومت کی Tenure policy سیکرٹریز ٹو گورنمنٹ آف پنجاب پر بھی لاگو ہوتی ہے اور ان کی تعیناتی کے لئے کوئی علیحدہ پالیسی مرتب نہیں کی گئی ہے۔

(د) اس وقت صوبہ میں کوئی بھی سیکرٹری مندرجہ بالا tenure پالیسی کے برعکس کام نہیں کر رہا۔

لاہور میں سرکاری گھروں کی الاٹمنٹ پالیسی سے متعلقہ تفصیل

*238: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں سرکاری گھروں کی الاٹمنٹ کیلئے پالیسی کب بنائی گئی تھی؟

(ب) اس الاٹمنٹ پالیسی کی منظوری کس اتھارٹی نے دی تھی؟

(ج) کیا یہ پالیسی بنیادی حقوق کو سامنے رکھ کر بنائی گئی تھی؟

(د) اگر یہ پالیسی بنیادی حقوق کے خلاف ہے تو حکومت اس میں کب تک نظر ثانی کر رہی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) موجودہ الاٹمنٹ پالیسی 15۔اگست 1997 کو جاری کی گئی تھی۔

(ب) موجودہ الاٹمنٹ پالیسی وزیر اعلیٰ پنجاب نے منظور فرمائی تھی۔

(ج) جی، ہاں۔ یہ پالیسی زمینی حقائق، سرکاری گھروں کی دستیابی اور ملازمین کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر بنائی گئی تھی۔

(د) جی نہیں، پالیسی بنیادی حقوق کو مدنظر رکھتے ہوئے بنائی گئی تھی، تاہم حکومت گاہے بگاہے ضرورت کے مطابق الاٹمنٹ پالیسی پر نظر ثانی کرتی رہتی ہے۔

وحدت کالونی کوارٹرز سرکاری ملازمین کو مالکانہ حقوق پر فراہم کرنے کا مسئلہ

*255: جناب محمد اعجاز شفیع: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی کے کوارٹرز سرکاری ملازمین کے لئے سال 1953 کو تعمیر کئے گئے تھے، ماہرین کے مطابق مذکورہ کوارٹروں کی چھتیں و دیگر سٹرکچر زائد المیعاد ہو چکے ہیں اور کسی وقت بھی گر کر جانی و مالی نقصان کا باعث بن سکتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ محکمہ کو آئے دن چھتیں تبدیل کرنا پڑتی ہیں اور کوارٹروں کی وسیع پیمانے پر مرمت پر بھاری اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ماہرین کے مطابق مذکورہ کوارٹر ایک ایسی حیثیت اختیار کر چکے ہیں کہ یہ کچی آبادی کے زمرے میں آتے ہیں؟

(د) مذکورہ بالا حقائق کے پیش نظر کیا حکومت ان بوسیدہ کوارٹروں کی مناسب قیمت لگا کر ان کے مالکانہ حقوق رہائشی ملازمین کو منتقل کرنے اور ماہانہ کٹوتی کے ذریعے اس عمل کو پایۂ تکمیل تک لیجانے کے لئے کب تک مثبت اقدامات کرنے کا ارادہ ہے؟

(ہ) کیا پنجاب گورنمنٹ مذکورہ کالونی کو PGSHF کی سکیم میں شامل کر کے کوارٹرز ریٹائرمنٹ کے بعد مالکانہ حقوق پر دینے کا ارادہ ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صرف اس حد تک درست ہے کہ وحدت کالونی کے کوارٹرز 1953 میں تعمیر کئے گئے تھے جبکہ ان کی چھتیں و دیگر سٹرکچر وقت کے ساتھ ساتھ حسب ضرورت مقیم کی درخواست پر تبدیل کئے جاتے ہیں۔

(ب) درست نہ ہے چھتوں کی تبدیلی بھاری اخراجات کے زمرے میں نہیں آتی ،تاہم یہ اخراجات دیگر سرکاری عمارتوں پر اخراجات کی طرح سالانہ دیکھ بھال کے ضمن کے تحت کئے جاتے ہیں۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) نہیں، کیونکہ حکومت کو اپنے اہلکاروں کی رواں رہائشی ضروریات کے لئے وحدت کالونی کے کوارٹرز کو برقرار رکھنا ضروری ہے تاہم ان کی حالت کو مزید بہتر بنانے کے لئے حکومت "ری ماڈلنگ وری سٹرکچرنگ آف وحدت کالونی سکیم" پر عمل پیرا ہے جس سے یہ جدید ترین رہائشی کالونی میں بدل جائے گی۔

(ہ) فی الحال حکومت پنجاب ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی حکومت پنجاب نے پنجاب گورنمنٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے تحت سرکاری ممبرز کو ریٹائرمنٹ پر مکان فراہم کرنے کی ضمانت دی ہے۔

سرکاری آفیسران کو 1600 سی سی سے کم پاور کی گاڑیاں دینے کا معاملہ

*332: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی حکومت نے تمام سرکاری محکموں کے افسران کے لئے 1600 سی سی گاڑیوں کی جگہ 1300 سی سی اور 1300 سی سی کی جگہ 1000 سی سی گاڑیاں فراہم کرنے کی پالیسی بنائی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مد میں بچت کی آڑ میں کروڑوں روپے کے اخراجات ہوں گے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ افسران کے زیر استعمال نئی گاڑیوں کو بھی نیلام کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو اس مد میں حکومت کتنی رقم خرچ کرے گی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بمطابق پالیسی پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے محکمانہ سیکرٹری / ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ 1300 سی سی کی گاڑی استعمال کرنے کا مجاز ہے جبکہ ایڈیشنل سیکرٹری اور اس کے برابر کے عہدیداران 1000 سی سی یا 1300 سی سی کی گاڑی استعمال کرنے کے مجاز ہیں (تاہم مذکورہ گاڑی کی دستیابی پر منحصر ہے) جبکہ ڈپٹی سیکرٹری اور اس کے برابر کے عہدیداران 1000 سی سی کی گاڑی استعمال کر سکتے ہیں۔ تاہم (Touring Vehicle) کے لئے سی سی کی حد مقرر نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے تاہم محکمہ جات، دیگر ادارہ جات و پراجیکٹس میں موجود اضافی یا ناکارہ گاڑیاں نیلام کرنے کی پالیسی بنائی گئی ہے۔

(د) حکومت پنجاب نے نئی گاڑیوں کی خریداری پر پابندی عائد کر دی ہے۔ پرچم (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ لہذا حکومت کا نئی گاڑیاں خریدنے کا کوئی ارادہ نہ ہے۔ اس مد میں کوئی رقم خرچ نہیں کی جائے گی۔

گزٹیڈ اور نان گزٹیڈ ملازمین کے بچوں کو ملنے والے سالانہ وظیفہ میں فرق

*350: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت بینوولینٹ فنڈ سے پنجاب حکومت کے ملازمین کے بچوں کو جو میٹرک پاس ہوں اور کسی سرکاری کالج میں پڑھ رہے ہوں کو سالانہ وظیفہ دیتی ہے اگر ہاں تو کس معیار پر اور کتنا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گزٹیڈ ملازمین اور نان گزٹیڈ ملازمین کے بچوں کو دیئے جانے والے وظیفہ میں فرق ہوتا ہے جبکہ ان کے بچے ایک ہی ادارے میں تعلیم حاصل کر رہے ہوتے ہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ فرق کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ بینوولینٹ فنڈ سے پنجاب حکومت کے ملازمین کے بچوں کو جو میٹرک پاس ہوں اور اگلی جماعت میں کسی سرکاری یا پرائیویٹ اداروں کو جو گورنمنٹ آف پنجاب سے الحاق شدہ ہوں پڑھ رہے ہوں ان کو میٹرک میں 60 فیصد نمبروں کی شرط پر مندرجہ ذیل شرح سے سکالرشپ دیا جاتا ہے:-

		گزٹیڈ	نان گزٹیڈ
1-	میٹرک تا بی اے	14000 روپے	3000 روپے
2-	ایم اے/ایم ایس سی	16000 روپے	6000 روپے

(ب) یہ درست ہے کہ گزٹیڈ ملازمین اور نان گزٹیڈ ملازمین کے بچوں کو دیئے جانے والے وظیفہ میں فرق ہوتا ہے۔صوبائی بہبود فنڈ بورڈ کے دو حصے ہیں پارٹ I گزٹیڈ ملازمین کو ڈیل کرتا ہے اور پارٹ II نان گزٹیڈ ملازمین کو ڈیل کرتا ہے۔گزٹیڈ اور نان گزٹیڈ ملازمین کی کٹوتی کی شرح بنیادی تنخواہ کا 3 فیصد ہے۔گزٹیڈ ملازمین کی 3 فیصد کی شرح کو دیکھا جائے تو مثال کے طور پر ایک گزٹیڈ آفیسر کی بنیادی تنخواہ 30000 ہے تو اس کی کٹوتی 3 فیصد کے حساب سے 3000/- بنتی ہے۔اگر نان گزٹیڈ ملازمین کی بنیادی تنخواہ 3000/- ہے تو اس کی 3 فیصد کٹوتی کے حساب سے 300/- روپے ماہوار ہوگی۔دونوں کی کٹوتی میں واضح فرق ہے۔وظیفہ ملازمین کے سکیل کے مطابق دیا جاتا ہے نہ کہ ایک ہی ادارے میں پڑھنے کی بنیاد پر۔

(ج) جواب (ب) میں عرض کیا گیا ہے کہ وظیفہ ملازمین کی بینوولینٹ فنڈ سے کٹوتی کی شرح اور ان کے بنیادی سکیل کے مطابق دیا جاتا ہے۔تنخواہ کے بنیادی سکیل میں واضح فرق ہونے کی وجہ سے جس طرح پنشن اور دیگر مراعات میں فرق ہوتا ہے اسی طرح بینوولینٹ فنڈ کی رقم میں فرق ہونا لازمی ہے۔تاہم حکومت پنجاب کے نان گزٹیڈ ملازمین کو بینوولینٹ فنڈ کی مد میں مزید سہولتیں دینے کے لئے حکومت مثبت سوچ کے ساتھ کام کر رہی ہے اور صوبائی بہبود فنڈ بورڈ کی آنے والی میٹنگ میں یہ معاملہ زیر بحث لانے کا ارادہ ہے۔تاہم سکالرشپ کے علاوہ حکومت کے نان گزٹیڈ ملازمین کو بہبود فنڈ سے دیگر گرانٹ مثلاً ماہانہ

امداد، شادی گرانٹ اور کفن دفن کی سہولت بھی میسر ہے جو مختلف حالات میں ان کو ادا کیا جاتا ہے۔

سرکاری رہائش گاہوں کی 2002تا2007 میرٹ سے ہٹ کر الاٹمنٹ کا مسئلہ

*361: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2002تا2007 سرکاری ملازمین کی رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ میرٹ سے ہٹ کر آؤٹ آف ٹرن کی بنیاد پر کی گئی ہے، تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان غیر قانونی الاٹمنٹ میں اکثریت کنٹریکٹ ملازمین کی ہے کنٹریکٹ ملازمین کو کس قانون کے تحت الاٹمنٹ کی گئی، ان کی تعداد نام، عہدہ اور محکمہ جات تفصیلاً بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسے ہزاروں ملازمین جن کی سفارش نہ ہے، عرصہ پندرہ سال سے درخواستیں دے رکھی ہیں، لیکن انکو الاٹمنٹ نہیں کی گئی، اس کی وجہ بیان کریں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سال 2002تا2007 کی غیر قانونی طور پر آؤٹ آف ٹرن یا میرٹ سے ہٹ کر یا کنٹریکٹ ملازمین کی الاٹمنٹ منسوخ کرنے اور ذمہ داران کے خلاف کارروائی کر کے آئندہ میرٹ پر الاٹمنٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جزوی طور پر درست ہے۔ اس دوران میرٹ پر الاٹمنٹس کی گئیں۔ تاہم آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹس سابقہ دور حکومت میں کی گئیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) پر موجود ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ الاٹمنٹ پالیسی کے پیرا گراف 28(xiii) تتمہ (الف) کے تحت کنٹریکٹ ملازمین رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ ہو سکتی ہے۔ سابقہ دور حکومت میں جن کنٹریکٹ ملازمین کو آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹس ہوئیں ہیں ان کی تعداد پندرہ ہے اور تفصیل تتمہ (ج) پر موجود ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ الاٹمنٹ پالیسی کے پیراگراف 15 کے مطابق سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ ”پہلے آیئے اور پہلے پایئے“ کے اصول پر کی جاتی ہے۔ تاہم سنگل روم، ٹو روم سینئر کیٹیگری میں ”والدین رعائتی سکیم“ کے تحت الاٹی ریٹائرمنٹ کے موقع پر اپنی سرکاری رہائش گاہ اپنے بیٹے یا بیٹی (جو سرکاری ملازم ہوں) کے نام کروالیتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کیٹیگریز کی رہائش گاہوں میں گنجائش کم نکلتی ہے جس کی وجہ سے ان کیٹیگریز میں امیدواروں کو زیادہ انتظار کرنا پڑتا ہے۔

(د) آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹس سابقہ دور حکومت میں کی گئیں جبکہ کنٹریکٹ ملازمین سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کروانے کے اہل ہیں۔ جن کو یہ رہائش گاہیں الاٹ ہوئی ہیں وہ سرکاری ملازم ہیں اور قواعد کے مطابق کرایہ اپنی تنخواہ سے منہا کرواتے ہیں اور جن لوگوں نے سرکاری رہائش گاہوں میں رہائش رکھی ہوئی ہے ان کی منسوخی سے کئی انتظامی اور قانونی پیچیدگیاں پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔ تاہم اب الاٹمنٹس میرٹ پر کی جارہی ہیں۔

جی۔او۔آر 1 لاہور۔ کوٹھیوں کی ایڈیشن / آلٹریشن کے وقت کورڈایریا کی حکومتی پالیسی

*391: محترمہ شمسہ گوہر: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ مندرجہ ذیل بنگلوز کی ایڈیشن / آلٹریشن کرتے ہوئے کورڈایریا کے بارے میں حکومت پنجاب کی پالیسی کو مدنظر رکھا گیا ہے؟

نمبر 1- آٹھ-گاف روڈ لاہور،	نمبر 2- گیارہ گاف روڈ لاہور،
نمبر 3- چودہ گاف روڈ لاہور،	نمبر 4-سولہ گاف روڈ لاہور،
نمبر 5- سیون گاف لین لاہور،	نمبر 6-پندرہ گاف لین لاہور
نمبر 7-ون سی کلب روڈ لاہور	نمبر 8-ون سی بلوم ہیڈ روڈ لاہور

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

جی ہاں یہ بات درست ہے-مندرج بالا بنگلوز سیریل 1 تا 6 میں ایڈیشن / آلٹریشن کا کام کورڈایریا کو مدنظر رکھ کر کیا گیا ہے جبکہ مندرجہ ذیل دو بنگلوز کی ایڈیشن / آلٹریشن عمومی

پالیسی سے ہٹ کر کی گئی مگر اس کی منظوری چیف منسٹر مجاز اتھارٹی سے لی گئی جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر1،ون سی کلب روڈ لاہور زائد رقبہ 1276 مربع فٹ،

نمبر2،ون سی بروم ہیڈ روڈ، لاہور زائد رقبہ 432 مربع فٹ

وحدت روڈ سرونٹ کوارٹرز، سال 2002 تا 2007 کی تزئین و آرائش پر اخراجات کی تفصیل

*393: محترمہ شمسہ گوہر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

سال 2002 تا 2007 وحدت روڈ سرونٹ کوارٹرز کے تمام کوارٹرز کی تزئین و آرائش /ایڈیشن /آلٹریشن کی مد میں کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

سال 2002 تا 2007 وحدت کالونی روڈ کوارٹرز کی تزئین و آرائش و ایڈیشن /آلٹریشن پر مبلغ 210.284 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

لاہور- 2002 تا 2007 کے دوران سرکاری ملازمین کی رہائش گاہوں کی غیر قانونی الاٹمنٹس کی تفصیل

*403: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2002 تا 2007 سرکاری ملازمین کی رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ غیر قانونی ہوئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان غیر قانونی الاٹمنٹس میں مستقل ملازمین کے علاوہ عارضی ملازمین بھی شامل ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن ملازمین کی سفارش نہ ہے، انکی درخواستیں التوا میں ڈال دی جاتی ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان غیر قانونی الاٹمنٹس کو منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست نہ ہے کیونکہ 2002 تا 2007 کے عرصہ کے دوران الاٹمنٹس باری پر یا مجاز اتھارٹی کے حکم پر کی گئیں۔

(ب) درست نہ ہے کیونکہ الاٹمنٹس باری پر یا مجاز اتھارٹی کے حکم پر کی گئیں جبکہ الاٹمنٹ پالیسی 1997 کے مطابق عارضی ملازمین بھی سرکاری رہائش گاہ کی الاٹمنٹ کے اہل ہیں۔

(ج) درست نہ ہے کیونکہ الاٹمنٹس الاٹمنٹ پالیسی کے پیراگراف 15 کے مطابق "پہلے آیئے پہلے پایئے" کے اصول پر کی جاتی ہیں

(د) نہیں کیونکہ سرکاری ملازمین کو مجاز اتھارٹی کے حکم پر الاٹمنٹس کی گئی ہیں اور وہ قواعد کے مطابق کرایہ منہا کروا رہے ہیں نیز ان کی الاٹمنٹس کی منسوخی سے بے چینی پیدا ہو گی اور متاثرین عدالتوں سے رجوع کریں گے جس کے نتیجے میں قانونی اور انتظامی پیچیدگیاں پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔

سرکاری رہائش گاہوں کی میرٹ سے ہٹ کر الاٹمنٹس کا مسئلہ

*409: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2001 میں سرکاری ملازمین کی رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ میرٹ پر نہ ہوئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کنٹریکٹ ملازمین کو بھی رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں، وجہ بیان کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسے ہزاروں ملازمین جن کی سفارش نہ ہے، ان کو الاٹمنٹ نہ کی گئی ہے، کیوں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سال 2001 میں کی گئی غیر قانونی الاٹمنٹس اور کنٹریکٹ ملازمین کی الاٹمنٹس منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں، وجوہات بیان کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست نہ ہے۔سال 2001 میں ملازمین کو رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ میرٹ پر اور پالیسی کے مطابق اور مجاز اتھارٹی کے احکامات پر ہوئی ہیں۔

(ب) درست ہے کیونکہ الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق کنٹریکٹ ملازمین کو سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی جاسکتی ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے کیونکہ الاٹمنٹ پالیسی کے پیراگراف 15 کے مطابق سرکاری ملازمین کو جو اسٹیٹ آفس میں رجسٹرڈ ہیں، باری پر الاٹمنٹ کی جاتی ہیں تاہم مجاز اتھارٹی نے پالیسی میں رعایت دے کر بھی الاٹمنٹس کی ہیں۔

(د) نہیں، کیونکہ سال 2001 میں سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹس، الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق اور مجاز اتھارٹی کے حکم سے کی گئی ہیں۔

سرکاری وحدت کالونی کی زمین پر پرائیویٹ لوگوں کا قبضہ

*518: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں ایک سرکاری کالونی تعمیر کی گئی تھی جو وحدت کالونی کے نام سے موسوم ہے کا ٹوٹل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کسی بھی سرکاری رقبہ پر محکمہ کی ملی بھگت کے بغیر ناجائز قبضہ نہیں ہو سکتا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وحدت کالونی کے کل رقبہ میں سے کچھ پر سرکاری کوارٹرز تعمیر کئے گئے ہیں اور جو بقایا خالی رقبہ تھا اس پر محکمہ کے عملہ کی ملی بھگت سے پرائیویٹ لوگوں نے کئی کنالوں پر قبضہ کر رکھا ہے، جس کے عوض محکمہ کے اہل کار اور افسران لاکھوں روپے ماہانہ بھتہ وصول کرتے ہیں، سرکاری تعمیر اور ناجائز قبضہ کے رقبہ کی علیٰحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وحدت کالونی کا رقبہ جو کہ خالصتاً سرکاری رقبہ ہے ناجائز قابضین سے واگزار کروانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔ وحدت کالونی کا کل رقبہ 300 ایکڑ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ وحدت کالونی سے ساڑھے پانچ ایکڑ رقبہ پر مختلف افراد نے قبضہ کر رکھا تھا۔ پنجاب حکومت نے کچی آبادی مجریہ 1992 کی شق 6 کے مطابق 23-03-1985 سے قبل کے ایسے قابضین کو مالکانہ حقوق دے دیئے ہیں۔ تتمہ (الف) جبکہ وحدت کالونی کے رقبہ پر تعمیر کی تفصیل تتمہ (ب) پر موجود ہے۔ تاہم حکومت نے وحدت کالونی کو تجاوزات سے پاک کرنے کے لئے خصوصی مہم شروع کی ہوئی ہے۔ اس کے نتیجہ میں اگر وحدت کالونی کے سرکاری رقبہ پر ناجائز قابضین کی نشاندہی ہوئی تو ان کے خلاف قانون کے تحت کارروائی کی جائے گی نیز مستقبل میں ایسے رجحانات کے تدارک کے لئے خصوصی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ تاہم کچھ رقبہ ناجائز قابضین سے وگزار کروالیا ہے۔

(د) جیسا کہ جز (ج) میں ہے۔ حکومت نے وحدت کالونی کو آئندہ ناجائز قابضین سے بچانے کے لئے اس کی پختہ چاردیواری کی تعمیر شروع کروادی ہے جس سے سرکاری رقبہ مستقبل طور پر محفوظ ہو جائے گا۔

گریڈ 16 اور اوپر کے ملازمین کا اپنے ہوم ڈسٹرکٹ، تحصیل میں تعینات نہ کرنے کا مسئلہ

*648: کرنل (ر) نوید اقبال ساجد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی پالیسی کے تحت گریڈ 16 اور اوپر کے ملازمین اپنے ہوم ضلع اور تحصیل میں تعینات نہیں ہو سکتے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی پالیسی کے تحت ہوم ڈسٹرکٹ اور تحصیل سے باہر تعینات ملازمین کے مسائل کافی بڑھ جاتے ہیں جس سے ان کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے یہ پالیسی بنیادی انسانی حقوق کے خلاف بھی ہے؟

(ج) کیاحکومت سرکاری ملازمین کی کارکردگی اور کام میں بہتری لانے کے لئے یہ پالیسی ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی ٹرانسفر پالیسی کے تحت گریڈ 16 اور اوپر کے ملازمین میں ماسوائے چند مخصوص حالات کے اپنے ہوم ضلع اور تحصیل میں تعینات نہیں ہو سکتے۔ ٹرانسفر پالیسی تتمہ (الف) پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) پنجاب سول سرونٹس ایکٹ 1974 کے سیکشن 9 کے تحت تمام سرکاری ملازمین کو پنجاب کے کسی بھی ضلع یا تحصیل میں تعینات کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک سرکاری ملازمین کے ذاتی مسائل کا معاملہ ہے گریڈ 16 کے اوپر کے اکثر ملازمین کو رہائش اور ان کے بچوں کو سکول میں داخلہ اور ٹرانسفر کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ ہر قسم کی طبی اور دوسری بنیادی سہولیات ہر ضلع اور تحصیل میں ایک جیسی ہیں۔ اس لئے ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں تبدیلی سے سرکاری ملازمین کو کسی خاص پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

(ج) گریڈ 16 اور اوپر کے سرکاری ملازمین ضلع اور تحصیل میں اہم اسامیوں پر تعینات کئے جاتے ہیں۔ جہاں ان کے پاس مختلف انتظامی اختیارات ہوتے ہیں۔ اگر حکومت پنجاب کی اس پالیسی کو ختم کر دیا جائے تو تمام سرکاری ملازمین اپنے ہوم ضلع اور تحصیل میں تعینات ہونے کی درخواست کریں گے جو کہ حکومت کے لئے ناممکن ہوگا۔

لاہور میں سرکاری ملازمین کے لئے سرکاری کوارٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*819: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں پنجاب گورنمنٹ کے سرکاری ملازمین کے لئے کتنے سرکاری کوارٹرز ہیں، کیٹیگری وائز بیان فرمایا جائے؟

(ب) سرکاری کوارٹرز الاٹ کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) سال 2002 سے اب تک کس کس کو آؤٹ آف ٹرن سرکاری رہائش گاہیں مہیا کی گئیں؟

(د) جونیئر کلرک کیٹیگری میں جن ملازمین کی درخواستیں موصول ہو چکی ہیں لیکن ابھی تک کوارٹرالاٹ نہیں ہوا، انکی لسٹ فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹ سے سرکاری ملازمین میں بے چینی پائی جاتی ہے، کیا حکومت میرٹ پر الاٹمنٹ کرنے اور آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹ ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کے پول میں کل 3736 رہائش گاہیں ہیں، جن کی کیٹیگری وار تفصل تتمہ (الف) پر موجود ہے۔

(ب) الاٹمنٹ پالیسی کے پیراگراف 7 کے مطابق سول سیکرٹریٹ، پنجاب اسمبلی اور لاہور ہائیکورٹ کے ملازمین اسٹیٹ آفس میں اپنی اہلیت کے مطابق رجسٹریشن کرواتے ہیں اور پالیسی کے پیراگراف 15 کے تحت ان کو "پہلے آیئے اور پہلے پایئے" کے اصول پر سرکاری گھر الاٹ ہوتے ہیں علاوہ ازیں انفارمر سکیم، والدین رعائتی سکیم، میاں بیوی سکیم اور ہارڈ شپ سکیم کے تحت بھی سرکاری گھر الاٹ ہوتے ہیں۔

(ج) مطلوبہ تفصیل تتمہ (ب) پر موجود ہے۔

(د) ٹو روم جونیئر کیٹیگری میں جونیئر کلرک اور سکیل پانچ سے سکیل آٹھ کے ملازمین رجسٹریشن کروا سکتے ہیں۔ اس کیٹیگری کے الاٹی اپنی ریٹائرمنٹ کے موقع پر "والدین رعائتی سکیم" کے تحت اپنے بیٹے یا بیٹی (جو سرکاری ملازم ہو) کے نام کروا لیتے ہیں جس کی وجہ سے اس کیٹیگری کی رہائش گاہوں کی دستیابی کی گنجائش کم نکلتی ہے جس کی وجہ اس کیٹیگری کے امیدواروں کو الاٹمنٹ کے لئے زیادہ انتظار کرنا پڑتا ہے۔ تاہم مطلوبہ کیٹیگری میں ابھی تک جن ملازمین کو کوارٹر الاٹ نہیں ہوئے ان کی تفصیل تتمہ (ج) پر موجود ہے۔

(ہ) درست ہے تاہم جن سرکاری ملازمین کو آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹس کی گئی ہیں وہ قواعد کے مطابق کرایہ اپنی تنخواہ سے منہا کروا رہے ہیں۔ ایسی الاٹمنٹ کی منسوخی سے کئی انتظامی اور قانونی پیچیدگیاں پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

وقفہ سوالات کے دوران سوالوں کی ترتیب پر اعتراض

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: ایک انتہائی معاملہ ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران جو distribution of questions & numbering ہے اس سے ہمارے بیچ کو تھوڑی سی dissatisfaction ہے۔ آپ اگر نوٹ کریں کہ ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ حکومتی بنچز کے شروع کے تین چار سوال ہوتے ہیں اور چند ایک ممبران ہی ایسے ہیں جن کے نام بار بار آ رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ kindly آپ circulate کر دیں Mumbers اور اس کی سیکرٹری کو تنبیہہ کریں۔

جناب سپیکر: نہیں be sure اس میں کسی کی کوئی رعایت نہیں۔ سوالات نوٹس کی وصولی کی ترتیب سے فہرست میں شامل کئے جاتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ اتنا حسن اتفاق کیسے ہے کہ ہمیشہ انہی کے سوال آتے ہیں؟ گورنمنٹ خود ہی اپوزیشن کا کردار ادا کر رہی ہے۔ یہ اتنے lucky ہو گئے ہیں؟ ان کی تو بڑی قسمت کھل گئی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ان کی تعداد ذرا زیادہ ہے اس لئے یہ آپ کو لگتے ہیں کہ ان کے زیادہ ہوتے ہیں۔ ان کے سوال آنے ہیں جن کی تعداد زیادہ ہے۔

میاں نصیر احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرے سوال نمبر 212 کا جواب ابھی ابھی موصول ہوا ہے لہذا استدعا ہے کہ اسے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر 212 میاں نصیر احمد صاحب کا ہے تو اسے pending کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ! جو نمبر اس کے اوپر لگا ہے ان کو کوئی بھی آگے پیچھے نہیں کر سکتا اور اس کے مطابق ہی یہ آنے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد جناب سپیکر!یہ حسن اتفاق ہے اور آپ kindly ٹھنڈے دل سے دیکھیں کہ اپوزیشن کا بھی سوال پوچھنے کا کوئی حق ہے یا انہیں ضمنی پر ہی لگایا ہوا ہے۔انہی کو سارے دینے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے آپ کا یہ حق کسی کو چھیننے نہیں دیا۔میں نے آپ کا یہ حق اللہ کے فضل سے آپ کو پہنچایا ہے اور آپ اس میں سوالات پوچھ رہے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ نہیں کہہ رہی کہ آپ نے حق چھینا ہے۔میں خدانخواستہ یہ نہیں کہہ رہی کہ آپ نے اس پر غور نہیں کیا۔میں الزام نہیں لگا رہی لیکن آپ اس کو ذرا دیکھیں تو سہی۔پلیز!اس پر غور کریں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہر روز صرف اور صرف گورنمنٹ بنچ کے تین، چار سوال ہی discuss ہوتے ہیں اور کسی بھی اپوزیشن کی سائیڈ کی باری دسواں، گیارھواں اور سولھواں اور بیسواں سوال ہوتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے؟

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: دیکھیں جو سیریل نمبر آپ کا ہے اس کو کوئی چھوڑ سکتا ہے اور نہ اس سے کوئی آگے جا سکتا ہے۔جو آپ کا سیریل نمبر جس طرح سے آئے گا اس کے مطابق ہو گا۔تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔تحریک استحقاق نمبر19 محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کی ہے۔جی، محترمہ!

ٹی۔ایم۔او سیالکوٹ کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

محترمہ دیبا مرزا: شکریہ۔جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 25۔جولائی 2008 کو اپنے علاقہ کے کچھ لوگوں کی درخواست پر ٹی۔ایم۔او تحصیل سیالکوٹ اکمل میر کو فون کیا اور اس سے درخواست کی کہ میرے علاقہ کے لوگوں نے تقریباً ایک سال سے سی۔سی۔بی (سٹیزن کمیونٹی بورڈ) بنا کر matching grant کے تحت 20 فیصد کا پے آرڈر (ایک لاکھ) پراجیکٹ کے لئے جمع کروا رکھا ہے۔مگر حکومت کی طرف سے اس پراجیکٹ کے لئے فنڈز نہیں دیئے گئے لہذا مہربانی کر کے اس پراجیکٹ کی تکمیل کے لئے matching grant دی جائے یا پھر ایک لاکھ روپے کا پے آرڈر متعلقہ سی۔سی۔بی کو واپس کر دیا

جائے۔ میری اس بات پر ٹی۔ایم۔او آکمل میر غصہ میں آ گئے اور انہوں نے تلخ اور ترش لہجہ میں میرے ساتھ قابل اعتراض الفاظ استعمال کئے جو توہین آمیز الفاظ انہوں نے میرے خلاف کہے میں اس اسمبلی میں اپنے ساتھی اراکین اور میڈیا کے سامنے دھرانا مناسب اور اپنی عزت و وقار کے منافی سمجھتی ہوں۔ آفیسر موصوف کے اس رویہ کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اس کی کاپی ابھی موصول ہوئی ہے اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا لہذا آپ اس کو Monday تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: Monday تک کے لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق سردار خالد سلیم بھٹی کی ہے۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ تحریک استحقاق disposed of کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق ختم ہوئی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ اس میں، میں کچھ پڑھنا چاہتا ہوں۔ اس سے پہلے کہ تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کریں میں اراکین کی توجہ قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر (e) 83 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جا چکی ہوں وہ اسمبلی میں پیش نہیں جا سکتی ہیں کیونکہ اشیائے ضروریہ کی فراہمی اور ان کی قیمتوں پر بحث کے لئے آج کا دن مقرر کیا گیا ہے لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔ تحریک التوائے کار نمبر 423 شیخ علاؤالدین کی طرف سے ہے، تحریک التوائے کار نمبر 450 چودھری ظہیر الدین، جناب محمد محسن لغاری، میاں طارق محمود اور محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے ہے اور تحریک التوائے کار نمبر 458 چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود اور جناب محمد محسن خان لغاری کی طرف سے ہے۔ یہ تحریک التوائے کار میاں محمد رفیق کی طرف سے ہے۔ کیا وہ تشریف رکھتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: حاضر جناب! (قہقہے)
جناب سپیکر: لیکن اس میں ٹوبہ ٹیک سنگھ نہیں لکھا ہوا ہے۔
میاں محمد رفیق: آپ اب تحریر فرما دیں۔
جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 474/08 ہے۔
راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میری بھی تحریک التوائے کار ہے۔
جناب سپیکر: آپ اپنے نمبر کا انتظار کریں۔ اگر آپ کا نمبر آ گیا تو well and good جی، لاء منسٹر!
وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک نمبر 474 کا جواب موصول ہو چکا ہے اگر آپ اس کو out of turn کی اجازت دینا چاہتے ہیں تو اجازت دے دیں۔
جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار نمبر 474 میاں محمد رفیق کی ہے وہ پہلے پڑھ چکے ہیں آج کے لئے pending ہوئی تھی۔
میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ نہایت اہمیت عامہ کی تحریک التوائے کار ہے اگر اجازت ہو تو میں اس کو دوبارہ پڑھ دوں؟

کورم کی نشاندہی

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔
جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
جناب سپیکر: کورم پورا ہے ہاؤس کی کارروائی چلائی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)
جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ کی تسلی ہو گئی ہے؟
وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: جی، ایکسائز منسٹر!
وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ آج آپ نے انتہائی اہمیت کے حامل موضوع پر یہاں بحث کا دن رکھا تھا۔ یہ ہر روز اپوزیشن والے کھڑے ہو کر مہنگائی مہنگائی کی بات کرتے ہیں اور آج جب ہم facts and figures لے کر یہاں آئے تھے

اوراس موضوع پر بات ہونی تھی انہوں نے جان بوجھ کر کورمpoint outکیااور اپوزیشن لیڈر بھی تشریف لائے یہ لوگ خود بھی چاہتے تھے کہ اس موضوع پر ایوان میں بحث ہوتو میں ان سے یہ requestکروں گا کہ ان کو سوچنا چاہئے اگر یہ اس کو اتنا اہمissue سمجھتے ہیں۔ جب بھی ہم کوئی بات کر رہے ہوتے ہیں تو یہ مہنگائی کےissueپر بات کرتے تھے ہم اس کو اہمissue سمجھتے تھے تو لاء اینڈ آرڈر کے بعد اس مہنگائی کے issue پر بحث کے لئے آج کا دن رکھا گیا تھا۔ براہ مہربانی ان کو responsible Parliamentarianکاثبوت دینا چاہئے اور جوproblemاس وقت پاکستان اور پنجاب کے عوام کو ہے اس پر ان کو بحث میں شامل ہونا چاہئے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ان کو تو پارٹیاں بدلنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ یہ اس لئے کورم کی نشاندہی کرتے ہیں ان کے اکثر ممبرانforward blockمیں چلے گئے اور ان کے اپنے ممبران کی تعداد صرف25رہ گئی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ان سے بات نہ کریں آپ مجھ سے بات کریں۔

سید علی رضا گیلانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گیلانی صاحب!

سید علی رضا گیلانی: جناب والا! میں اپنے فاضل رکن اسمبلی کو صرف یہی جواب دینا پسند کروں گا کہ ہم چاہتے تھے کہ یہinterestپورے ممبران کا ہو یہ باہر نہ بیٹھیں بلکہ یہ اندرHouseمیں آئیں کیونکہ یہHouseکا بہت ہی اہمissueہے جوdiscussہونا ہے۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order, order, please order, order in the House.

سید علی رضا گیلانی: اسissueپر ہم نے مہنگائی کے اوپرdiscussionکرنی ہے۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order, order, please order, order in the House.

سید علی رضا گیلانی: اپوزیشن یہ چاہتی تھی اور چاہتی ہے کہ ایوان کے پورے ممبران یہاں پر موجود ہوں تاکہ ہم پھرdiscussionکریں۔ ایسا نہ ہو کہ یہاں پر سارے ممبران باہر بیٹھے ہوں اور اتنا اہم مسئلہ جوdiscussionپر لے آئیں گے اس میں ان کاinterestنہ ہو۔ ہم تو اپنی طرف سے اپوزیشن کاinterestلے کر آنا چاہ رہے ہیں۔ شکریہ

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سعید اکبر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! جب بھی کبھی ہاؤس میں کسی موضوع پر بحث ہوتی ہے تو اس میں سب سے زیادہ participation اپوزیشن کی ہوتی ہے اور میں نے پچھلے ادوار میں یہ دیکھا ہے اور وہ خود بھی اس کا مشاہدہ کرتے رہے ہیں کہ جب بھی discussion ہوتی ہے تو اس میں اپوزیشن کورم point out نہیں کرتی اور وہ کوشش کرتی ہے کہ ہم اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں، اس کی جو discussion ہے اس میں گورنمنٹ کی جو خامیاں ہیں یا خرابیاں ہیں وہ یہاں point out کریں۔ یہ میں نے پہلی دفعہ روایت دیکھی ہے کہ law and order پر discussion ہو رہی ہوتی ہے اور اس میں اپوزیشن کا ممبر کورم point out کرتا ہے۔ (شور و غل)

سید رضا علی گیلانی: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ ابھی discussion شروع نہیں ہوئی، ہماری discussion ابھی شروع نہیں ہوئی۔ ہم نے یہ interest پہلے show کیا ہے۔ ابھی تحاریک التوائے کار شروع ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کارروائی کو چلنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو بھی سن لیا ہے اور ان کو بھی سن لیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! کورم point out اس وقت ہوتا ہے جب گورنمنٹ کا کوئی business ہوتا ہے۔ یہ تمام Adjournment Motions, questions House کی property ہوتی ہے۔ اس میں پورا House participate کرتا ہے۔ یہ گورنمنٹ کا business نہیں ہے۔ (شور و غل)

MR. SPEAKER: Order please, order in the House---

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔ آپ کی تحریک التوائے کار کا جواب آ رہا ہے۔ ہم اس کو سننے کے لئے تیار ہیں۔

سید رضا علی گیلانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ پوائنٹ آف آرڈر ابھی نہیں چلے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امو(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو تحریک التوائے کار نمبر 474 میاں محمد رفیق صاحب کی طرف سے ہے۔ اس کا جواب میرے پاس موجود ہے اگر آپ اس کو out of turn لینا چاہتے ہیں۔

(اذان عصر)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس تحریک التوائے کار کی طرف آنے سے پہلے آپ کی وساطت سے محترم leader of the opposition اور جو اپوزیشن کے معزز ممبران بیٹھے ہیں، گیلانی صاحب نے بھی بات کی ہے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ question hour, privilege motions، تحریک التوائے کار اور general discussion اس میں اس House کی جو درخشندہ اور مسلمہ روایات ہیں اس کے مطابق ان وقفوں میں کبھی بھی کورم point out نہیں کیا جاتا۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ جو question جس ممبر نے کیا ہے یا اس کے behalf پر اس کا نمبر پکارا جائے وہ ممبر موجود ہو اور جو concerned Minister ہے وہ موجود ہو۔ اسی طرح تحریک التوائے کار میں اور اسی طرح privilege motion میں ہے اور general discussion تو اپوزیشن کے مطالبے کے اوپر رکھی جاتی ہے ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن مجھے اس بات میں correct کریں گے کہ اس مرتبہ ان دونوں موضوعات کے اوپر، law and order کے اوپر اور مہنگائی کے اوپر، ان کے مطالبے پر ان کے کہنے پر ہم نے discussion رکھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہاں legislation کے وقت

آپ کا یہ حق ہے کہ آپ اسے without quorum نہ ہونے دیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب بھی کبھی legislation ہو گی تو اس میں آپ کو بالکل اس بات کی زحمت ہی نہیں کرنا پڑے گی یا ہم آپ سے کبھی اس بات پر request نہیں کریں گے، کہیں گے نہیں کہ آپ quorum point out نہ کریں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے، گیلانی صاحب نے بھی یہ بات کی کہ interest ہونا چاہئے ممبرز زیادہ ہونے چاہئیں۔ دیکھیں! گزارش یہ ہے کہ یہ interest جو ہے یہ اس House کی کارکردگی میں اور یہاں پر ہونے والی discussion میں interest تو اس صوبے کے 8 کروڑ عوام کا ہے۔ اس صوبے کے 8 کروڑ عوام تو اس House میں موجود نہیں ہیں لیکن ان لوگوں کے کان اور آنکھیں پریس گیلری میں وہ موجود ہیں۔ یہ ایک وہ liaison ہے جس کی بنیاد پر یہاں آپ جو بات کریں گے جو آپ discussion کریں گے وہ اس پورے صوبے کے عوام کو media اور پریس کے ذریعے پہنچے گی اور اسی طرح سے گورنمنٹ کی طرف سے جو concerned Minister ہے وہ یہاں پر موجود ہو گا تو اس لئے اس بات سے آپ interest کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ جن لوگوں نے بات کرنی ہے وہ لوگ موجود ہوں گے اور جن لوگوں کی ذمہ داری ہے اس بات پر respond کرنے کی وہ لوگ موجود ہوں گے تو اس لئے یہ کہنا کہ اگر آج ممبرز کم ہیں تو interest نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے۔ اگر اپوزیشن یہ چاہتی ہے کہ مہنگائی کے مسئلے پر discussion کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اگر اپوزیشن یہ چاہتی ہے کہ law and order پر discussion کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو یہ ویسے business advisory committee میں ہمیں حکم فرما دیا کریں۔ ہمیں تو اس طرح سے کوئی شوق نہیں ہے کہ ہم general discussion اس طرح سے رکھیں کہ اگر اپوزیشن ایک general discussion کرنا نہیں چاہتی اور ہم ان کے اوپر discussion enforce کریں۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کی دلچسپی کی وجہ یہ ہے کہ چودھری صاحب خود تشریف لے آئے ہیں۔ میرے خیال میں دلچسپی تو ظاہر ہوتی ہے کہ وہ دلچسپی لیں گے۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): شکریہ۔ جناب سپیکر! وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان صاحب نے جو ابھی ارشادات فرمائے ہیں ان میں کسی حد تک ان سے میں متفق ہوں کہ یہ جو

privilege ہے question hour ہوتا ہے جیسا کہ government business ہیں adjournment motions، ہیں call attention notices ہے motion اس کے اندر روایتی طور پر ایسا نہیں کیا جاتا اور آج بھی وہ وقت گزر چکا تھا جبکہ آپ نے announce فرمایا کہ یہ اس وجہ سے نہیں کیا جا رہا کہ دوسرا business آنے والا ہے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ دو دن پہلے یا یہ دوسرا ہے جو کہ بحث ہو رہی ہے۔ کافی تفصیل سے وزیر قانون نے بیان فرمایا ہے اور اس پر میں چند ایک معروضات پیش کرنا چاہوں گا کہ جب دو دن پہلے ہماری law and order پر debate ہو رہی تھی تو اس وقت چند ایک اصحاب treasury benches کے بیٹھے ہوئے تھے۔ یہاں پر پڑھے لکھے آدمی اور بھی کہیں گے کہ House of Common میں بعض اوقات ایک ہی آدمی بیٹھا ہوتا ہے اور وہی تقریر کر رہا ہوتا ہے اور سپیکر صاحب سن رہے ہوتے ہیں لیکن یہ ہماری یہاں کی روایت نہیں ہے۔ یہ ایک آپ کی توجہ مبذول کروانے کے لئے کہ یہ جو آگے speeches آ رہی ہیں، جب تک ہمارے بندے کر رہے ہیں، اگر آپ نہ کرنا چاہیں تو نہ کریں، جب تک یہ کر رہے ہیں اگر وہ آپ کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں، وہ اس وجہ سے انہوں نے کیا ہے لیکن نہ پہلے ہم نے کبھی question hour میں کیا ہے نہ adjournment motion میں کیا ہے، نہ privilege motion میں کیا ہے، نہ آئندہ ہوگا۔ ہم روایات کے امین ہیں اور روایات کی ہم پابندی کریں گے لیکن یہ جو ہمارے یہاں پر معزز منسٹر صاحبان تشریف فرما ہوتے ہیں، پرسوں یہاں پر دو منسٹر بیٹھے ہوئے تھے جب ہمارے ایک ساتھی نے point out کیا اور میں لابی میں بیٹھ کر ٹی وی پر دیکھ رہا تھا اس میں بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن آج اس کو اتنا مطعون قرار دیا گیا، اتنا گردانا گیا، اتنا برا quorum point out کرنے کا کہا گیا، اگر quorum اتنی بُری چیز ہے تو پھر treasury benches کی طرف سے اسے Rules میں سے نکالنے کے لئے لایا جائے۔ یہ جو چیزیں point out کرنے کے لئے ہوتی ہیں میں روایات کی حد تک وزیر قانون صاحب سے متفق ہوں لیکن یہ ایسی کوئی چیز نہیں ہے کہ جس کو point out کرنے والا بُرا ہو جائے، کسی کو شرمسار نہیں ہونا چاہئے اگر کوئی پورا نہیں کر پاتا، treasury benches والے اپنا business جب لے کر آتے ہیں تو اگلی دفعہ اس کی تیاری کریں۔ یہ ایک ایسی چیز دی گئی ہے جو کہ مستعمل ہونے کے لئے دی گئی ہے اس لئے اس کا بُرا نہ منایا جائے۔ شکریہ

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہاں پر جب بھی ہم ہاؤس میں آتے تھے، پچھلا جب سیشن ہوا تو اپوزیشن نے احتجاج بھی کیا، انہوں نے باہر کیمپ بھی لگایا اور میرے صحافی بھائی یہاں موجود ہیں، یہ گواہ ہیں کہ میں نے وہاں بھی کہا تھا کہ یہاں پر جو اپوزیشن ہے، اس کو اکثریت حاصل نہیں ہے اور اس کے بعد جس دن یہاں پر قرار داد پیش ہوئی، اپوزیشن کے ساتھ 86 ممبران ہیں جن میں سے ان کو 25 ووٹ ملے ہیں۔ اس وقت اپوزیشن کے لوگ فارورڈ بلاک میں زیادہ ہو چکے ہیں لہذا اپوزیشن لیڈر کا notification واپس لیا جائے۔

جناب سپیکر! مشرف کی طرح میں ان سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ ان پر اعتماد نہیں رہا، یہ بھی استعفیٰ دیں اور اگر انہوں نے استعفیٰ نہ دیا تو ہم ان کا بھی مواخذہ کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اچھے ماحول کو خراب نہ کیا جائے۔ آپ تشریف رکھیں، آپ بھی تشریف رکھیں، بس، مہربانی آپ کی، بہت شکریہ۔ ہمیں ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو motions ہیں ان کو پہلے دیکھنا چاہئے، آپ کا خود حکم تھا کہ اس کو بعد میں دیکھیں گے ج کوٹے والی motion pending ہے، Liquidation Board والی pending ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کی اگر 423 ہے تو وہ تو ہو گئی۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب سپیکر! 423 میں بڑی زیادتی ہوئی ہے، وہ اس لحاظ سے کہ میں نے اس میں سیمنٹ کی prices کے بارے میں بات کی تھی۔ لاکھوں مزدور اس وقت بے روزگار ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: .That have gone آگے آپ کی بات آرہی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سن لیجئے، ج کوٹا کے بارے میں جو تحریک نمبر 347 ہے۔ اس کا تو جواب حکومت کو دینے دیں، وہ بھی pending ہے، ساری pending earnest money ہے تو اس سے آگے کیسے چلی گئیں؟

جناب سپیکر: آگے آپ کی چار تحاریک التوائے کار آ رہی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: موشن نمبر 347۔

جناب سپیکر: ہاں، ہاں، ابھی اس پر آئیں گے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب سپیکر! اس سے بہت آگے چلے گئے ہیں۔ دیکھیں ناں! پہلے جو adjournment motions ہیں جس پر آج حکومت نے جواب دینا ہے وہاں سے چلنا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: جی، یہ بھی پرسوں کی pending ہے، 15 تاریخ اس پر ڈالی ہوئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں، بات یہ ہے کہ ج کا جب میں نے ذکر کیا تھا تو اس وقت آج کے لئے آپ نے کہا تھا۔

جناب سپیکر: تو وہ آ رہی ہے ناں، آپ کیوں اتنا گھبرا رہے ہیں؟ ان کی بات سن لیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے تو یہ پڑھ دی ہے، اب آپ اس میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں اس کا جواب یہ دینا چاہتا تھا کہ یہ اتنی اہم تحریک التوائے کار ہے کہ جس میں ملک کی کل آبادی کے 75 فیصد لوگ ملوث ہیں جو ایک کلہ اور ڈیڑھ کلہ سے ان کی زندگی کی ڈور بندھی ہوئی ہے، سارے ملک اور سارے پنجاب میں کھاد نہیں مل رہی ہے تو اس سے زیادہ اہم اور کون سی تحریک التوائے کار ہو سکتی ہے اس لئے اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے تو پہلے ہی عرض کیا ہے کہ اس کا جواب میرے پاس موجود ہے اگر آپ انہیں allow کرتے ہیں تو وہ یہ تحریک پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: پڑھی تو جا چکی ہے، 13 تاریخ کو پڑھ دی گئی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں دوبارہ پڑھ دوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، میں نے ان کو بتا دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ایک تحریک 469 ہے، وہ بھی اسی سے متعلقہ ہے، اس میں صرف distract کا فرق ہے تو میری یہ request ہے کہ اسے بھی ساتھ ہی take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو بھی ساتھ ہی رکھ لیں گے، تحریک التوائے کار نمبر 469، دونوں کا جواب وہ دینا چاہ رہے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 469 کن کی ہے، چیک کریں، مجھے بتائیں، وہ پہلے تو نہیں گزر چکی؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 469 آپ کی ہے؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میری ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، رانا صاحب! دونوں کو اکٹھا کر دیں۔ وہ جواب دے رہے ہیں، آپ ذرا سن لیں، ذرا دل پر ہاتھ رکھیں۔ (قہقہے)

کھاد کی ذخیرہ اندوزی، بلیک میں فروخت اور عدم دستیابی کی وجہ سے کسانوں کو درپیش مسائل

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار 474 کا جواب وہ اس طرح سے ہے کہ صورتحال یہ ہے کہ District Co-ordination Officer ضلع نارووال نے ضلع بھر میں یوریا کھاد فی بیگ 50 کلو گرام کے نرخ 660 روپے مقرر کئے ہیں۔ ضلع

میں زائد نرخ وصول کرنے والے کھاد ڈیلروں کے خلاف کارروائی جاری ہے اور اب تک 25ڈیلروں کے خلاف باقاعدہ مقدمات درج کروائے گئے ہیں۔ محکمہ زراعت توسیع اپنی سطح پر یوریا کھاد تیار کرنے والی کمپنیوں اور ڈیلرز حضرات کے ساتھ رابطہ میں ہے تاکہ کھاد کی بروقت فراہمی کو یقینی بنایا جائے کیونکہ اگست کا مہینہ دھان اور کپاس پر یوریا کھاد کے استعمال کے سلسلے میں بہت اہم ہے، یوریا کھاد کی فوری درآمد کے لئے وفاقی حکومت سے گزارش کی ہے۔اسی طرح سے جو تحریک التوائے کار نمبر469 ہے۔

جناب سپیکر: یہ پہلے پڑھی جا چکی ہے؟ اگر نہیں تو پھر وہ پڑھیں، ان کو پڑھ لینے دیں، پھر اس کا جواب دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر469 کا جواب آ گیا ہے۔اگر آپ کہیں تو میں پڑھ دوں لیکن وہ یہ تحریک اس سے پہلے پڑھ چکے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ٹھیک ہے۔جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 469، صورتحال یہ ہے کہ District Co-ordination Officer ضلع فیصل آباد نے ضلع بھر میں یوریا کھاد فی بیگ 50کلوگرام کے نرخ 660روپے مقرر کئے ہیں۔ ضلع میں زائد نرخ وصول کرنے والے کھاد ڈیلروں کے خلاف کارروائی جاری ہے۔ محکمہ زراعت توسیع اپنی سطح پر یوریا کھاد تیار کرنے والی کمپنیوں اور ڈیلرز حضرات کے ساتھ رابطہ میں ہے تاکہ کھاد کی بروقت فراہمی کو یقینی بنایا جائے کیونکہ اگست کا مہینہ دھان اور کپاس کا یوریا کھاد کے استعمال کے سلسلے میں بہت اہم ہے، یوریا کھاد کی فوری درآمد کے لئے وفاقی حکومت سے گزارش کی ہے۔اس کے علاوہ اس میں جو facts & figures ہیں کہ کتنے لوگوں کے خلاف اس سلسلے میں مقدمات درج کئے گئے ہیں اور کتنے لوگوں کو جرمانے کئے گئے ہیں۔وہ facts & figures بھی میرے پاس ہیں۔

جناب سپیکر: جو facts & figures ہیں وہ ایوان کی میز پر رکھ دیئے جائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اس کا انہوں نے نوٹس لیا ہے، وہ اس کا کچھ اپنے طور پر کر رہے ہیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، خالد جاوید اصغر گھرال!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! دو دن پہلے ایک مسئلہ پر ڈپٹی سپیکر صاحب نے مجھے کہا کہ آپ تحریک التوائے کار لے کر آئیں، میں اسے out of turn لوں گا تو میری آپ سے request ہے کہ یہ میری تحریک التوائے کار نمبر 486 ہے، اس کو ذرا مہربانی کر کے out of turn لے لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک التوائے کار ہے؟

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جی، تحریک التوائے کار نمبر 486 ہے۔

جناب سپیکر: یہ ابھی circulate نہیں ہو سکی ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب کے پاس بھی آ چکی ہو گی، آپ تو بعد میں آئے ہیں، ڈپٹی سپیکر صاحب کے پاس آ چکی ہو گی۔

جناب سپیکر: یہ Monday تک اس کا جواب آ جائے گا۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ کھاد سے متعلقہ بہت اہم تحریک التوائے کار ہے اس بارے میں محکمہ زراعت نے جو جواب بھیجا ہے اور جسے قابل احترام لاء منسٹر صاحب نے پڑھ کر ایوان میں سنایا ہے۔ پنجابی کا ایک محاورہ ہے کہ ''گونگلواں توں مٹی جھاڑ دینا'' یہ گونگلوؤں سے مٹی جھاڑ دی گئی ہے۔ یہاں پر جو اقدامات پیش کرنے کی سوچ پیدا کی گئی ہے سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا کہ اس سے کبھی بھی کاشتکاروں کی ضرورت پوری ہو سکے۔ میں اس تحریک التوائے کار پر ایوان کے اندر بحث کی اجازت چاہوں گا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کھاد کی کمی آج نہیں بلکہ برسوں سے ہے اور گزشتہ حکومتوں کے دور سے چلی آ رہی ہے۔ جب یوریا کی ضرورت پڑتی ہے تو یوریا غائب ہو جاتی ہے اب یہ -/850 روپے میں بھی بوری نہیں ملتی۔ بلیک مارکیٹنگ اور ذخیرہ اندوزی ہے۔ کھاد نہ ملنے کی یہ وجہ ہے کہ ذخیرہ اندوز ذخیرہ کر کے بیٹھے ہیں اور بلیک میں فروخت کرتے ہیں اور محکمانہ طور پر ان کا تحفظ ہوتا ہے اور ایوانوں میں بیٹھے کچھ نہ کچھ حضرات کی پشت پناہی کی وجہ سے یہ عمل جاری ہے۔

جناب سپیکر! میں کھاد کی بہتر سپلائی کے لئے کچھ تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایوان میں بیٹھے میرے معزز ممبران کو یاد ہو گا اور میں بھی بیس سال سے دیکھ رہا ہوں کہ جب ڈی اے پی کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ بلیک میں چلی جاتی ہے اور ذخیرہ ہو جاتی ہے۔ جب یوریا کی ضرورت پڑتی ہے

تو یوریا بلیک میں چلی جاتی ہے اور ذخیرہ ہو جاتی ہے۔اس کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ حکومت ٹریڈنگ کارپوریشن کے ذریعے کھادimportکرے تاکہ ملکی کارخانوں کیmonopolyختم ہو اور جو ڈی اے پیimportکی جاتی ہے اس کی ترسیل اور تقسیم مناسب نہیں ہے۔جب تکimportکرنے والی کمپنیاں حکومت کے کسی اہم نمائندے کوinvoiceنہیں بھیجیں گی اس وقت تک اس میں بہتری نہیں آسکتی اس لئے ان کوinvoice بھیجنے کا پابند کیا جائے۔میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ توجہ فرمائیں اور اگر اس میں قانون سازی کی ضرورت ہو تو وہ بھی کریں۔خاص طور پر ڈی اے پیimportکرنے والے اپنے ڈیلر کو جتنی کھاد بھیجتے ہیں اس کی ایکinvoiceسیکرٹری زراعت یا متعلقہ ڈی سی او کو بھیجیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔آپ کی بات سن لی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ اس تحریک التوائے کار پر ایوان میں بحث کے لئے دو گھنٹے کا وقت دیا جائے۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ میری بات سنیں۔چودھری صاحب پلیز! تشریف رکھئے۔ آپ مطمئن رہیں۔میں بات کر رہا ہوں آپ کمال کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ یہ ایک انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے اگر اس پر زیادہ معزز اراکین بات کرنا چاہتے ہیں تو اسےadmitکر لیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کارadmitکی جاتی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس پر بحث کے لئے دو گھنٹے کا وقت مختص کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اب یہ سوال ہاؤس میں کیا جاتا ہے۔چونکہ یہ روایت پڑ گئی ہے اس لئے جو معزز اراکین اس کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر تمام معزز اراکین نے کھڑے ہو کر متفقہ طور پر اس تحریک التوائے کوadmitکر کے ایوان میں بحث کرنے کی منظوری دی)

جناب سپیکر: ماشاء اللہ۔یہ تحریک التوائے کارadmitہوئی اور منگل کو اس پر دو گھنٹے بحث ہو گی۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! کھاد کی قیمتیں بڑھا دی گئی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اب اس پر ٹائم نہیں ہے۔جب اس پر بحث ہو گی تو اس میں آپ ساری باتیں کر لینا۔

جناب سعید اکبر خان: منگل کو تو پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار شیخ صاحب کی ہے۔شیخ صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار کل تک کے لئے pending کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری تحریک التوئے کار جج کوٹا کے بارے میں ہے اور یہ بہت اہم ہے۔

جناب سپیکر: میرے بھائی ایک hurdle ہے کہ جب ایک تحریک التوائے کار admit ہو جائے تو اس کے بعد دوسری تحریک التوائے کار take up نہیں ہو سکتی۔یہ مجبوری ہے۔انشاء اللہ کل آپ کا نمبر آئے گا اور کل سے مراد جس دن دوبارہ سیشن ہو گا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پورے ایوان کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ یہ تاریخی واقعہ ہے کہ ہمیشہ حکومت ایسے اقدامات سے دور بھاگتی ہے لیکن آج اس issue پر حکومتی اور اپوزیشن اراکین نے مل کر اسے take up کیا اور انشاء اللہ اس پر منگل کو جو بحث ہو گی اس کا اثر بھی ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہم آج یہ تحریک التوائے کار take up نہیں کر رہے بلکہ یہ move ہو چکی تھی اور اس کا صرف جواب آنا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! سوموار کو آپ کی تحریک التوائے کار take up کریں گے آپ کی priority ہے اس کے علاوہ کسی کی نہیں ہو گی۔

شیخ علاؤالدین: چلیں ٹھیک ہے۔

چودھری طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! یہ صرف شیخ صاحب کا مسئلہ نہیں ہے۔یا تو جج کی درخواستیں دینے کی date extend کروا دیں اگر درخواست کی تاریخ گزر جائے گی تو پھر اس کے بعد اسے take up کرنے کا کیا فائدہ ہو گا؟ چونکہ درخواستیں جمع کرانے کی پرسوں آخری تاریخ ہے۔

جناب سپیکر: چونکہ قانون میں اس کی گنجائش نہیں ہے، اب میری مجبوری ہے؟ میں کیا کروں۔ آپ سمجھدار ہیں اور بات سمجھنی چاہئے۔

چوہدری طارق محمود باجوہ: یہ پورے ہاؤس کا معاملہ ہے صرف شیخ صاحب کا معاملہ نہیں ہے لہذا آپ حج درخواستیں جمع کرانے کی date extend کروادیں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی مجھے اعتراض نہیں ہے۔یہ ثواب کا کام ہے لیکن قانون ہاتھ باندھ رہا ہے ادھر کیا کریں گے۔آپ خود کہتے ہیں کہ ہم سب کچھ قانون کے مطابق کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار ایوان میں پیش ہو چکی تھی اب تو صرف اس کا جواب ہی آنا ہے اس پر بحث نہیں ہونی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب کی بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! فنانس منسٹر کائرہ صاحب نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اس بارے میں وفاقی حکومت سے رابطہ کر کے ایوان کو آگاہ کریں گے لیکن پتا چلا ہے کہ وہ بیرون ملک جا چکے ہیں۔اب تک جو میری معلومات ہیں ان کے مطابق ایم پی اے صاحبان کو پانچ پانچ حج سیٹوں کا کوٹا دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر: وہ پانچ پانچ کا کوٹا کہاں ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! یہ انفارمیشن ہے اور راجہ صاحب اس کی تصدیق کریں گے۔اِس تحریک التوائے کار میں دو حصے تھے۔ایک تو یہ تھا کہ اس میں ایم۔پی۔ایز کو کوٹا دیا جائے وہ پانچ پانچ سیٹوں کا کوٹا دیا جا چکا ہے۔دوسرا یہ issue تھا کہ حج فلائیٹس کے لئے bids دی جائیں اور باقی کمپنیوں کو بھی شامل کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناء ثنااللہ خان): لیکن حکومت کا یہ جواب ہے کہ وہ اس وقت ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! چونکہ یہ وفاقی مسئلہ ہے اور چاروں صوبائی اسمبلیاں ہیں۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ اگر پنجاب اسمبلی کو کوٹا دیں اور باقی تین صوبوں کو نہ دیں۔ ہماری ان سے بات ہوئی ہے ہر ایم۔این۔اے کو کوٹا دیا جاتا ہے اور ہمارے حلقوں میں بھی ایم۔این۔اے cover کرتے ہیں۔ اگر ہم پنجاب اسمبلی کو یہ کوٹا دیں تو پھر سندھ، سرحد اور بلوچستان والے بھی مانگیں گے۔ اس لئے یہ اس دفعہ ممکن نہیں ہے۔ میری ان سے بات ہوئی ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ اس دفعہ ہمارے پاس اتنی گنجائش نہیں ہے اس لئے ہم کوئی غلط بات نہیں کرنا چاہتے۔ لہذا اس دفعہ کسی بھی ایم۔پی۔اے کو کوٹا نہیں ملے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ان کی بات سنی جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کسی بھی مسئلے پر انا کا مسئلہ نہیں ہوتا۔ ہم اس لئے یہاں پر بیٹھے ہیں کہ جو natural اور صحیح بات ہو اس کی support کریں۔ میں بالکل اس کے حق میں ہوں۔ اللہ رحم کرے کوئی ایسی بات نہیں۔ اگر ایم۔پی۔ایز کو پانچ کا کوٹا ملے گا تو ہم نے یہ بیچنا نہیں ہے بلکہ یہ کار ثواب ہر ایک کے لئے ہے۔ ہم ثواب کے لئے ہر وہ کام بھی کرتے ہیں جس میں تکلیف بھی برداشت کرنی پڑے اس لئے میں آپ کی وساطت سے سینئر منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ انھوں نے یہاں بیٹھ کر لوگوں کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے نہ کہ انھوں نے صرف گورنمنٹ کا point of view بیان کرنا ہے لہذا آپ کی وساطت سے میری ان سے استدعا ہے کہ یہ بات ہونی چاہئے۔ یہ صرف شیخ صاحب یا کسی اور ممبر کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ پورے پنجاب کی عوام کا مسئلہ ہے اس لئے میں اس کے حق میں ہوں۔ آپ ان سے request کریں کہ یہ اس مسئلے کو وفاقی حکومت کے ساتھ take up کریں۔ میں نہیں سمجھتا کہ جناب آصف علی زرداری اس معاملے میں agree نہیں کریں گے۔ ساری اسمبلیوں کے ممبران کو یہ کوٹا دے دیں۔ اگر زیادہ لوگ حج پر چلے جائیں گے تو کیا فرق پڑے گا؟ صوبائی اسمبلیوں کے تقریباً ایک ہزار ممبران بنتے ہیں اگر ان کے کہنے پر مزید پانچ ہزار آدمی حج پر چلے جائیں گے تو قیامت نہیں آجائے گی بلکہ یہ تو کار ثواب ہے۔ اس میں کوشش کرنی چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ حج پر جا سکیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میرے خیال میں تحریک التوائے کار کی بجائے اگر یہ معاملہ قرار داد کے ذریعے مرکزی حکومت کو بھجوایا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے resolutions بہت دفعہ دیکھے ہیں، ان سے کچھ نہیں ہوتا۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے وزیر قانون صاحب نے دو مرتبہ on the floor of the House یہ کہا ہے کہ ہم آپ کو پانچ سیٹیں دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے ان کی مکمل بات نہیں سنی۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب! میں نے سن لی ہے۔ اب آج سینئر منسٹر صاحب نے بالکل نیا مؤقف اختیار کیا ہے اور میں اس بات سے بالکل agree نہیں کرتا۔ اگر سرحد یا سندھ اسمبلی نہیں مانگ رہی، ان کو ضرورت نہیں ہے تو نہ سہی مگر ہمیں تو ضرورت ہے، ہم مانگ رہے ہیں لہذا ہمیں یہ کوٹا ملنا چاہئے۔ وزیر قانون صاحب نے on the floor of the House دو دفعہ یہ بات کہی ہے کہ ہم آپ کو پانچ سیٹیں دے رہے ہیں۔ کائرہ صاحب باہر چلے گئے اس میں میرا کیا قصور ہے؟ یہ ہر ایم پی اے کو پانچ پانچ سیٹیں ملنی چاہئیں۔ ہمارا عوام سے ایم۔ این۔ اے کی نسبت زیادہ تعلق ہے۔ M.N.As تو جاکر اسلام آباد میں بیٹھے رہتے ہیں۔ میں اس پر احتجاج کرتا ہوں اور walkout کروں گا۔ آج انھوں نے بڑی عجیب بات کہی ہے کہ باقی اسمبلیاں نہیں مانگ رہیں۔ تو نہ مانگیں ہم تو مانگ رہے ہیں لہذا ہمیں تو دیں۔

آوازیں: ہم سب شیخ صاحب کے مؤقف کی تائید کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ذرا سینئر منسٹر صاحب کو سن لیں۔

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے بھائی نے میری بات کو غلط سمجھا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے شیخ صاحب سے گزارش کروں گا کہ ذرا تحمل سے بات کو سن لیں۔ ساری صوبائی اسمبلیاں عرصہ دراز سے یہ مطالبہ کر رہی ہیں کہ M.P.As کو کوٹا دیا جائے۔ یہ حکومت ابھی وجود میں آئی ہے اتنا وقت نہیں تھا کہ اس بارے میں کوئی فیصلہ کیا جاتا۔ آئندہ سال انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہ کوشش کریں گے کہ M.P.As کو حج کوٹا دیا جائے۔ شیخ صاحب کی بات بڑی جائز ہے، میں اس کی تائید کرتا ہوں لیکن اس دفعہ یہ ممکن نہیں ہے۔ یہ مطالبہ آج نہیں ہوا بلکہ عرصہ دراز سے تمام صوبائی اسمبلیاں یہ مطالبہ کر رہی ہیں کہ ممبران صوبائی اسمبلی کو حج کوٹا دیا جائے لیکن وفاقی

حکومت کا ہمیشہ یہ مؤقف رہا ہے کہ ہم M.N.As کو یہ کوٹا دے دیتے ہیں اور M.N.As پورے پاکستان کو cover کرتے ہیں۔یہ ایک وفاقی مسئلہ ہے۔ جس طرح آپ نے فرمایا ہے ہم کوشش ضرور کریں گے کہ اگلے سال چاروں صوبائی اسمبلیوں کے تمام ممبران کو یہ کوٹا مل جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے یہ بتایا جائے کہ جو پرائیویٹ حج operators اور tour operators ہیں ان کو تو ابھی تک کوٹا دیا جا رہا ہے جس پر وہ سو فیصد منافع کما رہے ہیں جبکہ ہمیں regular سیٹوں سے کوٹا نہیں دیا جا رہا حالانکہ ہم کوئی رعایت بھی نہیں مانگ رہے۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم اپنے بندے، جو مستحق ہوں گے وہ دو لاکھ میں ہی بھیجیں گے۔ پرائیویٹ حج operators کے لئے کوٹا دیا جا رہا ہے، ان کے لئے مرکزی حکومت کوٹا دے رہی ہے جبکہ ہمارے لئے پانچ سیٹیں بھی نہیں ہیں۔ ہم M.N.As کی legs ہیں، ہماری بنیاد پر M.N.A بنتا ہے اور ہمیں سیٹیں نہیں مل رہیں۔ سینئر منسٹر صاحب انتہائی Senior Parliamentarian ہیں، مجھے بتایا جائے کہ اگر پرائیوٹ حج operators کو کوٹا مل سکتا ہے جس پر وہ سو فیصد حاجیوں کی کھال اتاریں۔ اگر ان کو کوٹا مل سکتا ہے کہ وہ پیسا کمائیں تو پھر ہمیں پانچ سیٹیں کیوں نہیں مل سکتیں؟ یہ تو بہت بڑی زیادتی ہے۔ پھر سب سے بڑی بات یہ کہ رانا ثناء اللہ صاحب جیسی شخصیت نے دو دفعہ on the floor of the House یہ بات کہی ہے کہ ہم M.P.As کو سیٹیں دے رہے ہیں۔ اگر حکومت یہ کوٹا نہیں دیتی اور ہماری اس جائز بات کو نہیں مانتی تو پھر میں walkout کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں آپ walkout نہ کریں، آپ بیٹھیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شیخ علاؤالدین صاحب جذباتی ہو رہے ہیں۔ وہ پہلے میری عرض غور سے سن لیں۔ موجودہ حکومت پر بہت زیادہ pressure تھا کہ پرائیویٹ حج operators کا کوٹا بڑھایا جائے۔ میں بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ پورے پاکستان میں ایک پرائیوٹ حج operator کا کوٹا بھی نہیں بڑھایا گیا۔ سعودی حکومت کے ساتھ ایک agreement ہوتا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ عظمیٰ بخاری صاحبہ! آپ اتنی Senior Parliamentarian ہیں مگر افسوس ہے کہ اتنی ضروری بات ہو رہی ہے اور آپ اس پر توجہ نہیں فرما رہیں۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! سعودی حکومت کے ساتھ ایک agreement ہوتا ہے کہ ہم نے اس سال اتنے حاجی بھیجنے ہیں۔ حکومت پاکستان اس agreement سے زیادہ لوگ نہیں بھیج سکتی۔ شیخ صاحب سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس agreement کے تحت اب یہ پانچ ہزار آدمی ہم کس طرح add کر لیں؟ اگر پرائیویٹ حج operators میں سے کسی ایک کا کوٹا بھی بڑھایا گیا ہے تو یہ ثابت کر دیں پھر یہ جو سزا کہیں گے ہم قبول کر لیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آپ تمام حضرات تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے دو مرتبہ اس بات کا ذکر کیا ہے، ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میں یہاں پر وفاقی حکومت کو represent نہیں کر رہا۔ آپ ریکارڈ دیکھ لیں، میں نے جتنی مرتبہ بھی بات کی ہے یہی کہا ہے کہ " میری information کے مطابق" وہ M.P.As کو پانچ پانچ سیٹیں دے رہے ہیں۔ میری کائرہ صاحب اور تنویر الاسلام صاحب سے بات ہوئی تھی۔ اس information کی بنیاد پر میں نے یہ بات کہی تھی کہ یہ کہا جا رہا ہے یا ہمیں inform کیا جا رہا ہے کہ M.P.As کو پانچ پانچ کا کوٹا دیں گے۔ جہاں تک شیخ صاحب کے مؤقف کا تعلق ہے تو میں اس وقت بھی ان کے اس مؤقف کی نہ صرف تائید کرتا ہوں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت کا یہ مؤقف بھی درست نہیں ہے کہ اس وقت پانچ ہزار آدمیوں کو accommodate نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پرائیویٹ حج operators کو ابھی کوٹا ملنا ہے، ان کو سیٹیں allot ہونی ہیں۔ اس میں V.I.P اور V.V.I.P حج ہوتا ہے یعنی تین لاکھ سے آٹھ لاکھ روپے تک لوگوں سے وصول کئے جاتے ہیں۔ اس حج کو V.I.P and V.V.I.P کا درجہ دیا جاتا ہے اور اس میں کروڑوں روپے کمائے جاتے ہیں۔ اس سے نہ صرف یہ پرائیویٹ حج operators کروڑوں روپے کما رہے ہیں بلکہ وہ اہلکار بھی کما رہے ہیں جو اس سارے معاملے میں ملوث ہیں یعنی اس میں کروڑوں روپے کی corruption ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! اس پر کافی سیر حاصل بحث ہو چکی ہے اور ہمارے تمام بھائیوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حج کا کوٹا M.P.As کو دیا جانا چاہئے۔ حج ایک مقدس فریضہ ہے، یہ ہمارے عقیدے کا ایک رکن ہے۔ اس کے لئے اگر M.N.As کو کوٹا دیا جاتا ہے تو پھر M.P.As کو کیوں نہیں دیا جا سکتا؟ کم از کم نہ دینے کی وجہ تو پوچھی جا سکتی ہے۔ دوسری آپ نے جو تجویز دی ہے کہ قرارداد کے ذریعے یہ بات مرکزی حکومت تک پہنچائی جائے۔ قرارداد دینا بھی ہمارا استحقاق ہے۔ اگر قرارداد دے دی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں اس دن یہاں پر حاضر نہیں تھا، بتایا گیا ہے کہ وزیر قانون صاحب نے assurance دی ہے۔ چونکہ یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے۔ تو یہ معاملہ Assurance Committee کے سپرد کر دیا جائے تاکہ کسی طریقے سے اس کو manage کر لیا جائے۔ Assurance Committee ایک well worded draft تیار کرے۔ چونکہ وزیر قانون صاحب یہاں پر بہت ہی ذمہ دار عہدے پر تشریف فرما ہیں اور احسن طریقے سے باتوں کو نمٹا رہے ہیں، الجھاتے نہیں ہیں، سلجھاتے ہیں ان چیزوں کو۔ اس وجہ سے اس کو Assurance Committee کے سپرد کر دیا جائے اور زور اس بات پر رکھا جائے کہ یہ حق ہم نے اپنے ایم۔پی۔ایز کے لئے لینا ہے۔ یہی میری آپ سے استدعا ہے۔

جناب سپیکر: اس مسئلے کو ہم نے حل کرنا ہے اس لئے ہم اس پر تجاویز لے رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! point of order ہر ممبر کا حق ہے یہاں Ministers بھی ممبر ہیں اور ہم بھی ممبر ہیں۔

جناب سپیکر: میں تو آپ کو پہلے بھی دو تین دفعہ ٹائم دے چکا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب! rules کے مطابق جو ممبر پہلے کھڑا ہوتا ہے اس کی بات سنی جاتی ہے۔ Minsters کو تو اور بہت سے مواقع ہوتے ہیں وہ بات کر لیتے ہیں، ممبر نے تو point of order پر ہی بات کرنی ہوتی ہے۔ اگر آپ count کریں تو یہ 4000 سے بھی کم آدمی بنتے

ہیں۔ 371 ممبر پنجاب سے ہیں تقریباً 170 سندھ اسمبلی کے ہیں بلوچستان کے 66 ہیں اور 120 سرحد کے ممبر ہیں تو یہ آٹھ سو سے بھی کم بنتے ہیں۔

جناب والا ہم سارے ممبر اس House میں کیا بات کر رہے ہیں؟ اس House کی اتنی بھی طاقت نہیں ہے کہ ایک جائز بات منوا سکے۔ Senior Minister صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے ہماری نمائندگی بھی کرنی ہے اور اس House کی نمائندگی بھی کرنی ہے سینئر منسٹر کا مطلب کیا ہے ؟ Senior Minister is equivalent to next to Chief Minister. تو اس لئے انہوں نے یہاں پر ہماری نمائندگی کرنی ہے صرف وفاق کی نمائندگی نہیں کرنی۔ بلکہ اب یہ پورے ایوان کا مطالبہ ہے۔ میں آپ کی وساطت سے سینئر منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ وفاق سے بات کریں ہم ان کے ساتھ ہیں اور یہ اس کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ یہ کار ثواب ہے اور اسے خود حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ بہت مہربانی شکریہ

جناب سپیکر: اس سلسلے میں Assurance Committee بنی چاہئے۔

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں اس سلسلے میں ایوان کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب ظفر اقبال ناگرا: جناب والا! آپ ہمیں تو ٹائم نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: وہ بات کر رہے ہیں۔

جناب ظفر اقبال ناگرا: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھ تک تو آپ کی آواز ہی نہیں آئی۔ آپ تشریف رکھیں اس کے بعد آپ کا پوائنٹ آف آرڈر آئے گا۔

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں House کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح رانا صاحب نے کہا ہے اور میں یہ بات on the floor of the House کہہ رہا ہوں۔ اگر اس وفاقی حکومت نے وجود میں آنے کے بعد کسی پرائیویٹ ممبر کا کوٹا بڑھایا ہو تو میں ذمہ دار ہوں۔ اس کے بعد یہ جو آج تجاویز دے رہے ہیں یہ پانچ سال تک خود حکومت میں رہے ہیں اور اس وقت مزے لوٹتے رہے ہیں لیکن اس وقت ان کو یہ خیال نہیں آیا کہ ہم نے

پنجاب اسمبلی کو یہ حق لے کر دینا ہے۔ کبھی کسی ایم پی اے کو کوٹا ملا ہے؟ آج یہ بات جائز ہے اور اس Houseکا مطالبہ ہے---

جناب سپیکر: آپ ان کو criticize نہ کریں آپ مجھے address کریں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! اس House کا مطالبہ ہے اور ہم نے ان کے مطالبے پر وفاقی حکومت سے بات کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ غلط issue بنایا جا رہا ہے۔ وفاقی حکومت کو جب گزارش کی گئی تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی اس بات پر غور کر رہے ہیں بعد میں انہوں نے کہا کہ اس دفعہ تو گنجائش نہیں ہے ہم اگلی دفعہ انشاء اللہ کوشش کریں گے اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کو کوٹا دینے کی کوشش کریں گے۔ آج جناب! آج سر پر آ گیا ہے اور یہ اس وقت کہہ رہے ہیں جب agreement ہو چکے ہیں، سب کچھ ہو چکا ہے اور اب یہ کہہ رہے ہیں۔ اگر ان کو پنجاب اسمبلی سے اتنی ہمدردی تھی تو پانچ سال تک انہوں نے حکومت کے مزے لوٹے ہیں لیکن ان کو خیال نہیں آیا کہ کسی ایم پی اے کو یہ اختیار دیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں میرے خیال میں اس معاملے کو wind up کرنے کے لئے۔۔

جناب ظفر اقبال ناگرا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ظفر اقبال ناگرا: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ انہوں نے جو پرائیویٹ کوٹا سسٹم دیا ہوا ہے بے شک پچھلی گورنمنٹ نے دیا ہوا ہے۔ ہماری حکومت کو یہ تو اختیار حاصل ہے کہ ان کا کوٹا کم کر دیں تاکہ پنجاب کی عوام لٹنے سے بچ سکے۔ میں سید ناظم حسین شاہ صاحب کی بات کی درستی کرنا چاہتا ہوں کہ Senior Minister جو ہیں Chief Minister کے برابر نہیں ہوتے بلکہ Senior Minister rules میں Minister کے برابر ہی ہیں۔ میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پرائیویٹ کمپنیوں کا کوٹا کم کر دینا چاہئے بلکہ پرائیویٹ کمپنیوں کا کوٹا ختم کر دینا چاہئے۔ ہم پرائیویٹ کمپنیوں کے کوئی ٹھیکیدار نہیں ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! محترم سینئر منسٹر صاحب نے جو بات کہی ہے میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ سپریم کورٹ نے یہ کہا ہے اور میں repeatedly عرض کر رہا ہوں کہ اس میں موجودہ

حکومت کا کردار نہیں ہے کہ انہوں نے کسی نئےtour operatorsکو کوٹا نہیں دیا۔ سپریم کورٹ کا یہ حکم تھا کہ آپ اس پالیسی کو پرانےtour operatorsکے تحت چلائیں۔ حکومت نے وہاں یہ مؤقف اختیار کیا کہ ٹائم کم ہے۔ محترم سینئر منسٹر انتہائی قابل آدمی ہیں ان کو یہ دیکھنا چاہئے کہ جب سپریم کورٹ نے یہ بات کہی ہے اور ہم یہ بات کر رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر تمام اسمبلیوں کا بھی کوٹا ملا لیا جائے تو کل تین ہزار آدمی بنتے ہیں۔ ہمارا اس میں کیا قصور ہے اور فرض کیجئے کہ ہماری گورنمنٹ فیڈرل گورنمنٹ سے کوٹا مانگتی نہیں ہے تو اس سے اس پورےHouseکا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اگر یہ ہماری بات ان سے کہنا بھی نہیں چاہتے تو کوئی بات نہیں یہاں سب میرے اس مؤقف سے اتفاق کرتے ہیں اور میںwalkoutکرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن شیخ علاؤالدین ٹوکن واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: بات سنیں۔walkoutنہیں کرنا۔(قطع کلامیاں)

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں نے کچھ دن پہلے بھی بات کی تھی۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب کو لے کر آئیں۔ رانا ارشد صاحب، سید ناظم حسین شاہ صاحب اور اللہ رکھا صاحب، شیخ علاؤالدین صاحب کو لے کر آئیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! آپ کی توجہ چاہئے۔ میں نے چند دن پہلے بھی یہ گزارش کی تھی کہ ہمارے سینئر منسٹر صاحب کوserious Ministerبھی ہونا چاہئے لیکن آج مجھے انتہائی دکھ کے ساتھ آپ کی وساطت سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ سینئر منسٹر صاحب کو پچھلے پانچ سال کاphobiaہو گیا ہے۔ انہیں یہ بھی علم نہیں ہے کہ اسمبلی میں آکر ہوش میں بیٹھیں کہ یہ قرارداد حکومتی بندوں نےHouseمیںputکی ہے نہ کہ اپوزیشن نے putکی ہے۔ لیکن انہیں ماسوائے پچھلے پانچ سال کے اپنا سابقہ ریکارڈ بھی نظر نہیں آتا اور اپنا موجودہ ریکارڈ بھی نظر نہیں آتا۔

جناب سپیکر: جی ان کو چھوڑیں آپrelevantبات کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں.It is not good

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ شکریہ۔ شیخ علاؤالدین صاحب تشریف لے آئے ہیں I welcome you.

(اس مرحلہ پر حکومتی معزز اراکین کی طرف سے
" گو مشرف گو اور مشرف کا جو یار ہے غدار ہے" کے نعرے لگائے گئے)

رانا محمد ارشد: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ اپنی بات کریں اور معاملے کو ختم کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! انہوں نے بڑی اچھی بات کی ہے یہ جو point out کیا ہے کہ وہاں پر لوٹ مار ہو رہی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ نے V.I.P culture بنایا ہوا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم House میں ایک قرارداد لانا چاہتے ہیں کہ وفاقی حکومت کی یہ جو لوٹ مار ہے جس کو وزیر قانون نے خود اس House میں point out کیا ہے اس کی ہم پر زور مذمت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: اس کی پر زور مذمت کرتے ہیں اور وزیر قانون خود قرارداد لے کر آئیں ہم بھی ان کی support کریں گے یا اگر ہم لے کر آتے ہیں تو یہ ہمیں on the floor of the House اس بات کی assurance دیں کہ ہمیں یہ support کریں گے۔ شکریہ

رانا محمد ارشد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ارشد صاحب! آپ صبح سے ایک پوائنٹ آف آرڈر نہیں لے سکے۔ فرمائیں۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی میں تو ہم نے پہلے ہی بہت زیادہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

رانا محمد ارشد: پنجاب اسمبلی میں ہم نے پہلے ہی بہت زیادہ ثواب حاصل کیا ہے۔ آپ نے مشرف کے خلاف مواخذے کی تحریک پاس کر کے کافی ثواب حاصل کیا ہے اور اب عوام بھی اس کی حصہ دار بننا چاہتی ہے اور جو شیخ صاحب کی proposal ہے ہم ان کے ساتھ ہیں۔ ایم۔پی۔ایز کو right ہے اور ایم۔پی۔ ایز کو کوٹا ملنا چاہئے اور private tour operators کا کوٹا کم کیا جائے۔ پچھلی

دفعہ بھی date extend ہوئی تھی اب بھی وفاقی گورنمنٹ کو date extend کرنی چاہئے اور تمام ایم۔پی۔ ایز کو یہ rights دینے چاہئیں۔ میں تو کہتا ہوں 5 نہیں، ہر ایم۔ پی۔ اے کو 10/10 کا کوٹا ملنا چاہئے اور مرکزی گورنمنٹ صوبوں پر چلتی ہے۔ یہ ہمارا حق ہے ہمیں ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ کوئی طریق کار بناتے ہیں پھر بات کرتے ہیں۔

رانا محمد ارشد: وزارت مذہبی امور سے فوری طور پر رابطہ کیا جائے اور معزز ممبران پارلیمنٹ کی خواہشات کو وہاں پر پیش کیا جائے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں 10/10 کا کوٹا دیا جائے ورنہ ہم ہر طریقہ اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، جی۔ آپ تشریف رکھیں، کوئی اور طریقہ نہ اختیار کریں۔ ہم آپ کی بات سن رہے ہیں آپ کی بات چل رہی ہے اور طریقوں سے بچیں آپ کی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں وہ بات کر رہے ہیں میں نے انہیں floor دیا ہے ان کی بات سننے دیں۔ جی، میں نے floor دیا ہے آپ کو۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس وقت ہاؤس کا جو built censuses ہو چکا ہے اور یہ بات بالکل جائز چل رہی ہے۔ ہم بجائے اس کو مزید بحث میں الجھائیں میں چاہتا ہوں کہ ہماری طرف سے یہ بات آنی چاہئے کہ اس کے اوپر resolution ہونا چاہئے اور یہ resolution پاس کر کے ہمیں فوری طور پر بھیجنا چاہئے اور وہاں سے ہمیں فوری result لینا چاہئے۔ میری یہ request ہے کہ اس سلسلے میں فوری طور پر resolution پاس کیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بھائی! اس بات پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں تو پہلے چاہتا ہوں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ یہاں سے اس کا resolution پاس کیا جائے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! چونکہ پورا ہاؤس یہ چاہتا ہے کہ ممبران پنجاب اسمبلی کو بھی حج کا کوٹا ملے تو اپنے سینئر منسٹر سے میری گزارش ہے کہ وہ مرکزی حکومت سے بات کریں اور کوشش کریں، ممکن ہو تو اسی سال کوٹا دیا جائے اگر اس میں رکاوٹیں ہوں تو آئندہ سال کے لئے ان سے بات کر لیں تو میں اپنی مرکزی حکومت سے بھی امید کرتا ہوں کہ اگر ممکن ہو سکا تو وہ ضرور ہماری یہ بات مانیں گے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس اہم معاملے پر بڑی بحث ہو چکی ہے اور آپ نے پورے ہاؤس کی consent دیکھ لی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ بھی یہاں رہے ہیں جو بھی قرارداد پاس ہوتی ہے پھر اس کا پتا ہی نہیں چلتا۔ آپ سے میری یہ گزارش ہے کہ سینئر منسٹر اور لاء منسٹر کی ایک کمیٹی بنا کر ان سے کہیں کہ گورنمنٹ کے concern آدمی سے بات کر لیں اور انہیں اس پورے ہاؤس کی consent بتائیں کہ اس معاملے پر پورا ہاؤس یکطرفہ ہے کہ جج کوٹے میں صوبائی اسمبلی پنجاب کا کم از کم حصہ ہونا چاہئے۔ وہ لوگ اس پر insist کر رہے ہیں تو آپ لاء منسٹر اور سینئر منسٹر دونوں کو direct کر دیں یہ ان سے بات کر لیں گے جو بھی فیصلہ ہو گا پھر اس ہاؤس کو آ کر بتا دیں گے۔ Resolution کو ایک کاغذ کے طور پر کریں گے، وہاں ردی کی ٹوکری میں پڑا رہے گا کسی نے اس کو نہیں پوچھنا کیونکہ یہ دونوں سینئر منسٹرز ہیں دونوں یہ بات کر لیں گے اگر ان کی کوشش بارآور ہوئی تو یہ بتا دیں گے۔ اگر فیڈرل گورنمنٹ کی کوئی مجبوری ہوئی تو یہاں on the floor of the House بتا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر! (قطع کلامیاں)

چیمہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بلاشبہ اس میں ہاؤس کا consensus دونوں طرف سے آ چکا ہے اور ہاؤس کی یہ ڈیمانڈ ہے کہ ایم۔پی۔اے صاحبان کو جج کوٹا دیا جائے تو میں آپ کی وساطت سے تمام معزز ممبران کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب بھی ہمارے بھائی ہیں اور ہاؤس کا پورا consensus ان کے سامنے ہی built ہوا ہے تو وہ بھی اور میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے بات کریں گے، ہاؤس کا consensus انہیں پہنچائیں گے اور ہم کوشش کریں گے کہ پنجاب گورنمنٹ اس مطالبے کو وفاقی حکومت تک پہنچائے اور امید ہے کہ اس سلسلے میں positive result ملے گا تو اس لئے اس مسئلے کو آپ Monday یا Tuesday تک pending فرما دیں اس دن دوبارہ اس سلسلے میں بات ہو گی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے بہترین تجویز دی ہے کہ یہ بات کر کے ہاؤس کو بتا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے یہی بات کی ہے کہ وہ چیف منسٹر صاحب سے بھی بات کریں گے اور سینئر منسٹر صاحب فیڈرل گورنمنٹ سے بات کریں گے تو Monday کو انشاء اللہ اس کا رزلٹ سامنے آئے گا۔ دونوں حضرات یہاں تشریف فرما ہیں، شیخ صاحب! میں آپ سے بھی گزارش کروں گا اس کے لئے کوئی time fix کر لیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بالکل time fix کر لیا جائے اور دوسری میری عرض یہ ہے کہ Monday کو for submission of applications last date ہے۔ اب اگر اس پر یہ مہربانی بھی ساتھ کریں گے، جو میں بار بار کہہ رہا ہوں کوئی مشکل کام نہیں ہے یہ بھی کریں کہ کم از کم 10 دن extend بھی کیا جائے جو ہمیں سب کو کوٹا ملے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے بڑی categorically یہ بات کی ہے کہ وہ چیف منسٹر صاحب سے بھی بات کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ applications file کرنے کی date اگر Monday تک ہے تو اس سے اس بات کا کیا تعلق ہے؟ یعنی بات یہ ہے کہ قرعہ اندازی تو غالباً اگلی کسی date پر ہونی ہے اور اس میں سے جو لوگ رہ جاتے ہیں پھر وہ لوگ اس کوٹا سسٹم سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس لئے اس بات کا تو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کا کہنے کا مقصد ہے کہ خدا کرے کہ یہ منظور ہو جائے، انہیں کوٹا مل جائے تو انہیں بھجوانے کا بندوبست بھی انتہائی ضروری ہے، ان کی بات یہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ بات سمجھ گئے ہیں کہ جب یہ کوٹا ہر ممبر کو ملے گا تو اسے 6/5 دن چاہئیں۔ اس میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے لیکن applications مکمل کرنے میں کم از کم 8/7 دن چاہئیں کوٹا کے ساتھ وہ دن ملنے چاہئیں۔ بہت شکریہ

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جس آدمی نے اس date میں درخواست ہی نہیں دی وہ تو ویسے ہی حج پر جانے کے لئے interested نہیں ہے۔ جن لوگوں نے درخواستیں دی ہیں اور وہ رہ گئے ہیں ان کی بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب وہ بات ختم ہوئی۔

سرکاری کارروائی

عام بحث

ضروری اشیاء کی رسد اور قیمتوں کے معاملے پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی کی طرف چلتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جی، مجھے یہ پڑھ لینے دیں اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔ جی، کلو صاحب!

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں انتہائی اہم issue پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے علاقے میں پورے 5 اضلاع میں آج کل محکمہ آبپاشی اور مال flat rate آبیانہ وصول کر رہا ہے جبکہ پانی کہیں بھی نہیں دیا جا رہا۔ پانی ہے نہیں اور flat rate آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے اس سلسلے میں لوگوں کا پریشر ہے اور لوگ 200/200 ایکڑ کا flat rate آبیانہ دینے کے لئے حوالاتوں میں پڑے ہوئے ہیں تو میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ میری تحریک التوائے کار کے لئے out of turn اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، میں وہ چھوڑ چکا ہوں۔ التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ معذرت کے ساتھ، میں اب سرکاری کارروائی کی طرف ہوں۔ آپ وزیر آبپاشی سے ضرور ملاقات کر لیں اگر وہ آپ کو satisfy نہیں کریں گے تو آپ Monday کو اس کو لے آئیں۔ پھر ہم اس پر غور ضرور کریں گے۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں زراعت کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بڑا اچھا ماحول چل رہا ہے اور اس کو خرابی میں لے آئیں گے فائدہ کوئی نہیں ہو گا۔ میرے خیال میں آپ تشریف رکھیں۔

(اس مرحلے پر خواتین ممبران اپوزیشن نے جناب نجف عباس سیال کے خلاف لوٹے لوٹے کے نعرے لگائے)

پلیز! یہ بات اچھی نہیں ہے۔ دیکھیں، میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا ہے ایسی حرکات مناسب نہیں لگتیں۔ آپ کو صرف میں ہی نہیں دیکھ رہا، آپ کو سارا پاکستان اور سارا پنجاب دیکھ رہا ہے کہ آپ یہاں بیٹھ کر کیا کارروائی کرتے ہیں، پنجاب کے عوام کے لئے آپ کیا سوچتے ہیں، ان کے لئے آپ کیا

پالیسیز بناتے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں، پلیز۔ مجھے اب پڑھنے دیں ۔ No please, no. When I say no.ضرورت کی فراہمی اور ان کی قیمتوں پر عام بحث ہے۔ بحث کا آغاز وزیر متعلقہ کی تقریر سے ہوگا۔ دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں میرے تک پہنچادیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے میری بات سنی ہے، میں نے floor کس کو دیا ہے؟ میں نے متعلقہ وزیر صاحب کو floor دیا ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! بدھ والے دن جب ہاؤس کی کارروائی ختم ہوئی ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے اور بہت سارے ممبران یہاں موجود تھے۔ اس چیز کا ریکارڈ بھی گواہ ہے کہ وزیر قانون صاحب نے on the floor of the House اس چیز کی یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ امن وامان پر wind up speech کر رہے تھے تو میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر انھیں دوبارہ یاد کرایا تھا تو انھوں نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ جو اگلا دن آئے گا اس دن دوبارہ جن ہمارے دوستوں نے، جن معزز ممبران نے اپنے ناموں کا اندراج کروایا ہوا ہے وہ اپنی تقاریر کریں گے تو اس کے بعد کوئی اور کارروائی ہوگی اس لئے میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش ہے کہ وہ اسمبلی کے ریکارڈ اور اس دن کے ریکارڈ کے مطابق آج جو ہاؤس میں بحث ہونی ہے اس سے پہلے امن و امان جو صوبے کا سب سے اہم issue ہے اس پر بحث کروائی جائے۔ اس پر آج پہلے بحث کروالیں بعد میں ضروری اشیاء کی قیمتوں کے معاملہ پر بحث کروالیں یا وزیر قانون اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ وہ کل یا پرسوں کس دن اس موضوع پر بحث کروانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! چودھری صاحب فرما رہے ہیں کہ آپ نے کچھ commitment کی تھی کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے ہمیں ایک دن اور بھی دینا پڑا تو ہم ضرور دیں گے۔ وہ اس بارے میں یقین دہانی چاہتے ہیں۔ آج کی کارروائی اس کے مطابق ہونی چاہئے یا لاء اینڈ آرڈر پر چلنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بھی اتنی ہی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔اس کے لئے آج کا دن مقرر ہے اور متعلقہ وزیر صاحب مکمل تیاری اور facts and figures کے ساتھ آئے ہیں تو آج اس پر بات کر لی جائے۔یہاں پر قائد حزب اختلاف تشریف فرما ہیں۔وہ ابھی اس اجلاس کے بعد جس طرح سے فرمائیں گے کیونکہ سوموار یا منگل کو دو گھنٹے تحاریک التوائے کار کے لئے مقرر ہو گئے ہیں۔اس لحاظ سے جس دن یہ کہیں گے اس دن لاء اینڈ آرڈر پر بحث کروانے کے لئے ہم تیار ہیں۔میں قائد حزب اختلاف اور معزز ممبران کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ شاید یہ پہلی دفعہ ہونے جا رہا ہے۔اس سے پہلے پانچ سال تک ہم بھی اپوزیشن میں رہے ہیں اور ہم نے تو ایسا نہیں دیکھا کہ جن نکات کو آپ نے during discussion اٹھایا تھا اس کے اوپر باقاعدہ متعلقہ محکمہ پولیس سے feed back لیا گیا ہے،اس کا جواب لیا گیا ہے۔اس میں جو بنیادی نکات آپ نے اٹھائے تھے ان میں عامر سلطان چیمہ صاحب نے ڈاکٹر مسعود صاحب لاہور چلڈرن ہسپتال کے گھر واقعہ ماڈل ٹاؤن میں ڈکیتی کی واردات کا ذکر کیا تھا۔محمد سعید مغل صاحب گوجرانوالہ سے تھے باپ اور دو بیٹوں کے ہسپتال سے گھر آتے ہوئے اغواء برائے تاوان کی واردات کا ذکر کیا تھا۔محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ نے D.P.O کے متعلق اور ان کا اپنا نام ایک F.I.R میں آنے سے متعلق بات کی تھی۔اسی طرح ندیم خادم صاحب جو کہ جہلم سے ایم۔پی۔اے ہیں انھوں نے ایک پاکستانی جو فرانس سے پاکستان آئے ہوئے تھے ان کے اغواء اور بازیاب نہ ہونے کی بات کی تھی۔قمر حیات کاٹھیا صاحب نے تھانہ حویلی کورنگہ تھانہ سرائے سدھو کے متعلق بات کی تھی کہ وہاں پر کوئی گینگ ہے اور وہ لوگوں کو پیغام بھیج کر ransom وصول کر رہا ہے۔رائے محمد شاہجہاں صاحب نے اوڈھ گینگ سے متعلق بات کی تھی۔ان تمام نکات کے اوپر محکمے کا مکمل جواب اور انھوں نے جواب تک کارروائی کی ہے وہ میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔اس تفصیل کو دیکھ کر معزز ممبران استفادہ کر سکتے ہیں اور اس کے بعد اگر وہ مطمئن نہ ہوں تو پھر وہ اس سلسلے میں جو بھی سوال کریں گے تو اس پر بھی انشاءاللہ تعالیٰ حکومت پوری طرح سے توجہ دینے اور ان معاملات کو معزز ممبران کی مدد اور ان کی input سے resolve کرنے کے لئے تیار ہے۔

جناب سپیکر: جی،قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ہمارے ایک ساتھی نے ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے۔انھوں نے نشاندہی کی ہے۔یہ بات ہو چکی ہے اور ریکارڈ پر بھی

موجود ہے۔ رانا صاحب نے ابھی میری طرف اشارہ کر کے کہا ہے کہ اگر یہ کہیں تو ہم آگے لے کر جاتے ہیں۔ میری اس میں استدعا یہ ہے کہ continuity ہونی چاہئے۔ ہمیں 5 دن کا پروگرام مل چکا ہے۔ اس میں بحث کے لئے کوئی دن نہیں دیا گیا کہ صحت پر، local bodies پر یا کسی پر بحث کے لئے نہیں بتایا گیا۔ ہماری ایڈوائزری کمیٹی میں بات بھی نہیں ہوئی۔ یہاں 2 چیزیں شروع ہیں اس میں ایک continuity آ رہی ہے کہ لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو رہی ہے اور اس دن point out کیا گیا ہے کہ جب وزیر قانون صاحب نے کہا میں لابی میں بیٹھا سن رہا تھا کہ جو اپنا نام لکھوانے کے بعد جا چکے ہیں وہ disinterested لگتے ہیں اور جو interested یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ان سب کی بات سنوں گا اور وہ بات کریں گے پھر فاضل ممبر جنھوں نے آج پوائنٹ آف آرڈر پر کہا تھا کہ آپ wind up نہ کریں تو انھوں نے فرمایا تھا کہ wind up دوبارہ بھی کی جا سکتی ہے۔ میری استدعا یہ ہے کہ ایک ترتیب ہوتی ہے، کام کرنے کا کوئی سلیقہ ہوتا ہے۔ آج ایک دن کر لیا جائے پھر بعد میں کر لیا جائے اور پھر دوسرا کر لیا جائے۔ اس کو discontinue نہیں ہونا چاہئے ایک continuity چلی آ رہی ہے تو لاء اینڈ آرڈر پر ہمارے کچھ ساتھی اپنی grievances اور اپنی suggestions دینا چاہتے ہیں وہ دے لیں اور انھوں نے semi wind up جو کرنا ہے وہ بعد میں کر لیں۔ آپ نے جو ارشاد فرمایا ہے اس پر میری تجویز ہے ویسے تو آپ اکثریت میں ہیں آپ جو مرضی فیصلہ کر سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ اکثریت کی بات نہیں ہے۔ میں ایجنڈا کی بات کرتا ہوں کہ اس میں آج یہ شامل نہیں ہے۔ آج کے ایجنڈا میں قیمتوں میں اضافہ کے بارے میں بحث ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! یہاں پر میڈیا بھی گواہ ہے اور ریکارڈ پر ہے۔ ہماری یہ استدعا ہے کہ اس پر آج بات کر لی جائے اور price hike پر بعد میں بات ہو جائے۔ ہم یہیں موجود ہیں۔ ہم اسمبلی کو دیر تک چلائیں گے۔ اس میں ایسا کیا مسئلہ ہے۔ اس پر پرسوں بات کر لیں گے، سوموار کو بات کر لیں گے، منگل کو کر لیں گے۔ آج اسی پر بات کر لی جائے۔ ویسے آپ کی مرضی ہے۔ ہماری استدعا ہے کہ ایسا کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ اس قسم کے فیصلے ہم اکثریت سے نہیں بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ اتفاق رائے سے کریں گے۔

جناب سپیکر! اس دن ہی یہ announce ہو گیا تھا کہ آج مہنگائی پر بات ہو گی اس لئے میں متعلقہ محکموں کو آگاہ نہیں کر سکا اور ان کو بلوا نہیں سکا۔ اگر اس بات پر معزز قائد حزب اختلاف اور اراکین کو اعتراض نہ ہو تو میں یہاں پر موجود ہوں جو وہ تجاویز دیں گے میں وہ note کروں گا۔ اگر اس continuity میں وہ پہلے لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں تو اس پر کر لیں اگر اس کے بعد وقت بچا تو price hike پر بات ہو جائے گی۔ اگر وقت نہ بچا تو اگلے دن اس پر بات کر لیں گے۔ اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ بھی سلگتا issue ہے۔ اس پر ایجنڈا کے مطابق بحث ہو جانی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آج ہمیں ایجنڈا کے مطابق اسی پر بحث کرنی چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! تاریخ مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ اجلاس ختم ہونے کے بعد بیٹھ جائیں اور consensus سے فیصلہ کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں حکومتی بنچوں سے ہمارے جو ممبران ہیں ان میں سے اکثر نے جب انھیں وقت نہیں ملا تو بعد میں انھوں نے میرے ساتھ رابطہ کر کے اس قسم کے points جن کا جواب میں نے ایوان کی میز پر رکھا ہے۔ انھوں نے میرے ساتھ بات کر لی ہے۔ میرے خیال میں آپ کے پاس جو list تھی اس میں اپوزیشن کے 2/3 دوستوں کے نام تھے۔ اگر وہ بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ بات کر لیں۔ میں ان کی تجاویز note کر لوں گا اس کے بعد میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب آغاز کر لیں گے۔

MR. SPEAKER: It is decided now.

وہ کہتے ہیں کہ ایجنڈے کے مطابق چلیں۔ جی، مجتبیٰ صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آج مہنگائی کے حوالے سے یہ انتہائی اہم موضوع ہے۔ میں اس میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اشیائے ضروریہ کے ضمن میں بڑھتی ہوئی مہنگائی کے جو مندرجہ ذیل

اسباب ہیں ان کو آج ہم یہاں پر معزز اراکین اسمبلی کے سامنے پیش کریں گے پھر وہ اس پر اپنی آراء پیش کریں گے۔اس کے بعد منسٹر فوڈ صاحب اس پر اپنی wind up speech کر دیں گے۔

جناب سپیکر: ہم سب کو اس پر درستی کرنی چاہئے کہ منسٹر تو صاحب ہو سکتے ہیں لیکن فوڈ صاحب نہیں ہو سکتے۔آئندہ سے پہلے منسٹر صاحب کہہ دیا جائے اور اس کے بعد جو بھی محکمہ ہو اس کا نام لیا جائے۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! منسٹر فوڈ اس کو wind up کریں گے کیونکہ یہ انڈسٹریز اور خوراک دونوں محکموں سے related ہے۔اس میں عرض یہ ہے کہ بین الاقوامی مارکیٹ میں ضروری اشیاء کی قیمتیں پچھلے چند ماہ میں بہت بڑھ گئی ہیں جس کی وجہ سے ملک کے اندر ان اشیاء کی قیمتیں بڑھی ہیں لیکن وفاقی وزارت تجارت کے مہیا کردہ اعداد و شمار کے مطابق یہ قیمتیں پھر بھی پڑوسی ممالک کے مقابلے میں کم ہیں جس کے بارے میں، میں اس معزز ایوان کو briefly تھوڑا سا بتانا چاہوں گا کہ یہ prices پنجاب، ڈھاکہ نیو دہلی، کولمبو، دبئی، جدہ، تہران، کابل اور بیجنگ سے لی گئی ہیں۔پچھلے ایک ہفتے میں وہاں سے روزمرہ استعمال کی چیزوں کی جو قیمتیں لی گئی ہیں ان کا موازنہ ہم اس معزز ایوان کے سامنے پیش کریں گے۔اس میں سب سے پہلے گندم کی قیمت ہے اور گندم کی اس وقت 11-8-2008 کی جو قیمت ہے اس کے مطابق 17.95 روپے فی کلو گرام کے حساب سے اس وقت پنجاب میں دستیاب ہے،ڈھاکہ میں اس کا ریٹ 35.94 روپے ہے،نیو دہلی انڈیا میں 22.54 روپے،کولمبو میں 82.11 روپے،کابل میں 55.20 روپے اور بیجنگ میں 18 روپے ہے تو اس وقت اگر آپ ان ملکوں کے ساتھ اپنا موازنہ کریں تو سب سے کم ریٹ ہمارے یہاں صوبہ پنجاب کا ہے۔اسی طرح آٹے کی قیمت دیکھیں تو 22 روپے کلو ہمارے پاکستان کا ریٹ ہے، 39.73 ڈھاکہ، 24.15 نیو دہلی، 46.92 کولمبو، 53.70 دبئی، 66.40 جدہ، کابل کا 57.96 اور بیجنگ کا 16 روپے ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: آپ دوسرے ملکوں سے نہیں بلکہ اپنے پاکستان سے ہی قیمتوں کا موازنہ کریں۔

سید رضا علی گیلانی: poverty rates بھی بتائیے۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جو میں آپ کو قیمتیں بتا رہا ہوں these are all in Pak rupees. جن ملکوں کا میں نام لے رہا ہوں ان کی پاکستان کی شرح کے مطابق قیمتیں یہاں پر quote کر رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین میاں یاور زمان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: میں تمام معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ پہلے ان کی policy statement سن لیں جو بھی بات کرنی ہے وہ Chair سے مخاطب ہو کر کریں cross talk نہ کریں۔ شکریہ۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب چیئرمین! اگر یہ قیمتیں سننے میں interested نہیں ہیں تو میں اسے پیش نہیں کرتا۔ آپ لوگ ہی یہ چاہتے ہیں کہ آپ کو پوری outlook دی جائے کہ اس وقت پنجاب میں کیا prices ہیں اور ہمارے پڑوسی ممالک میں کیا ہیں؟ یہ آپ ہی کے لئے سارا data collect کر کے لائے ہیں اور اس معزز ایوان کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں اسے ذرا تحمل کے ساتھ سن لیں۔ اس کے بعد آپ کے پاس بہت موقع ہوگا آپ اس پر اپنی بات کر لیجئے گا۔ اس کے بعد چاول کی قیمت پر میں روشنی ڈالوں گا کہ چاول باسمتی 85.80 پنجاب کا ریٹ ہے، 90.81 ڈھاکہ، 48.30 نیو دہلی، 117.30 کولمبو، 86.10 دبئی، 99.80 جدہ، 117.97 تہران، 124.20 کابل کا ریٹ ہے۔ اسی طرح میرے پاس یہ تقریباً پچیس کے قریب چیزیں ہیں جن کا ہم نے comparison کیا تو ان تمام چیزوں کا ہمارے پڑوسی ممالک سے ہمارے پنجاب کا ریٹ کم ہے۔ قیمتوں کا تعین طلب اور رسد کے اصول پر ہوتا ہے مگر بیرون ملک سے رقم کی ترسیل وغیرہ کی وجہ سے چونکہ اضافی رقوم مہیا ہیں جس کی وجہ سے افراط زر میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کسانوں کی مدد فراہم کرنے کے لئے حکومت نے مختلف زرعی پیداوار کی امدادی قیمت بڑھا دی ہے۔ چونکہ ملک کی توانائی کی ضروریات درآمدی تیل سے پوری ہوتی ہیں جس کی قیمتیں بین الاقوامی مارکیٹ میں بہت بڑھ گئی ہیں جس کی وجہ سے بجلی، گیس، پٹرولیم اور کرایہ مال برداری بڑھنے سے اشیائے ضروریہ کی قیمتیں بڑھی ہیں۔ میں اس میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ پچھلے سات آٹھ ماہ تک پٹرولیم اور دیگر چیزوں کی قیمتیں جو

میں نے اس میں quote کی ہیں ان کو پچھلے دور حکومت میں سیاسی بنیادوں پر روکا گیا اور ان کو نہیں بڑھایا گیا۔ بین الاقوامی مارکیٹ میں ان کی قیمتیں بڑھیں اور بین الاقوامی مارکیٹ میں قیمتیں بڑھنے کے بعد جو آٹھ ماہ کی قیمتوں کو block کیا گیا تھا اس کا impact یہ آیا کہ اس کی وجہ سے پٹرولیم، گیس اور کرایہ وغیرہ اسی وجہ سے بڑھے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ کولڈ سٹوریج اور ذخیرہ گھروں کی کمی کی بہت زیادہ problem ہے جس میں ہم نے کھانے پینے کی اشیائے ضروریہ کو رکھنا ہوتا ہے جس کے نتیجے میں فصل کی کٹائی کے وقت کم قیمت ملتی ہے اور سال کے دیگر اوقات میں ان کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ کولڈ سٹوریج پرائیویٹ سیکٹر کے لوگوں نے بنائے ہوتے ہیں اس میں ہماری حکومت یہ چاہے گی کہ ہم انہیں ایسے incentives دیں کہ کولڈ سٹوریج اور ذخیرہ گھروں میں اضافہ کیا جائے تاکہ لوگ اپنی اجناس استعمال کے قابل رکھنے کے لئے اور محفوظ کرنے کے لئے ان کے پاس جگہ موجود ہو اور وہ اپنی چیزیں وہاں رکھ سکیں۔ اس کے علاوہ اشیائے ضروریہ کی قیمتوں کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے حکومت پنجاب نے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں جو میں briefly بتا رہا ہوں۔ 1997 کے پرائس کنٹرول تحفظ منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی ایکٹ کے تحت پنجاب کے تمام ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسرز کو کنٹرولر جنرل پرائسز کے اختیارات تفویض کئے گئے ہیں اور انہیں 25 اشیائے ضروری کی قیمتیں fix and control کرنے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ DCOs کو جن 25 چیزوں کا اختیار دیا گیا ہے ان کی لسٹ بھی میں یہاں پر بتانا چاہوں گا۔ ان کی قیمتوں کو اس ایکٹ کے تحت کنٹرول میں لانے کے لئے DCOs صاحبان already اس پر کام کر رہے ہیں۔ اس میں

tea, white sugar, milk, powder milk, milk food for infants, edible oils, fruit juices, squashes, salt, potatoes, onions, pulses, all sorts of fish, all sorts of beef and mutton, eggs, gurr, spices , vegetables, red chilly, charcoal, firewood, matches 42/50 sticks, coal, chemical fertilizers, all sorts of poultry food and bricks,

یہ پچیس چیزیں ہیں جن کا 28۔ ستمبر 2006 کو نوٹیفکیشن ہوا تھا اور یہ 1997 کے ایکٹ کے تحت DCOs کی سربراہی میں تمام اضلاع میں کمیٹیاں بنا کر اس پر کام ہو رہا ہے تمام اضلاع میں سپیشل پرائس مجسٹریٹ مقرر کئے گئے ہیں جو روزانہ قیمتوں کو چیک کرتے ہیں اور ناجائز منافع خوروں کو موقع پر جرمانے کرتے ہیں۔ اس میں میرے پاس جولائی 2008 کا ریکارڈ موجود ہے۔ میں اس کی

تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ میرے پاس پنجاب کا ضلع وار سارا ریکارڈ موجود ہے۔ میں یہ بتانا چاہوں گا کہ جولائی 2008 میں تقریباً 16 ہزار ایک سو 68 ریڈ کئے گئے اور جو جرمانہ کیا گیا وہ تقریباً 13 لاکھ 93 ہزار 8 سو پچاس روپے اس مد میں وصول کیا گیا جو حکومت پنجاب کے خزانے میں جمع ہوا۔ اسی طرح ضلع کی سطح پر ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر کی زیر سربراہی ضلعی پرائس کنٹرول کمیٹیاں ترتیب دی گئی ہیں جو سرکاری و غیر سرکاری ارکان پر مشتمل ہیں۔ ان کمیٹیوں کا اجلاس ہر پندرہ روزہ یا مہینے بعد منعقد ہوتا ہے جس میں اشیائے ضروریہ کی قیمتوں کو مقامی طور پر مقرر کیا جاتا ہے۔ اشیائے ضروریہ کی رسد کو بہتر بنانے ذخیرہ اندوزی اور بے جا منافع خوری کو روکنے کے لئے ہماری حکومت پنجاب نے، ہمارے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب نے ٹاسک فورسز بنائی ہیں، جن میں شمالی ریجن کے لئے ایس اے حمید صاحب کو اس کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے اور جنوبی ریجن کے لئے جناب سمیع اللہ چودھری کو اس کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک مزید ٹاسک فورس بنائی گئی ہے جو ہمارے فاضل رکن سید ناظم حسین شاہ صاحب کی سربراہی میں قائم کی گئی ہے۔ وہ ٹاسک فورس اور پرائس کنٹرول کمیٹی کے سربراہ ہیں وہ بطور چیئرمین کام کر رہے ہیں۔ یہ جو ٹاسک فورسز بنائی گئی ہیں روزانہ کی بنیادوں پر تمام ضروری اشیاء کی قیمتوں کو مانیٹر کریں گی اور فوڈ سپورٹ سکیم کو چلائیں گی تاکہ غریب عوام کو ان کی دہلیز پر ایک ہزار روپیہ ماہانہ کی رقم بذریعہ منی آرڈر جا سکے جس سے غریب عوام اشیائے ضروریہ خرید سکیں۔ اس کے علاوہ اتوار اور جمعہ بازار باقاعدگی سے لگائے جاتے ہیں جہاں عوام کو اشیائے ضروریہ بازار سے کم نرخوں پر فراہم کی جاتی ہیں۔ انتظامی احکامات کے علاوہ ایسی پالیسی بنائی گئی ہے کہ غریب عوام کو خوراک میں سبسڈی دی جائے۔ اس مقصد کے لئے فوڈ سپورٹ سکیم شروع کی گئی ہے۔ ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف کی ہدایت پر 18 لاکھ خاندانوں کو ان کے گھر کی دہلیز پر ماہانہ ایک ہزار روپیہ بذریعہ منی آرڈر مہیا کئے جائیں گے۔ فوڈ سپورٹ سکیم کے علاوہ حکومت پنجاب رمضان المبارک میں غریب عوام کے لئے رمضان پیکج شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس سلسلے میں formulation ہو رہی ہے۔ یہ جو ٹاسک فورسز بنی ہیں اور جو کمیٹیاں بنی ہیں یہ رمضان المبارک کے دوران اشیائے خورد و نوش پر جو سبسڈیز دی جانی ہیں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! اتنا اہم موضوع ہے اور صرف دو وزراء یہاں پر بیٹھے ہیں۔ مہربانی کر کے وزراء صاحبان کو بلوائیں اور ان کو کہیں کہ یہاں آ کر بیٹھیں اور اس اہم موضوع کے اوپر جو بات چیت ہو رہی ہے اس کو سنیں۔ شاید ہماری طرف سے کوئی ایسی تجویز آ جائے جو کہ ان معاملات کو بہتر کرنے کے لئے ہو۔

جناب چیئرمین: متعلقہ وزیر بیٹھے ہوئے ہیں وہ آپ کی تشفی کر دیں گے۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں محترم لغاری صاحب سے گزارش کروں گا کہ پانچ سال تک تو ان کو ان چیزوں کا خیال نہیں آیا۔ آج پہلی دفعہ اس ایوان میں مہنگائی اور اشیائے ضروریہ کے حوالے سے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آپ پالیسی سن لیں اس کے بعد دل کھول کر بات کر لیں۔ شکریہ

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): میں عرض یہ کر رہا تھا کہ پانچ سال تک تو ان کو خیال نہیں آیا۔ اب اگر عوام کے صحیح ووٹوں سے منتخب حکومت آئی ہے جو عوام کا دکھ درد رکھتی ہے۔ یہ یہاں آتے ہیں on the floor of the House کھڑے ہوتے ہیں اور مہنگائی، مہنگائی۔۔۔ ہمیں ان سے زیادہ احساس ہے کہ مہنگائی کس قدر بڑھ چکی ہے اور یہ انہی کا تحفہ ہے جو انہوں نے ہمیں دیا ہے۔ آج ہماری حکومت اس کو کنٹرول کر رہی ہے۔ انہوں نے تو پانچ سال کے دوران اس موضوع پر بحث کے لئے ایسا دن نہیں رکھا آج جب ہم اس موضوع پر بحث کرنے لگے ہیں تو میں اپنے اپوزیشن کے انتہائی فاضل معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! معزز وزیر صاحب لکھا ہوا پڑھ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ جاری رکھیں۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): میں لکھا ہوا پڑھ نہیں رہا بلکہ hints دیکھ رہا ہوں۔ پنجاب کے تمام ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسرز کو پہلے ہی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ رمضان کے دوران عوام کو

اشیائے ضروریہ سستے داموں فراہم کرنے کے لئے تاجروں اور مل مالکان سے مل کر رمضان بازار اور سستا بازار کا اہتمام کیا جائے۔ شکایات سیل قائم کئے جائیں اور مڈل مین کا کردار کم کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔اتوار یا جمعہ بازار باقاعدگی سے منعقد ہو رہے ہیں جو کہ کھلی مارکیٹ سے کم ریٹ پر اشیائے ضروریہ مہیا کرتے ہیں۔ گزشتہ دو سالوں کی قیمتوں کے موازنہ سے واضح اضافہ ظاہر ہوتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ food supply chain جو کہ تھوک فروش، تاجر، پرچون فروش اور صارف پر مشتمل ہے، کی اصلاح کی جائے لیکن بعض درآمدی اشیاء کی قیمتوں کے بڑھنے سے ممکن نہیں کہ تمام ضروری اشیاء کی قیمتیں نہ بڑھیں۔اس کے علاوہ ملک میں توانائی کے بحران نے بھی سپلائی لائن کو متاثر کیا ہے۔ ضروری ہے کہ ایسا ماحول پیدا کیا جائے جس سے رسد کو بڑھانے کی صلاحیت پیدا ہو۔ بڑے پیمانے پر ہول سیلرز موجود ہیں۔ تقسیم اور ترسیلات کے اخراجات کم ہوں اور اشیائے ضروریہ کی سپلائی میں رکاوٹ نہ ہو۔اس سلسلہ میں ہماری حکومت نے Punjab Prices and Supplies Monitoring Board قائم کیا ہے اس کو وزیراعلیٰ صاحب خود head کر رہے ہیں اس کے وائس چیئرمین ہمارے فاضل ممبر سید ناظم حسین شاہ صاحب ہیں۔ پنجاب حکومت اس میں پوری طرح involve ہے اور آنے والے وقت میں جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا کہ پٹرولیم کی قیمتیں بڑھنے کی وجہ اور پچھلے دور حکومت میں ایک میگاواٹ بجلی پیدا نہیں کی گئی۔اس کی وجہ سے ہمارے اوپر جو مہنگائی کا impact آیا ہے ہماری حکومت اس کو پوری طرح سے اور نیک نیتی کے ساتھ کنٹرول کرنا چاہتی ہے اور اس سلسلے میں قانون سازی بھی کی جارہی ہے اور تیزی سے اقدامات کئے جارہے ہیں۔ وزیراعلیٰ پنجاب خود اس سلسلے میں ذاتی طور پر involve ہیں اور دلچسپی لے رہے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: وزیر خوراک اگر اپنا پالیسی بیان دینا چاہتے ہیں تو دے لیں۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر پہلے فاضل اراکین اس بارے میں بحث کر لیں اور اپنی آراء پیش کریں تو اس کے بعد میں اپنی statement دوں گا۔

جناب چیئرمین: اب میں قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ وہ بحث کا آغاز کریں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین): شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ بہت تسلی سے ہمارے فاضل وزیر صاحب نے اعداد و شمار پڑھے۔ ان سے پہلے بھی ملاقات ہے اور یہ بڑے دھیمے لہجے میں پڑھی لکھی باتیں اور اعداد و شمار بیان فرما دیتے ہے۔ آج ہمارا اکرم و معظم میڈیا اوپر تشریف فرما ہے۔ سب نے یہ تاثر لے لیا ہو گا کہ ڈھاکہ میں یہ ریٹ، جدہ میں یہ ریٹ، وہاں پر یہ ریٹ یہاں پر اس وقت دودھ کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ حالات بہت اچھے ہیں اور جو باہر جلوس نکل رہے ہیں وہ بنگلہ دیشی نکال رہے ہیں، وہ جدہ کے لوگ نکال رہے ہیں، وہ نیپال کے لوگ نکال رہے ہیں، وہ بیلجیئم کے لوگ نکال رہے ہیں۔ جتنے بھی اپنے گلوں میں روٹیاں ڈال کر پھر رہے ہیں وہ ہالینڈ کے لوگ پھر رہے ہیں، یہاں کے لوگوں کے حالات بہتر ہیں اور جو خودکشیاں کر رہے ہیں وہ باہر کے لوگ کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب چیئرمین: میں گزارش کروں گا کہ لیڈر آف اپوزیشن کو بات کر لینے دیں اس کے بعد آپ اپنی بات کر لیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین) شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں استدعا کرتا ہوں کہ جب بھی ہمارے معزز منسٹر صاحب بات کر رہے ہوتے ہیں تو ہماری کوشش ہوتی ہے کہ انہیں کبھی interrupt نہ کیا جائے اور میرے نوجوان ساتھی جو کہ غالباً یم۔ایم۔اے کے ہیں تو میری یہ خواہش ہو گی کہ احسان اللہ وقاص، ارشد بگو اور ڈاکٹر وسیم صاحب سے ایک ایک ماہ tuition لیں تاکہ انہیں آداب اسمبلی آ سکیں کیونکہ وہ اچھے آدمی تھے۔

جناب چیئرمین! میں نے چند ایک معروضات پیش کرنی ہیں۔ ایک طرح سے انہوں نے admit کیا ہے اور انہوں نے avoid بھی کیا ہے یہاں پر اصل صورتحال بتانے سے لیکن ہم یہاں پر صرف نشاندہی کریں گے اور کچھ تجاویز دیں گے کیونکہ انہوں نے جو بھی اپنے ارشادات فرمائے ہیں اس میں ملکی حالات کے اوپر جو اثرات ہوئے ہیں وہ غیر ملکی economy ہے، یہ کسی حد تک ٹھیک ہیں۔ انہیں صوبہ پنجاب میں جو کچھ بھی مشکلات پیش آ رہی ہیں، سیاسی طور پر، انتظامی طور پر اس کا ذمہ دار مرکز ہے یہ بھی کسی حد تک ٹھیک ہے کہ مرکزی حکومت ہے۔ ہم اپنی تجاویز دیں گے کہ کس طرح انہوں نے نمٹنا ہے کہ جو باہر کے اثرات ان کے اوپر پڑ رہے ہیں اور جس طرح ان کو مرکزی حکومت

road role کر رہی ہے اور ان کا road block کر رہی ہے اس کے لئے انہوں نے کس طرح کرنا ہے۔ وہ بات کریں گے۔

جناب چیئر مین! پانچ سال کا بڑا ذکر ہوتا ہے۔ پانچ سال کے ذکر سے پہلے کا یہ note تو لے رہے تھے۔ میں تھوڑا سا ٹائم آج ضرور لوں گا ویسے بھی اپوزیشن لیڈر کا استحقاق ہوتا ہے کہ وہ جتنی مرضی لمبی تقریر کرے۔ صرف چند ماہ پرانی باتیں اور یہ printed آپ کی بھی تھیں اور یہ بھی حقائق ہیں کہ 15۔ نومبر 2007 کو آٹا 20 کلو گرام کا تھیلا 295 روپے اور 9 جولائی 2008 کو 475 روپے۔ یہ یہاں کا comparison ہے۔ میں باہر کی بات نہیں کرتا، پانچ سال کی جو بات کرتے ہیں تو صرف 7/8 ماہ کی بات کر لی جائے۔ دال چنا باریک 40 روپے کلو اور آج 60 روپے کلو ہے جس میں 20 روپے کا فرق ہے۔ (شیم، شیم)

جناب چیئر مین! ہمارے اوپر والے بیٹھے ہوئے بھائی لکھ رہے ہیں۔ دال چنا موٹی ایک کلو گرام 42 روپے اور آج 72 روپے جو کہ 30 روپے کا فرق ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں کہ یہ ٹوکن کے طور پر بتا دیا گیا ہے تو میں percentage بتا دیتا ہوں گھی کو شامل کر کے۔ وہ لوگ جن کو انہوں نے ایسے سبز باغ دکھائے، ایسے جھوٹے دعوے کئے اور ہمارے صوبے کے بہت سادہ لوح اور اچھے لوگ ہیں۔ وہ مان جاتے ہیں کہ جو کہنے والا ہے یہ کرنے والا بھی ہوگا لیکن کہنے والا اب کر کچھ نہیں پا رہا۔ اگلے دنوں کے لئے انتظار بھی ہے، اور جب یہ جائیں گے اور ان سے جو سلوک ہوگا تو انہیں پتا چل جائے گا۔

جناب چیئر مین! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بُری صورتحال ہے اور انہوں نے ایک بات admit کی ہے کہ یہاں پر انتظامی امور کو رمضان المبارک کے لئے ہم ٹھیک کر رہے ہیں۔ آج سے 15 دن پہلے میں یہاں پر اپنی چھوٹی سی معروضات میں کہہ چکا ہوں اور پھر ریکارڈ پر لا رہا ہوں کہ رمضان میں یہاں پر بہت بُرا حال ہونے والا ہے اور میں آج کہہ رہا ہوں اور آج آپ کو بتا بھی رہا ہوں۔ آج کی اخبار میں ہے جو میں پڑھ دیتا ہوں کہ economic management کی عدم موجودگی، قومی معیشت میں بگاڑ پیدا کرنے لگی ہے۔ پانچ ماہ کے دوران سٹاک مارکیٹ سے 32.40 ارب ڈالر کا سرمایہ نکال لیا گیا ہے، روپے کی قدر میں 16 فیصد کمی ہو چکی ہے، زر مبادلہ کے ذخائر میں 9.66۔ارب ڈالر تک کمی ہو چکی ہے۔ عالمی قرضوں کا حجم بڑھنے لگا ہے، تیزی سے گرتی ہوئی اقتصادی صورتحال پر قابو پانا ناممکن ہو گیا ہے۔ میں یہ اخبار یہاں پر چھوڑے جا رہا ہوں اور اوپر بھی بھیج دوں گا۔

جناب چیئر مین! یہ جو اتنی بُری صورتحال ہے تو اس میں کچھ ریلیف دینے کے بھی طریقے ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر بجا کہ اگر تیل کی قیمتیں باہر بڑھ گئی ہیں تو یہاں بھی لا محالہ بڑھانی پڑنی تھیں اور ہم اس پر کبھی معترض نہیں ہوئے لیکن 147 ڈالر فی بیرل جب ہو گئی جو اس وقت ریٹ تھا اور آج 111 ڈالر فی بیرل ہے۔ جیسے جیسے بڑھتا گیا تو لوگوں کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ان سے روپیہ نکالا گیا اور اگر اب 35 ڈالر فی بیرل کا فرق پڑ گیا ہے تو عوام کی جیبوں میں دوبارہ واپس ڈال کیوں نہیں دیا جاتا؟ میں یہ چاہوں گا اور میری یہ تجویز ہے کہ اس ایوان سے ایک قرارداد پاس کی جائے کہ جب تیل بڑھایا جاتا ہے تو یہ ہم صحیح سمجھتے ہیں کہ قیمتیں بڑھانے کا مرکزی حکومت کو حق ہے۔ مرکزی حکومت تو کہتی ہے کہ ہم تو مہنگا خرید رہے ہیں اور ہم آپ کو مہنگا دیں گے لیکن یہ قرارداد پاس کی جائے کہ اگر آپ سستا خرید رہے ہیں تو اب سستا دیجئے گا۔

جناب چیئر مین! اب صورتحال یہ ہو چکی ہے کہ ٹریکٹرز بند ہیں، پیٹر انجن خشک ہو چکے ہیں اور زرعی شعبے کی بہت بُری صورتحال ہے اور اس کے لئے اگر یہ نہ کیا گیا تو آنے والے دنوں میں کسانوں کے لئے اپنا bread & butter چلانے کے لئے کام کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ کیوں ہو رہا ہے، یہ سب کیوں ہو رہا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت عوام کو ریلیف دینے میں بہت زیادہ کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ انہوں نے پچھلے دنوں اپنی ترجیحات بدل رکھی ہیں اور اب اگر وہ اپنے ٹارگٹ یعنی حصول اقتدار کو ایک مطلق العنانی میں بدلنے میں کامیابی کے قریب ہیں تو لوگوں کی طرف تھوڑی سی توجہ دیں۔ حکومت کا مجھے کوئی میکانزم صوبہ پنجاب میں نظر نہیں آ رہا۔ یہاں پر سب سے بُری بات یہ ہوئی ہے کہ پچھلے پانچ سال تک یہ کیسے کنٹرول رہا کہ 60 روپے کا ڈالر تھا تو 60 روپے کا ہی پانچ سال رہا اور اگر دوسری اشیاء کی قیمتیں تھیں وہ وہیں کی وہیں کیسے رہیں؟ three tiers of government تھے۔۔۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: محترمہ! تشریف رکھیں۔ انہیں بات کرنے دیں۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین) جناب چیئر مین! سیاست ایک سنجیدہ عمل ہے اس کو اس طرح نہ لیا جائے اور آپ اس مزاج کو چھوڑیں کہ جس سسٹم کے تحت ہماری یہ بہنیں اور وہ بہنیں آئی ہیں اور اسی سسٹم کی اسی شاخ پر بیٹھ کر کاٹنے کا عمل جاری کیا ہوا ہے۔ آپ کا مزاج تو تھوڑا سا جمہوری ہونے میں وقت لگے گا، بن جائے گا۔ اگر وہ سسٹم نہ ہوتا تو آج آپ یہاں نہ بیٹھی ہوتیں۔ اگر اس

نظام کو آپ نے قبول کیا ہے تو یہاں آئی ہیں۔ قبول کر کے فارم fill کئے تھے اور قبول کر کے ہی انگوٹھے لگائے تھے۔

جناب چیئرمین: میں گزارش کروں گا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کی بات بڑے تحمل سے سنی جائے۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین) جناب چیئرمین! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ three tiers of government تھے جو کہ وفاقی، صوبائی اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹس یہ ایک god father کی طرح بیٹھ کر سایہ اوپر بن کے جوان کو independence of district governments تھی، انہوں نے ان کو دیا ہوا تھا اور ضلعی حکومتوں نے بہت احسن طریقے سے قیمتوں کو قابو میں رکھا۔ کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی، کوئی روٹیاں گلے میں ڈال کر جلوس نہیں نکالتا تھا، کوئی ٹماٹر کے لئے ہماری بہنیں، مائیں تڑپتی نہیں پھرتی تھیں، کوئی آٹے کے لئے لائنوں میں نہیں لگتا تھا۔ اب انہوں نے اپنی انا کا مسئلہ بناتے ہوئے اس سسٹم کو de system کرنے کے لئے ایک نیا سسٹم لانے کا سوچا ہے اور اکثر بیانات بھی آتے رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں نہایت ادب سے آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟ ایک ایسا سسٹم جو Lord Clive لے کر آیا 1887 کی سراج الدولہ کی defeat کے بعد اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے اس کی آخری نوک پلک سنواری۔ اس سسٹم کو de system کیا گیا۔ 150 سال کے بعد وہ کلکٹر یہاں پر مرا۔ اس کلکٹر نے 150 سال زندگی پائی جو کہ گورے کی طرح نیکر پہن کر کھلی کچہریاں کرتا تھا۔ وہ وہاں سے گیا۔ اب یہ کہتے ہیں کہ مجسٹریسی دوبارہ لے کر آنی ہے۔ گورے کے گھوڑوں کو مالش کرنے والوں نے یہاں جو زمینیں لی ہیں آج وہ پھر بھی یہاں پر کسی نہ کسی طریقے سے آجاتے ہیں اور آکر اس کو دوبارہ لانے کی کوشش میں ہیں۔ کرسی نشینوں کی جو سوچ ہے، اس کو ختم کیا جائے جو کہ اخباروں کو بھی اپنا ماتحت سمجھتے تھے، جو کہ کسانوں کو بھی اپنا ماتحت سمجھتے تھے، مزدوروں کو بھی اپنا ماتحت سمجھتے تھے حتیٰ کہ اسمبلی ممبران کو بھی اپنا ماتحت سمجھتے تھے۔ وہ ختم ہو چکے ہیں اور اس سسٹم کو de system کرنے کی جو کوشش کی جا رہی ہے تو third tiers of government کو بالکل نہ چھیڑا جائے۔ جو اب چھیڑا جا رہا ہے اس سے اتنی زیادہ برائیاں ابھر کر سامنے آئیں گی کہ آج جو آٹا 40 روپے کلو میں بھی لوگوں کو نہیں مل رہا، ناپید ہو جائے گا۔ آپ اس وقت کو لے کر آ رہے ہیں۔ آپ 1974 کو یہاں پر لے کر آ رہے ہیں۔ جب اپنے چہیتوں کو پرمٹ

دیئے گئے، کارڈ دیئے گئے اور یہ کارڈ کس کے پاس گئے تھے؟ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلی گورنمنٹ نے Price Control Consumer Court بنانے کا ایک بل بنایا تھا اس پر عمل کیا جائے اگر اس پر عمل نہیں کرنا چاہتے تو آپ نے اس دفعہ بجٹ میں Price Control Board بنانے کا اعلان کیا ہے۔ یہ ایک اچھا قدم ہے جو آپ کی حکومت نے کیا ہے اس پر عملدرآمد کیا جائے ہم اس کو سراہیں گے کیونکہ یہ ہمارے اس بل کی continuity ہے جو ہم نے Consumer Court کے طور پر دیا تھا۔ میں یہاں پر یہ گزارش کرتا ہوں کہ economy ڈوبی کس طرح ہے؟ ایک فیڈرل گورنمنٹ کا منسٹر، آج منسٹر صاحب نے اس کو صحیح point out کیا ہے کہ ہماری مجبوریاں ہیں کہ economy ایک turmoil میں آ گئی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ وہاں ایک منسٹر صاحب تھے جنہوں نے ایک statement دی کالیاں کنانیاں پر بات کرنے کے بعد 61 روپے کا ڈالر بک رہا تھا اور یہ سٹوریاں اخباروں میں چھپ بھی چکی ہیں کہ "سٹیٹ بنک تباہ ہو چکا ہے" گورنر سٹیٹ بنک بیٹھی دو دن تک تڑپتی رہی اس کا بیان ہی نہیں چھپنے دیا۔ جب ایک فیڈرل گورنمنٹ کا منسٹر کہتا ہے کہ سٹیٹ بنک بیٹھ گیا ہے تو ڈالر کی قیمت اس طرح اوپر اٹھی ہے لیکن اس سے چھ دن پہلے کالیاں کنانیاں اور دوسری کمپنیوں نے تمام ڈالر خرید لیا تھا۔ یکدم جب ڈالر 68 روپے کا ہوا اور جو فرق 61 اور 68 کا تھا وہ تقریباً 90 بلین ڈالر کا فرق تھا وہ کس کس کو کمیشن گیا؟ اسی وجہ سے economy ایسی بیٹھی ہے جو آج تک نہیں اٹھ سکی۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اسحاق ڈار نے ایک statement دی کہ ہم سٹاک مارکیٹ پر ٹیکس لگائیں گے۔ سٹاک مارکیٹ crash کر گئی اور تین سو کچھ بلین ڈالر کا نقصان ہوا۔ اگلے دن ہی جب وہ crash کر گیا تو انتظار بھی نہیں کیا اور 48 گھنٹے کے بعد کہہ دیا کہ ہم ٹیکس نہیں لگا رہے ہیں۔ یہ چیزیں ہیں ساری سوداکاری کی۔ عوام کو سوداکاری سے نکالا جائے اور اس قوم پر دھیان کیا جائے یہ بہت تڑپ چکی۔ اس قوم نے 1988 سے لے کر 1999 تک ایک political musical chair دیکھی ہے 18 مہینے کے بعد اسمبلی ٹوٹتی رہی ہے اور یہ دونوں پارٹیاں جو اس وقت یہاں اکٹھی بیٹھی ہوئی ہیں انہوں نے گھروں میں دیواریں ڈلوادیں، انہوں نے باپ سے بیٹے کا گریبان پکڑوا دیا۔ یہ اس وقت عوام کے ساتھ سازش کر رہے تھے یا آج کر رہے ہیں اور اکٹھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ خدا کے لئے انہیں دوبارہ نہ لڑاؤ اور ان ایوانوں کا تقدس بحال رکھو۔ میں گزارش کروں گا کہ کوئی مشکل بات نہیں ہے آج آپ ایک قرارداد ضرور لے کر آئیے گا تاکہ کسان کا ٹریکٹر چل سکے، پیٹر انجن چل سکے۔ تیل کی قیمت 147 ڈالر سے 111 ڈالر پر آ گئی ہے یہ فرق نکال دیجئے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہاں

ہمارے منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ سب کچھ ہے، ہم مانتے ہیں۔ ہمارا اثاثہ یہاں کے عوام ہیں، ہمارا اثاثہ یہاں کے محنت کش ہیں۔ جب 1952 میں گندم import ہوئی تھی اس وقت 5 دریا تھے اور اس خطے میں صرف تین کروڑ لوگ بستے تھے آج 16 کروڑ بستے ہیں اور دریا ہمارے پاس صرف 3 ہیں پھر بھی گندم پوری کرتے ہیں ہمارے پاس ایسے کسان ہیں۔ لیکن دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود یہ کہا جا سکتا ہے کہ سب کچھ ہے لیکن صرف یہ ہے کہ نہروں میں پانی نہیں ہے، تاروں میں بجلی نہیں ہے، تھانوں میں انصاف نہیں ہے، کھیتوں میں کھاد نہیں ہے اور پیٹ میں آٹا نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ کہوں گا کہ لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ان پانچ مہینوں میں اس قدر انحطاط آیا کہ کہنے سے یہ رکے گا نہیں اس کے لئے کچھ کرنا پڑے گا۔ لیکن ہم کہہ چکے ہیں اور کہتے ہیں ہم آپ کو suggestions دیں گے اور rules کو amend کرنے میں بھی آپ کا ساتھ دیں گے ویسے بھی آپ کا ساتھ دیں گے لیکن ایک کام نہیں ہونے دیں گے کہ اس صوبے کا مقدر ڈاکے، ناکے اور فاقے نہیں ہونے دیں گے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن لیڈر کا ایک پوائنٹ بڑا valid ہے کہ عالمی منڈی میں جب تیل کی قیمتیں اوپر جاتی ہیں تو ہمارا یہاں پٹرول اور ڈیزل بڑھا دیا جاتا ہے اور اگر کم ہوتی ہیں تو کم از کم ہمیں بھی کم کرنی چاہیئں۔ میں حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ فیڈرل گورنمنٹ کو یہ request ضرور بھیجیں کہ لوگوں کے اندر سنجیدگی سے اس بات کو سوچیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیے!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب چیئرمین! یہاں لیڈر آف دی اپوزیشن تقریر فرما رہے تھے انہوں نے میرے بارے میں بات کی کہ مجھے training لینی چاہئے۔ I am proud of M.M.A انہوں نے میری جماعت کے اراکین کا نام لیا۔ میں خوش ہو رہا تھا کہ یہ خود مانتے ہیں ہماری پارٹی کے ایسے منجھے ہوئے سیاستدان اس اسمبلی میں موجود تھے جو مجھے training دے سکتے ہیں لیکن اس وقت میں ایک بات سوچ رہا تھا کہ قائد حزب اختلاف صاحب سے میں کیا کہوں کہ یہ کس سے training لیں کیونکہ نہ تو ان کا کوئی ساتھی کبھی اپوزیشن میں رہا ہے اور نہ انہوں نے کبھی اپوزیشن دیکھی ہے کیونکہ جو بھی حکومت بنی یہ ہمیشہ اسی حکومت کے ساتھی بنے، چاہے وہ کسی ڈکٹیٹر کی حکومت

تھی، چاہے وہ کسی آمر کی حکومت تھی۔ اس وقت بھی ان کے ساتھیوں میں ایک اضطراب پایا جاتا ہے کہ قائد حزب اختلاف صاحب کوئی موقع جانے نہیں دیتے اور ان کے ممبران میں یہ اضطراب پایا جاتا ہے کہ ہمارا کیسا قائد حزب اختلاف ہے جو کوئی موقع سپیکر کی خوشامد کا نہیں جانے دیتا، جو کوئی موقع گورنمنٹ کو مکھن لگانے کا نہیں جانے دیتا۔

جناب چیئرمین: شکریہ، آپ بیٹھ جائیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں speech کر رہا ہوں میں بھی پارلیمانی لیڈر ہوں۔

جناب چیئرمین: نہیں، آپ کو تقریر کی اجازت نہیں ہے براہ مہربانی تشریف رکھیں آپ نے اپنا point of view بتا دیا ہے۔

جناب چیئرمین: اب میں چودھری جاوید احمد سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! شکریہ۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: چودھری جاوید صاحب! ایک منٹ ذرا لیڈر آف دی اپوزیشن بات کرنا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب چیئرمین! میں تو باہر نکل رہا تھا۔ میرے بھائی بہت ہی عزیز ہیں انہوں نے جو بھی کہا وہ سر آنکھوں پر۔ میں اس لئے واپس آگیا کہ بعد میں انہوں نے یہ آخری فقرہ کہنا تھا کہ میری بات سننے سے پہلے بھاگ گیا۔ میں گزارش کروں کہ there is very thin line between respect and flattery میں respect دیتا ہوں اور flattery جو ہوتی ہے وہ میں بتا دوں گا کہ وہ کیا ہوتی ہے۔ میری بات سن لیجئے گا انہوں نے کہا کہ میں کبھی اپوزیشن میں نہیں رہا۔ میں نے اپنی زندگی کی سیاست اپوزیشن سے شروع کی تھی میں 1988 میں اپوزیشن میں تھا اور ڈپٹی سپیکر کا میں یہاں پر candidate تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے ان کے ہی لوگوں کی تعریف کی ہے یہ اپنے ہی لیڈروں کی تعریف برداشت نہیں کر پاتے۔

جناب چیئرمین: جی، چودھری جاوید احمد!

چودھری ندیم خادم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: نہیں، میں نے floor چودھری جاوید احمد کو دیا ہے۔ آپ kindly ان کی تقریر کے بعد بات کر لیں۔

چودھری ندیم خادم: جناب چیئرمین! میرا نمبر پہلا ہے میں پہلے بات کرنا چاہتا ہوں آپ پہلے مجھے floor دیں۔

جناب چیئرمین: جناب! مجھے جو نمبر ملا ہے میں اس کے مطابق وقت دے رہا ہوں۔ اچھا اس کے بعد دیکھ لیتے ہیں اب آپ تشریف رکھیں میں نے انہیں floor دے دیا ہے اس کے بعد میں سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیتا ہوں، پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری ندیم خادم: اگر آپ میری بات نہیں سنتے تو پھر میں واک آؤٹ کر کے جا رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر چودھری ندیم خادم ہاؤس سے واک آؤٹ کر گئے)

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں سب سے پہلے اپنی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس انتہائی اہم موضوع پر آج کے اجلاس میں۔۔۔

جناب چیئرمین: میں جناب آجاسم شریف سے درخواست کروں گا کہ وہ معزز ممبر کو ہاؤس میں لے کر آئیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! اشیاء کی رسد اور قیمتوں کے معاملے پر یہ بحث کا دن رکھا اور اس انتہائی اہم معاملے پر ہماری حکومت نے اپوزیشن سے بھی تجاویز لیں۔ ابھی اپوزیشن لیڈر جناب چودھری ظہیر الدین بات کر رہے تھے تو میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بہت سی باتیں کیں جن میں سیاسی پہلو زیادہ تھے لیکن practically کوئی ایسی تجویز سامنے نہیں لا سکے جس سے ہمارے ان مسائل کی نشاندہی ہوتی اور ان کا حل تجویز کیا جاتا۔

(اس مرحلہ پر جناب محمد آجاسم شریف چودھری ندیم خادم
کو ہاؤس میں لے آئے)

میں سمجھتا ہوں کہ پہلے اشیائے ضروریہ کی نشاندہی ہونی چاہئے کہ وہ کیا کیا ہیں؟ میرے نقطہ نظر سے اشیائے ضروریہ میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ہم زراعت سے پیدا کرتے ہیں اور چند ایک چیزیں ایسی ہیں جو ہم import کرتے۔ مثلاً edible oil کی زیادہ سے زیادہ مقدار import ہوتی ہے، امپورٹ کے اثرات اپنی جگہ پر لیکن ہمیں مقامی سطح پر اس کی پیداوار بڑھانے کے لئے کچھ سوچنا چاہئے کہ ہم

edible oil کو ملکی سطح پر کس طرح بڑھا سکتے ہیں ؟ دوسری بات اشیائے ضروریہ میں جو ہم locally زراعت سے پیدا کرتے ہیں، پنجاب الحمد للہ اپنی ضرورت سے کہیں زیادہ گندم پیدا کرتا ہے۔ملک کی 80 فیصد گندم پنجاب میں پیدا ہوتی ہے،، ملک کی کپاس 80 فیصد سے زیادہ پنجاب میں پیدا ہوتی ہے ملک کا چاول 60 فیصد سے زیادہ پنجاب میں پیدا ہوتا ہے لیکن پنجاب میں یہ جو قیمتوں کی سطح ہے یہ کہیں سے کہیں جا پہنچیں اس میں بہت سی بد عملیاں ہیں ہماری بیوروکریسی کی ، گزشتہ حکومتوں کی، جن کی وجہ سے وہ پہلو جو ابھی تک عوام تک نہیں پہنچے کہ جس کی وجہ سے سیاسی طور پر اپنے الیکشن کو جیتنے کے لئے subsidy دے کر عارضی طور پر قیمتوں کو ایک جگہ پر منجمد رکھا جس کے اثرات نئی منتخب ہونے والی حکومت پر پڑے اور ایک دم سے مہنگائی کا سیلاب آگیا،اس مہنگائی کو ہم کس طرح سے کنٹرول کر سکتے ہیں؟اس میں ہمیں رسد کو بڑھانے کی ضرورت ہے، رسد کیسے بڑھے گی ؟جب ہم زرعی پیداوار کو بڑھائیں گے یا اس کو اچھی طرح سے manage کر کے اپنی منڈیوں تک لائیں گے اس کے لئے ہمیں اگر رسد کا کوئی سسٹم وضع کرنا ہے جو کہ حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ یہاں پر بیٹھ کر ہم سب کی بھی ذمہ داری ہے کہ ہم نہ صرف پالیسی بنائیں بلکہ ایسا نظام وضع کریں جو ان چیزوں کی پیداوار بڑھا سکے اور پیداوار جب بڑھ جاتی ہے تو ان کو منڈیوں تک لا کر اور ان کا مارکیٹنگ سسٹم ایسا ہو جس سے لوگوں میں آسانیاں پیدا ہوں، معاشرے میں مہنگائی پیدا نہ ہو بلکہ اگر کہیں کوئی گڑ بڑ ہوتی ہے یا کمی بیشی ہوتی ہے تو اس کو کنٹرول کیا جا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاں جب پیداوار زیادہ ہو جاتی ہے تو ہمارا کسان اپنی اشیاء اٹھا کر دربدر ٹھوکریں کھاتا ہے۔اس کا خریدار نہیں ملتا۔

(اذان مغرب)

جناب چیئرمین : میرے پاس مقررین کی بہت لمبی فہرست ہے اس لئے ہر مقرر کا پانچ منٹ ٹائم مقرر کیا جاتا ہے میں گزارش کروں گا کہ اس کے اندر wind up کریں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز:جناب سپیکر! خواتین کو بھی موقع دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر! مہربانی کر کے کم از کم مغرب کی نماز کے لئے وقفہ کر دیا کریں کیونکہ باقی نمازیں تو دس ،پندرہ منٹ یا آدھ گھنٹہ آگے پیچھے کر کے پڑھ سکتے ہیں مگر مغرب کی نماز کا وقت محدود ہوتا ہے تو جس وقت مغرب کی اذان ہو تو مہربانی کر کے اس وقت مغرب کی نماز کے لئے break کر دیا کریں۔

جناب چیئرمین: پندرہ منٹ کے لئے مغرب کی نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے
ہاؤس کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(مغرب کے بعد جناب چیئرمین میاں یاور زمان 8 بج کر 20 منٹ
پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، چودھری جاوید صاحب!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہمیں بھی کبھی موقع دے دیا کریں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ کیا موقع لینا چاہتی ہیں؟ اب بحث ہو رہی ہے جب آپ کی turn آئے گی تو پھر موقع دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ آپ نے کوئی بات کرنی ہے تو بتائیے!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جی ہاں! میں نے بڑی ضروری بات کہنی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: بہت شکریہ۔ جناب والا! ہمارے ملک میں برما سے مچھلی import ہو رہی ہے جو کہ انتہائی ناقص ہے اور اس میں mercury contents بھی بہت زیادہ ہیں۔ یہ مچھلی 70 روپے کلو میں فروخت ہو رہی ہے جبکہ ہماری اپنی مچھلی 120 روپے کلو کے حساب سے مل رہی ہے۔ مچھلی chicken سے بہت بہتر food ہے۔ پابندی کی وجہ سے ہماری مچھلی ملک سے باہر نہیں جا رہی بلکہ واپس آکر لاہور یا دوسرے شہروں میں فروخت ہو رہی ہے۔ تو اس صورتحال میں برما کی مچھلی کی کیا ضرورت ہے، یہ کون لوگ لا رہے ہیں؟ وزیر صاحب یہ بتائیں کہ کیا اس کی روک تھام کی جا سکتی ہے؟

جناب چیئرمین: آپ کا point of view آگیا ہے، اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ ہمیں رسد کو بڑھانے کے سلسلے میں زراعت پر توجہ دینی چاہئے اور ساتھ ہی marketing system کو بہتر کرنا چاہئے۔ middleman جو لوٹ مار کرتا ہے اس کو روکنا چاہئے اور ہمیں ایسا نظام وضع کرنا چاہئے کہ جس سے ہمارے معاشرے، ملک یا صوبے میں اشیاء خوردنی یا اشیاء ضروریہ کی کمی واقع نہ ہو۔ ہمارا

ملک ایک زرعی ملک ہے، زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے لہذا اس پر بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس کی inputs کو سستا کرنے کی ضرورت ہے جس میں بجلی، زرعی ادویات، تیل یا دیگر اشیاء شامل ہیں۔ ان ساری چیزوں کو سستا کر کے ہم زراعت کو ترقی دے سکتے ہیں۔ جس سے نہ صرف کسان خوشحال ہوگا بلکہ ہم زرعی اشیاء کی export سے اربوں ڈالر کما سکتے ہیں۔

جناب والا! میں یہاں پر ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں اور توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں اشیاء ضروریہ میں سے محکمہ خوراک صرف اور صرف گندم کا خریدار ہے۔ یہ اس پر اپنا منافع رکھ کر، اپنا ایک margin رکھ کر ملوں کو supply دیتے ہیں۔ انھوں نے اس کے لئے ایک mechanism بنایا ہوا ہے جو کہ انتہائی فرسودہ ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ باقی ضروری اشیاء کی procurement، ان کی رسد و سپلائی کے نظام کو بھی محکمہ خوراک کے ماتحت کر دیا جائے تاکہ دالیں، سبزیاں اور باقی اشیاء بھی اس محکمہ کے کنٹرول میں آ جائیں۔ اس طرح تمام اشیاء کے بارے میں ایک ہی محکمہ اچھے طریقے سے manage کرتے ہوئے بہتر فیصلے کر سکے گا۔ زرعی پیداوار محکمہ زراعت کے کنٹرول میں آتی ہے۔ زرعی ادویات یا فصلوں کا خیال محکمہ زراعت رکھتا ہے جبکہ محکمہ خوراک صرف اور صرف گندم خرید کر بیٹھ جاتا ہے اور پورا سال اس کی سپلائی کرتے ہوئے اپنے طریق کار میں مگن رہتا ہے۔

جناب والا! میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمیں magistracy نظام کی بجائے کوئی اور نظام وضع کرتے ہوئے قیمتوں پر کنٹرول رکھنا چاہئے۔ بیوروکریسی اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرتی ہے اس کی بھی روک تھام ہونی چاہئے۔ بیوروکریٹس یہ تو کرتے ہیں کہ کبھی کسی دکاندار کو پکڑ کر اندر کر دیتے ہیں، کبھی زرعی ادویات فروخت کرنے والے ڈیلر کو پکڑ لیتے ہیں لیکن ان اشیاء کی رسد اور سپلائی کے لئے وہ کوئی ذمہ داری نہیں لیتے کہ کس طرح سے یہ ممکن بنائیں کہ تمام ضروری اشیاء بروقت مہیا ہو سکیں۔ کھاد، بجلی، پانی یا دیگر inputs کی سپلائی یونین کونسل کی سطح پر ممکن بنائی جائے۔ جب تک ہم کوئی ایسا نظام وضع نہیں کریں گے اس وقت تک ان چیزوں پر کنٹرول کرنا انتہائی مشکل ہوگا۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ ایک اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں بہت سے ذخیرہ اندوز پیدا ہو گئے ہیں جو ہمارے کسانوں اور شہریوں کا استحصال کرتے ہیں۔ ہمیں اس مافیا کو کنٹرول کرنے کے لئے کوئی ایسا نظام وضع کرنا ہوگا کہ یہ لوگ ذخیرہ اندوزی نہ کر سکیں اور عوام کو ان کی ضرورت کی تمام چیزیں ہر وقت میسر ہوں۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے

ہاں خوردنی تیل اس وقت پرانے نرخوں پر فروخت کیا جا رہا ہے۔ آج سے تین چار ہفتے پہلے بین الاقوامی مارکیٹ میں اس کی قیمت 1500 ڈالر فی ٹن تھی۔ اب وہ ایک ہزار ڈالر فی ٹن پر آ چکی ہے۔ 500 ڈالر کا فرق آ گیا ہے لیکن ہمارے manufacturers نے اس نسبت سے اس میں کمی نہیں کی بلکہ انھوں نے صرف کنستر پر قیمتوں میں تھوڑی سی کمی کی ہے۔ یہ کمی pass on ہونی چاہئے تھی، یہ کمی trickle down ہونی چاہئے تھی۔ جونہی باہر قیمتیں بڑھتی ہیں تو یہاں پر بڑھا دی جاتی ہیں لیکن جب کم ہوتی ہیں تو یہاں پر کمی نہیں کی جاتی۔ یہ پاکستان اور خصوصاً صوبہ پنجاب میں ایک بڑا غلط trend چل پڑا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ہماری نئی حکومت، ہمارے نئے وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف صاحب کی good administration and good governance سے معاشرے میں بہتری آئے گی۔

جناب والا! ہمیں نظام کو بہتر بنانا ہوگا تاکہ آئندہ یہ مسائل پیدا نہ ہوں۔ یہ مسائل کیوں پیدا ہوتے ہیں؟ جب کوئی چیز ہمارے ملک میں وافر پیدا ہو جاتی ہے تو اسے بیچنے کے لئے در بدر ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں لیکن جب پیداوار کم ہوتی ہے تو مافیا کے لوگ shortage پیدا کر کے اس کو مزید مہنگا کر دیتے ہیں۔ یہ multiple factors ہیں ہمیں ان کو کنٹرول کر کے اپنے ملک، معاشرے اور خصوصاً صوبہ پنجاب میں اشیائے خوردنی اور اشیائے ضروریہ کی قیمتوں کو کنٹرول کرنا ہے۔ بیوروکریسی کو اختیارات دیں لیکن ساتھ ساتھ انھیں یہ ذمہ داری بھی دیں کہ اگر آپ کے ضلع میں کوئی چیز ناجائز منافع لے کر بیچی جا رہی ہے یا ناجائز طور پر store کی گئی ہے تو اس کی بیخ کنی کریں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے محکمہ خوراک کو صرف گندم کی حد تک محدود نہیں رکھنا چاہئے بلکہ ان کے پاس یہ ریکارڈ ہونا چاہئے کہ اس صوبے میں اشیائے ضروریہ کی کتنی کتنی ضرورت ہے اور کون کون سی چیزیں پیدا ہو رہی ہیں۔ جب تک ہم ان چیزوں کا آپس میں ربط اور توازن پیدا نہیں کریں گے اس وقت تک ہماری کوئی منصوبہ بندی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ یہ adhoc کی بنیاد پر تو چل سکتا ہے کہ کبھی کسی چیز کی shortage ہوئی تو فوری طور پر منگوا لیں۔ میرے محترم بھائی چودھری ظہیر الدین صاحب جب بات کر رہے تھے تو انھوں نے ٹماٹروں کا ذکر بھی کیا۔ مجھے یاد ہے کہ پچھلے دور میں یہ روایت پڑی کہ ہم انڈیا سے ٹماٹر منگواتے رہے۔ زرعی ملک اور زرعی صوبہ ہونے کے ناتے میں سمجھتا ہوں کہ ہم اگر latest technology کو اپنائیں، اپنے پانی کو بہتر استعمال میں لے آئیں تو پیداوار بہت زیادہ بڑھائی جا سکتی ہے جو کہ نہ صرف ہماری ضرورت کے لئے کافی ہو گی بلکہ ہم

دوسرے ممالک کو export کر کے اربوں ڈالر کما سکتے ہیں اور اپنے معاشرے سے بے روزگاری کو بھی ختم کر سکتے ہیں۔ اس طرح صوبہ پنجاب سب سے زیادہ خوشحال ترین صوبہ بن سکتا ہے جس میں tunnel technology ہے، green houses ہیں لیکن ہم ابھی تک hybrid بیج پیدا نہیں کر سکے جن کی پیداوار زیادہ ہے۔ ہمارے جو research institutes ہیں ان کو reform کیا جائے، ان کو result oriented بنائیں تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ پیداوار دینے والے لوکل بیج پیدا کر کے دیں۔ آج کل مکئی کی فصل ہے اگر مکئی کی export شروع نہ ہوتی تو یہ بھی معاشی طور پر کسانوں کا استحصال ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا mechanism وضع کیا جائے جس سے آئندہ کوئی مافیا ہمارے کسانوں اور شہریوں کا استحصال نہ کر سکے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اس discussion کے بعد ایسا لائحہ عمل وضع کیا جائے گا جس سے آئندہ یہ مسائل پیدا نہیں ہوں گے۔ ہمیں ایک دوسرے پر ذمہ داریاں ڈالنے کی بجائے اب نئی سوچ کو آگے بڑھانا ہے۔ ہمیں ان مسائل کو face کرتے ہوئے حل کرنا ہے۔ اپنے عوام کے لئے آسانیاں پیدا کرنی ہیں اور مجھے پورا یقین ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف صاحب کی قیادت میں یہ مخلوط حکومت انشاء اللہ نہ صرف ان مسائل پر قابو پائے گی بلکہ ان کو بہت جلد حل بھی کرے گی۔ بہت شکریہ

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے آپ کو بطور چیئرمین فرائض منصبی ادا کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں اور گزارش کروں گا کہ اگر آپ کو gown allow ہے تو وہ بھی پہن لیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ خواجہ صاحب! چیئرمین کو gown allow نہیں ہے۔ یہ صرف سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے لئے ہوتا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں ایک نہایت اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہمارے فیصل آباد کے علاقہ کھر ڑیانوالہ میں کپڑے کی ایک مل "کمال فیبر کس" ہے۔ جس کے مالک قادیانی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! جس طرح بزنس چل رہا ہے اسی طرح نہ چلیں۔

جناب چیئر مین: آپ تشریف رکھیں میں نے انہیں floor دیا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: تو اس فیکٹری نے ایک bed sheet تیار کی ہے جس میں printing کا کام کیا گیا ہے اور اس میں واضح طور پر "محمد" کا نام print کیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ قادیانیوں نے واضح طور پر حضور صلی اللہ صلیہ وسلم کی توہین کرنے کے لئے یہ ناپاک کوشش کی ہے اور سازش کی ہے۔ کل فیصل آباد میں اس کے خلاف بڑے احتجاج بھی ہوئے ہیں اور رات کو جلسہ بھی ہوا ہے۔

جناب چیئر مین: میں وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ ان کی بات کو غور سے سنیں آپ نے ان کی بات کا جواب بھی دینا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کل جڑانوالہ میں جلوس بھی نکالے گئے ہیں اور فیصل آباد میں رات ایک بہت بڑا جلسہ ہوا وہاں پر بھی احتجاج ہوا۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ وہاں کھر ڑیانوالہ کے مسلمان جو ہیں وہ احتجاج کر رہے ہیں اور وہ مطالبہ کرتے ہیں کہ فوری طور پر اس مل کے اوپر پابندی لگائی جائے اور انہوں نے یہ جو ناپاک سازش کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پرنٹ کرنے کی، اس کی پاداش میں ان کو black list کیا جائے۔

جناب چیئر مین: اجلاس کا وقت آدھے گھنٹے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: اور اس کپڑے کو ضبط کیا جائے اور جن لوگوں نے جو ناپاک سازش کی ہے ان کے خلاف بھی قانونی کارروائی ہونی چاہئے۔ ہماری منسٹری کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ میں اس کپڑے کا ایک sample بھی لے کر آیا ہوں اور میں کمیٹی کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب چیئر مین: جناب وزیر ایکسائز ٹیکسیشن!

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی:

(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! کیا فرمایا ہے؟

جناب چیئرمین: انہوں نے جو بات کی ہے اس کا جواب دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی:
(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! اگر وہ repeat کر دیں تو بہتر ہوگا۔

جناب چیئرمین: آپ دوبارہ سنا دیں ان کی توجہ نہیں تھی۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی:
(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں وزیر خوراک سے ایک اہم مسئلے پر بات کر رہا تھا۔

جناب چیئرمین: چلیں اب آپ ان کی بات سن لیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ یہ نہایت ہی اہم ترین مسئلہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان آپ کی عظمت ہمارے ہر مسئلے سے بالاتر ہے۔ کھرڑیانوالہ کی ایک فیکٹری ہے کمال فیبر کس اس کا نام ہے جس کے مالک قادیانی ہیں۔ انہوں نے ایک کپڑا تیار کیا ہے جس کے اوپر printing کی گئی ہے اور پھولوں کے اندر "محمد" کا نام print کیا گیا ہے اور اگر اس کو الٹ کر دیکھا جائے تو واضح طور پر "محمد" کا لفظ پڑھا جاتا ہے جس پر کل پرسوں سے فیصل آباد میں کھرڑیانوالہ کے مقام پر احتجاج ہو رہا ہے۔ وہاں پر مسلمان اس فیکٹری کو آگ بھی لگانا چاہتے تھے لیکن وہاں کے لوگوں نے انہیں سمجھایا ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نہایت حساس مسئلہ ہے قبل اس کے کہ یہ کوئی گھمبیر شکل اختیار کر جائے ہماری حکومت کو اس پر نوٹس لینا چاہئے۔ میں اس کپڑے کا ایک sample لے کر آیا ہوں۔ اگر آپ اس کے لئے کوئی تحقیقاتی کمیٹی بناتے ہیں تو میں وہ sapmle پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، وزیر ایکسائز و ٹیکسیشن!

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی:
(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! یہ جو فاضل رکن نے مسئلہ بیان کیا ہے یہ میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اس وقت جو ہمارا موضوع بحث ہے وہ مہنگائی کے حوالے سے تھا مگر یہ ایک انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ اس پر میں گزارش یہ کروں گا کہ ہمارے وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان جو ہیں ان کو یہ take up matter کرنے کے لئے دیا جائے اور میں فاضل رکن سے یہ

درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں وہ اس کپڑے کا sample بھی مہیا کریں اور اس مسئلے پر حکومتی level پر۔۔۔

جناب چیئرمین: میں معزز رکن سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں کوئی تحریک التوائے کار وغیرہ لے آئیں تاکہ حکومت اسے take up کر سکے۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی:
(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی بالکل۔ آپ اگر اس پر تحریک التوائے کار سوموار کو پیش کر دیں تو جناب چیئرمین یا سپیکر صاحب اس کو out of turn اس تحریک التوائے کار کو take up کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ تحریک التوائے کار لے آئیں تو اس کا حکومت properly جواب دے گی۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی:
(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ٹھیک ہے۔ بے شک اس کو out of turn take up کر لیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! میں بھی اس سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! مولانا الیاس چنیوٹی ہمارے معزز رکن اور رہنما ہیں۔ حقائق یہ ہیں کہ ایک تو مل کے جو مالک ہیں وہ قادیانی نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ بات بھی ان کی بالکل ٹھیک ہے کہ اس پرنٹ کی مشابہت "محمد" سے ہے۔ میں انہیں پورے یقین سے اس floor پر کہہ رہا ہوں کہ کہ وہ اللہ کے فضل و کرم سے مسلمان ہیں اور جتنے ہم لوگ اپنے مذہب اسلام سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے جذباتی ہیں اتنے ہی وہ بھی لوگ جذباتی ہیں۔ بدقسمتی سے یہ پاکستان میں پہلا واقعہ نہیں ہے اس سے پہلے بھی بیسیوں دفعہ ایسا ہوا ہے۔ وہ جو کمپیوٹر پر سکرین بنتی ہے وہ بدقسمتی سے کسی نہ کسی چیز کا شائبہ بن جاتی ہے۔ اس سے پہلے پنجاب، کراچی، فیصل آباد اور کھرڑیانوالہ میں بھی ایسے دو تین واقعات ہو چکے ہیں۔ اب ہوا یہ ہے کہ اس کو اگر الٹ کر کے کمپیوٹر میں چیک کریں گے تو وہ "محمد" بنتا ہے۔ ویسے ان کی نیت تھی اور نہ ہی اس میں کوئی malafide intention ہے اور نہ ہی اس میں کوئی بدنیتی ہے۔ بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب انہیں اس بات کا تھوڑا سا احساس ہوا تو

انہوں نے خود ہی رضاکارانہ طور پر اپنا سارا کیپڑا ضائع کر دیا تھا جو کہ لاکھوں روپے مالیت کا تھا۔ میں یہ بھی پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ وہ نہ تو اس بات پر standکریں گے بلکہ معذرت بھی کریں گے کہ ہم نے جو کیا اس میں ہماری کوئی بدنیتی نہیں ہے یا خدانخواستہ نعوذ باللہ ان کے ذہن میں یہ ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی گستاخی کرنی ہے۔ یہ بات ایک حقیقت اور مسلمہ ہے۔ ہاں! اس میں ایک بات ہو سکتی ہے کہ چونکہ کمپیوٹر یہودیوں سے نکلا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: خواجہ صاحب آپ کا point of view آگیا ہے Houseنے سن لیا ہے۔ میں نے ان سے عرض کی ہے کہ وہ تحریک التوائے کار دے دیں متعلقہ وزیر اس پر انہیں جواب دے دیں گے۔ شکریہ۔ اب میں چودھری ندیم خادم صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ خطاب فرمائیں۔

چودھری ندیم خادم: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے آپ کی وساطت سے اس پورے Houseکو 14۔اگست کی آزادی کی مبارکباد دینا چاہوں گا۔ کل ہم نے بڑے شان و شوکت سے اور بڑے جوش و جذبے کے ساتھ آزادی کا دن منایا ہے۔ کل ہمارا ملک پاکستان جو ہے 61 برس کا ہو چکا ہے۔ آزادی ملے ہمیں 61 برس ہو گئے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو عوام کو صحیح معنوں میں حقیقی آزادی ابھی تک نہیں مل سکی۔ پاکستان کی عوام ابھی تک اقتصادی، معاشرتی اور جمہوری مسائل میں جکڑی ہوئی ہے اور موجودہ حالات میں آپ دیکھیں کہ مسائل نے اس طریقے سے ہمیں گھیرا ہوا ہے کہ وہ ایک بھنور کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ پاکستان کی عوام بالخصوص کم آمدنی والے لوگ جو ہیں بے روزگار لوگ جو ہیں ان پر اس مہنگائی کا زیادہ اثر پڑا ہے اور جو بڑھتی ہوئی قیمتیں ہیں ان سے وہ زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ آج کی بحث بھی اسی حوالے سے ہے تو میں سب سے پہلے آپ کی وساطت سے اس Houseمیں یہ کہنا چاہوں گا کہ آج کے جو حالات نظر آ رہے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ جو ہماری جماعت یا جو ہمارا اتحاد ہے اس کے پیدا کردہ نہیں ہیں۔ میں کسی کو blameنہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی یہ وقت ہے کہ ہم ایک دوسرے کو قصوروار ٹھہرائیں۔ جس طرح بھی یہ حالات پیدا ہوئے پورا پاکستان اس Houseکے تمام معزز اراکین اور سب لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ حالات کیسے پیدا ہوئے۔ ہاں یہ بات بھی ہے کہ ان حالات کو ٹھیک کرنا ہماری ذمہ داری ہے نہ کہ کسی اور کی۔ یہ بات ہمیں ماننی چاہئے اور یہ بات ہمیں اس Houseمیں متفقہ طور پر کرنی چاہئے کہ آج کے جو پیدا کردہ حالات ہیں ان کو ٹھیک کرنا ہماری ڈیوٹی ہے اور ہم نے ہی کرنے ہیں۔ روزمرہ کے استعمال کی اشیاء اگر

آپ دیکھیں کہ ان کی جو shortage پیدا ہوتی ہے یا قیمتیں جو بڑھائی جاتی ہیں سب سے پہلی بات قیمتیں بڑھنے کی وہاں سے شروع ہوتی ہے جب کسی بھی چیز کی کوئی shortage پیدا ہو جاتی ہے تو ہمیں پہلے یہ دیکھنا ہے اور ان وجوہات کی طرف دیکھنا ہے کہ یہ shortage کیوں پیدا ہوتی ہے اور یہ مہنگائی کیوں ہوتی ہے؟ ویسے تو یہ کہا جاتا ہے کہ جب بین الاقوامی سطح پر تیل کی قیمتیں بڑھتی ہیں تو مہنگائی بڑھ جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بھی ایک وجہ ہے۔ دوسری جو پیداوار میں کمی ہے یہ بھی مہنگائی کی ایک وجہ ہے کہ جب ہمیں کوئی چیز گندم، چاول یا کوئی اور چیز جس کی پیداوار کم ہوتی ہے تو جو ذخیرہ اندوز ہیں وہ اسے store کر لیتے ہیں اور وہ مہنگے داموں بیچتے ہیں۔ اس کی جو ایک اور وجہ ہے جو prices پر کنٹرول نہیں ہو رہا اور میرے دیکھنے میں جو آئی ہے وہ یہ ہے کہ حکومت نے جو price control Magistrates مقرر کئے ہیں یا جو کمیٹی بنائی ہے جو پرائیویٹ لوگوں پر مشتمل ہے تو ایک price list Magistrate نکالتے ہیں اور ایک price list مارکیٹ کمیٹی والے نکالتے ہیں۔ میں نے پچھلے ہفتے اپنے جہلم شہر میں دیکھا ہے کہ price control Magistrate کی لسٹ اور مارکیٹ کمیٹی والوں کی لسٹ میں ہی prices کا 100 فیصد فرق ہے تو جو کچھ یہ ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ قصوروار مارکیٹ کمیٹی کے ملازمین ہیں ان کی ملی بھگت سے یہ سب کچھ ہوتا ہے ان کے خلاف ہمیں serious action لینا چاہئے اور باقی دوست یا میں بھی جو proposals دوں گا ان میں میری یہ بھی proposal ہے مارکیٹ کمیٹی کے ملازمین کی ملی بھگت سے یہ ہوتا ہے۔ price control Magistrate ایک لسٹ نکالتا ہے تو مارکیٹ کمیٹی کی لسٹ اس سے کیوں زیادہ ہوتی ہے میں نے اس میں 100 فیصد کا فرق دیکھا ہے ان کے خلاف serious action لینا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ مارکیٹ کمیٹی کے ملازمین پر پرچے دینے چاہئیں اور ان کو سزا ہونی چاہئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو مجسٹریٹ مقرر کئے گئے ہیں میں جہلم گیا ہوں تو میں نے اپنے ڈی۔ سی۔ او صاحب سے پوچھا کہ ہمارے ضلع کے مجسٹریٹس کی performance کی لسٹ kindly مجھے دے دیں جیسا کہ ہمارے وزیر صاحب آپ کی وساطت سے ہاؤس کو بتا رہے تھے کہ پورے پنجاب کی پچھلے مہینے کی details ان کے پاس ہیں تو میرے پاس جو detail موجود ہے اگر آپ لینا چاہیں تو میں دے سکتا ہوں۔ اس میں دیکھا یہ گیا ہے کہ ان کی performance جو کچھ

ہونی چاہئے تھی وہ نہیں ہے۔ انہیں جتنے ریڈ کرنے چاہیئں تھے، منافع خوروں کے جتنے کیس رجسٹر ہونے چاہیئں تھے وہ نہیں ہوئے۔

میاں نصیر احمد: جناب چیئرمین! کوئی 21 ممبران باقی ہیں جنہوں نے ابھی بولنا ہے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ ہر ممبر کو 5 منٹ بات کرنے کا پابند کریں۔

جناب چیئرمین: جی، kindly wind up کریں۔

چودھری ندیم خادم: جناب چیئرمین! جب بھی آپ bell بجائیں گے میں اپنی تقریر wind up کر کے seat پر بیٹھ جاؤں گا۔

جناب چیئرمین: میری طرف سے تو bell بج گئی ہے آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

چودھری ندیم خادم: ٹھیک ہے جی، میں کر لیتا ہوں۔ 5 منٹ میں تقریر تو مکمل نہیں ہو سکتی کیونکہ بہت سارے دلائل دینے ہیں تو چونکہ میرے بھائی نے وقت کے بارے میں point out کیا ہے تو میں اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے یہی کہوں گا کہ اس ہاؤس کو ہم نے اور اپوزیشن والوں نے مل کر چلانا ہے۔ ہم سب نے اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ آج ملک جن مسائل میں جکڑا ہوا ہے ہم اکیلے اس کو بہتر طریقے سے نہیں نکال سکیں گے اور اپوزیشن والوں سے میری یہی رائے ہے کہ آپ ہم پر تنقید اسی وقت کریں جب ہم کوئی غلط کام کریں۔ جب آپ کو ہمارا کردار صحیح نظر نہیں آتا تب آپ کی تنقید بنتی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ مسز آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب چیئرمین! جیسا کہ آج اس وقت topic ہے کہ ضروری اشیاء کی رسد۔ ایک عجیب و غریب بات ہوئی جس سے کہ ہر کوئی حیرت زدہ رہ گیا۔ جیسے ہی ہماری حکومت ختم ہوئی اور سابقہ وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی صاحب نے اپنی کرسی چھوڑی، very next day بجلی غائب، اس کے اگلے دن گیس غائب، اس کے اگلے دن آٹا غائب اور یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے آج تک اس انتہا تک پہنچ گیا ہے کہ چینی، پتی، گھی، سبزیاں حتیٰ کہ فروٹ اور پھر ظلم یہ کہ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ کہیں کرائے زیادہ ہو گئے، کہیں پٹرول کی قیمت آسمان سے باتیں کر رہی ہے اور اب متوقع ہے کہ سانس لینے پر بھی بل آیا کرے گا۔

جناب چیئر مین! اس وقت عوام کی یہ حالت ہے کہ وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ:

مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

اتنے شور و غوغا کے باوجود موجودہ حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ صمم بکم من امین، کہ ان کے سننے، سمجھنے کی صلاحیتیں جواب دے چکی ہیں۔ ان کو احساس ہی نہیں ہے کہ عوام کے مسائل کیا ہیں؟ ان کو صرف تین صدائیں آتی ہیں جو انہیں سنائی دیتی ہیں۔ ایک صدا آتی ہے کہ ججز بحال ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئر مین: جی، آپ تشریف رکھیں انہیں بات کر لینے دیں اس کے بعد آپ بات کر لینا۔

محترمہ آمنہ الفت: دوسری طرف سے صدا آتی ہے، مواخذہ۔ مواخذہ، مواخذہ، انہیں سنائی دیتا ہے۔ تیسری جانب سے انتقامی کارروائیاں۔ بلاامتیاز، بلا سوچے سمجھے دن رات آفیسرز کے تبادلے، اس کو ادھر پھینک دو، اُس کو اُدھر پھینک دو۔ انہوں نے 22 ہزار تبادلے کئے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئر مین: آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ! تشریف رکھیں، اس کے بعد بات کر لینا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئر مین! ان کا نعرہ تھا کہ حکومتی خزانے کے اوپر بوجھ کم کیا جائے گا اور انہوں نے 22 ہزار تبادلے کئے اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ایک تبادلے کے اوپر 40 سے 50 ہزار روپیہ خرچہ آتا ہے یہ خزانے کے اوپر بوجھ نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ سارا کچھ بڑے طریقے سے manage ہو سکتا تھا لیکن کیا کیجئے:

پہلے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی
اب کسی بات پہ نہیں آتی

میرے بھائی وزیر کھڑے ہوئے انہوں نے فرمایا، پوری دنیا کے جتنے بھی غیر ترقی یافتہ مظلوم ممالک ہیں ان کی فہرست سامنے رکھ دی کہ فلاں جگہ یہ قیمت ہے، فلاں جگہ یہ قیمت ہے، فلاں جگہ یہ قیمت ہے، کاش! کہ وہ کسی ترقی یافتہ ممالک کی صف میں ہمیں کھڑا کرتے۔ انہوں نے ہمیں ان ممالک میں لا کر کھڑا کر دیا اور وہ بھول گئے، یہ انہیں چاہئے تھا کہ وہ بتاتے کہ ترکی میں ایک ڈبل روٹی وہاں کی کرنسی ایک لیرا کی ملتی ہے، وہ بھول ہی گئے۔ پھر انہوں نے بڑی لمبی چوڑی توجیحات پیش کیں۔ مہنگائی ہوتی ہے پوری دنیا میں ہوتی ہے لیکن کس انداز سے ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ ایک منٹ میں wind up کیجئے آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: اس وقت ہماری حالت ایسی ہے کہ جیسے ایک جہاز بغیر پائلٹ کے ہو اور اس کا پائلٹ اور کو پائلٹ مل کر چیس کھیلنے میں مصروف ہیں اور انہیں یہ نہیں پتا کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: جی۔ تشریف رکھئے۔ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! میرے 5 منٹ نہیں پورے ہوئے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ تشریف رکھئے۔ (قطع کلامیاں)

آپ کا ٹائم پورا ہو گیا ہے۔ نہیں، آپ تشریف رکھئے۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب چیئرمین! میں اپنے فاضل ممبران کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں، پہلے اپوزیشن لیڈر صاحب بھی یہاں پر بات کر گئے ہیں۔ میرا بولنا بنتا تو نہیں کیونکہ ندیم کامران صاحب نے wind up کرنا ہے مگر میں انتہائی مختصراً ان سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم نے یہاں پر اپنی neighbouring countries کی figures دی تھیں۔ اس میں کوئی بلجیئم تھا، نہ فرانس تھا جو اپوزیشن لیڈر یہاں پر نام لے کر گئے ہیں، نہ ترکی تھا، پتا نہیں ان لوگوں نے ترکی جانا ہے۔ میں نے اس میں انڈیا، بنگلہ دیش، افغانستان اور ایران، جو ہمارے چاروں طرف regions ہیں ان کے نام دیئے تھے، ان سے ہم نے prices comparison کیا تھا، Not with Belgium, Turkey, France and other countries.

جناب چیئرمین: جی، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میرا خیال ہے سب کی بات سننے کا حوصلہ ہونا چاہئے ہم بھی بڑی دیر سے سب کی بات سن رہے ہیں۔ اپنی باری پر کوئی بات کر لے تو بہتر ہو گا۔ مجھے بہت ساری باتیں سن کر بہت دکھ ہوا جب فاضل منسٹر صاحب نے اپنی speech کا آغاز کیا تو انہیں چاہئے تو یہ تھا کہ اپنے ملک کا کوئی ایسا گراف پیش کرتے جس میں مہنگائی کا اتار چڑھاؤ تسلیم کرتے اور اس کے بعد کوئی ایسی proposals لاتے جس پر ہم سب مل کر اس مسئلے کو حل کی طرف لے کر جاتے۔ دوسرا یہ کہ ہمارا صوبہ زرعی صوبہ ہے اور آج یہاں پر ایک فاضل رکن نے بجا کہا کہ ہمیں اس سارے مسئلے کو حل کرنے کے لئے زرعی پیداوار بڑھانے کے اوپر زیادہ توجہ دینی ہے۔ تو

کاش! کہ یہاں ایگریکلچر منسٹر صاحب بھی ہوتے، وہ بھی points note کر لیتے تاکہ اس معاملے میں اچھے طریقے سے کوئی حل تلاش کیا جاتا۔ آج اگر دیکھا جائے تو دن بدن کا بڑھتا ہوا ہمارا تجارتی خسارہ اس وقت 1.5 ارب ڈالر تک پہنچ چکا ہے اور روز بروز پاکستانی روپے کی قدر میں تیزی سے کمی آ رہی ہے۔ میرے خیال میں یہ واحد ایک ایسی چیز ہے کہ پچھلے 4/5 ماہ میں بہت کمی واقعہ ہوئی ہے۔ اگر آج کا inter bank rate دیکھا جائے تو ڈالر کے مقابلے میں 76.75 روپے ہے اور open market میں 77.10 روپے ہے۔ آج سب سے زیادہ کمی ریکارڈ کی گئی ہے۔ ان معاملات کا سنجیدگی سے notice لینا ہوگا کیونکہ ہمارا غذائی گروپ ہے اور پچھلے سال کی نسبت ان 5 ماہ میں اگر دیکھا جائے تو 32.53 فیصد خوفناک حد تک اضافہ اس ساری صورتحال میں ہوا ہے اور یہ حکومتی کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہم اگر ہول سیل کی قیمتوں کا جولائی 2008 کا جائزہ لیں تو اس میں 34.02 فیصد اضافہ ہوا ہے جو کہ صرف جون کے مقابلے میں 4.35 فیصد زیادہ ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔ انھوں نے آپ سے اجازت بھی نہیں لی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں صرف points لے رہا ہوں۔

میاں نصیر احمد: کسی سے لکھوائی ہوئی تقاریر کا رواج اب ختم ہو جانا چاہئے۔ یہ paid لوگوں کی لکھی ہوئی تقاریر یہاں پر لے کر آتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میاں صاحب کو پہلے سمجھائیں کہ پہلے ان کے وزیر صاحب نے بھی اسی طرح تقریر کی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اگر سارے معاملات پر نظر ڈالی جائے تو یقیناً 5 ماہ میں جس طرح مہنگائی اور قیمتوں کا گراف دن بدن بڑھ گیا ہے۔ اس سے انتہائی افسوس ہوتا ہے کہ ان سارے معاملات پر کاش ہم کچھ ایسے اقدامات اٹھا لیتے کہ جس سے سلسلہ بہتر ہوتا۔ یہاں پر اتوار بازاروں کی بات ہوئی، یہاں پر price control magistrates کی بات ہوئی تو اگر ہمارے کسی معزز رکن کو اتوار بازار جانے کا اتفاق ہو تو میرے خیال میں عام بازار سے زیادہ اتوار بازار

کی قیمتیں آسمانوں تک پہنچ چکی ہیں اور وہاں پر کوئی کنٹرول سسٹم نظر نہیں آتا۔ وہاں نہ کوئی price control magistrates نظر آتے ہیں جو کنٹرول کر سکیں۔ وہ صرف اور صرف حراساں کر رہے ہیں اور لوگوں کو پکڑ پکڑ کر بند کر رہے ہیں اور سزائیں دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہے۔ یہاں پر معطلی کا ایک نظام رائج کر دیا گیا ہے کاش کہ یہ لوگ یہ سوچتے کہ ہم کیا سلسلہ بنا رہے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو تیل کی قیمتوں کو جو دن بدن بڑھایا گیا ہے اس کا کیا حشر ہوا۔ اگر آج قیمتیں کم ہوئی ہیں تو حکومت ان کی قیمتوں کو کم کیوں نہیں کرتی؟ اسی طرح کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک وفاقی وزیر قدرتی گیس کی قیمت کو اس انداز سے بڑھاتا ہے اور دوسرے دن پوری قوم کے سامنے وہی وزیر معذرت کرتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہو گئی اور غلط notification جاری ہو گیا اور ایک دن میں C.N.G stations اور جن لوگوں نے اس کا فائدہ اٹھایا ہے جبکہ ایک عام آدمی کو اس کا فائدہ نہیں دیا گیا۔

جناب والا! اس سارے سلسلے کو دیکھا جائے تو گیس کی قیمتوں میں 31 فیصد کا اضافہ ان 4 مہینوں میں ہوا ہے۔ ہم کس طرف جا رہے ہیں۔ اگر آج ہم دیکھیں حکومت نے روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ لگایا تھا کیا یہ نعرہ دھرے کا دھرا نہیں رہ گیا؟ کیا اس نعرے کو آج عملی جامہ پہنانا حکمرانوں کا فرض نہیں تھا لیکن انھوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی۔

جناب والا! میں صرف یہی کہوں گا کہ اگر ہم اس پر تھوڑی سی توجہ دیں تو ہم اس مسئلہ کو بہتر کر سکتے ہیں۔ حکومتی لوگوں نے Food Stamp Scheme کے نام پر 22 billion کی رقم مختص کی ہے لیکن یہ بھی سیاسی نذر ہو رہی ہے کیونکہ اس میں 5000 خاندان ہر حلقے سے سیاسی لوگوں کی recommendation پر لیا جا رہا ہے جبکہ یہ میرٹ پر ہوتا جس طرح ووٹروں کی فہرستیں بنائی جاتی ہیں کہ اساتذہ گھر گھر جا کر صحیح لوگوں تک پہنچاتے تو شاید اس کی نسبت بھی بہتر ہوتی اور یہ سلسلہ بہتر ہوتا۔

جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ ہمیں زرعی پیداوار کو بڑھانا ہوگا۔ Price Control Committees کو فعال کرنا ہوگا اور کسان کی اجناس، پھل اور سبزیوں کھیت سے منڈی تک جو سلسلہ ہے اس کو بہتر کرنا ہوگا۔ زرعی سیکٹر میں سرمایاکاری کے لئے مراعاتی پیکج کو متعارف کرانا ہوگا اور زرعی مشینری پر ڈیوٹی کی چھوٹ ہونی چاہئے اور عام قیمتوں پر جو زمین کی فراہمی، زرعی ادویات، کھاد اور بجلی پر خاص subsidies دینی ہوں گی۔ یہاں پر subsidy کے حوالے سے بات ہوئی

ہے اگر سابقہ حکومت نے subsidy دے کر قیمتوں کو متوازن رکھا تو حکومت اس وقت subsidy کیوں نہیں دیتی؟

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! شکریہ۔آپ تشریف رکھیں۔آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ میاں طارق محمود!

میاں طارق محمود: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں۔ میں سب سے پہلے جو بات یہاں پر ہوئی ہے اس کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔

ملک محمد نواز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، ملک نواز صاحب!

ملک محمد نواز: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج آپ چیئرمین کی حیثیت سے تشریف فرما ہیں۔

جناب چیئرمین: مہربانی۔ شکریہ۔

ملک محمد نواز: جناب چیئرمین! اس کے بعد میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ میرے بھائی ابھی بات کر رہے تھے۔ انھوں نے جتنی تقریر کی ہے اس میں انھوں نے متعدد بار افسوس کا لفظ دہرایا ہے کہ ہمیں افسوس ہے کہ تیل بڑھ گیا، ہمیں افسوس ہے کہ تیل گھٹ گیا، ہمیں افسوس ہے کہ آٹا مہنگا ہو گیا، ہمیں افسوس ہے کہ گھی مہنگا ہو گیا۔(قہقہہ)

جناب سپیکر! اس میں اصل حقائق یہ ہیں کہ 18۔تاریخ کو جس طرح یہ پٹے ہیں۔ان کو اس بات پر افسوس ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔آپ کا point of view آ گیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں طارق محمود صاحب!

میاں طارق محمود: جناب چیئرمین! یہاں پر اس بات کا ذکر ہوا کہ عالمی منڈی میں پٹرول کی قیمت کم ہوئی ہے اور پاکستان میں اس لحاظ سے پٹرول کی قیمتوں کو کم نہیں کیا گیا۔ میرا پہلا point تو یہ ہے کہ اس بات کو آپ نے بھی تسلیم کیا کہ اگر عالمی منڈی میں پٹرول کی قیمتیں کم ہوئی ہیں تو پاکستان میں بھی کم ہونی چاہیئں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ پنجاب پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ ہم سب لوگ آج یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم اپنا پیغام مرکزی حکومت کو پہنچائیں۔ وہ ایک تحریک کی

شکل میں بھی ہو سکتا ہے۔ یہ حق کی بات ہے۔ یہ بات ان کی نظر میں آنی چاہئے تاکہ پٹرول کی قیمت کم ہو سکے۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ وزیر صاحب نے واقعی یہاں جو پورے کا پورا سسٹم پیش کیا۔ یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی کہ ملک کے اندر مہنگائی نہیں ہے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب موجود ہیں۔ انھوں نے یہاں جدہ کی بات کی۔ آپ آج وہاں چلے جائیں اور مکہ شریف اور مدینہ شریف دیکھیں۔ میں اس دفعہ بھی عمرہ کی ادائیگی کے لئے گیا ہوں۔ ایک ریال میں cane ملتا تھا آج سے 5 سال پہلے بھی ملتا تھا۔۔۔

جناب چیئر مین: اجلاس کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب چیئر مین! ہمیں حقیقت کی طرف آنا پڑے گا۔ اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حکومت پنجاب اپنی پوری کوشش کر رہی ہے لیکن کوشش کے باوجود جب تک مہنگائی پر کنٹرول نہیں ہو گا لوگوں کو ریلیف نہیں ملے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف باتوں کی حد تک بات ہے۔ آج دیکھئے اگر یہ کہتے ہیں کہ اتنا فرق ہے تو ان کو یہ بات ماننی پڑے گی کہ وہاں پر مہنگائی پر پورے کا پورا کنٹرول ہے۔ یہاں کیا ہوا کہ آج آپ حقیقت کو تسلیم کریں تو پنجاب میں پاکستان میں گنے کی کاشت اتنی تھی کہ لوگوں کی کھڑی فصلیں تباہ ہو گئیں اور کسی کے گنے کو پوچھا نہیں گیا۔ زمیندار کو گنے کا پیسا بالکل نہیں ملا۔ وہ گنا فصلوں اور کھیتوں کے اندر تباہ و برباد ہو گیا۔ اگر وہ گنا سنبھالا جاتا تو میرے خیال میں اس سال شوگر کی کمی بھی نہیں ہو سکتی تھی اور چینی کا ریٹ بھی نہیں بڑھ سکتا تھا۔ اس میں یہ ہوا کہ کوئی ایسی planning کی گئی کہ زمیندار جس نے اپنا گنا کاشت کیا ہو، اس کا گنا نہ اٹھایا گیا ہو اور اس کو اس کی قیمت ملے۔ جن ملکوں کی یہ بات کر رہے ہیں تو وہاں زمینداروں کے لئے پورا قانون بنا ہوا ہے۔ آپ انڈیا میں چلے جائیں تو وہاں پر اگر زمیندار نے اپنا ٹیوب ویل لگوانا ہوتا ہے تو گورنمنٹ اس کو پوری سہولت دیتی ہے۔ یہاں پر کافی زمیندار ایم پی اے بیٹھے ہوئے ہوں گے، ایک بھی کھڑا ہو کر بتا دے کہ اگر ایک زمیندار ہمارے پاس آئے اور وہ کہے کہ میری پچاس ایکڑ زمین ہے اور میں نے اس میں ٹیوب ویل لگوانا ہے تو حکومت اس کو ایک poll نہیں دیتی، یہ بات سچ ہے اور ہمیں اسے تسلیم کرنا پڑے گا۔ ایک زمیندار جس کی پچاس یا پچیس ایکڑ زمین ہے تو ہم اس کو ایک poll نہیں دے سکتے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم زمیندار کے ساتھ sincere نہیں ہیں۔ جب تک ہم زمیندار کے ساتھ sincere نہیں ہوں گے، اس کو سہولیات نہیں ملیں گی تب تک یہ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کا

artificial system چلتا رہے گا اور کچھ بھی نہیں ہوگا۔ آج زمیندار اگر اپنی زمینوں کی طرف جائے، اس کو سہولتیں ملیں تو یہ مہنگائی ختم ہو جائے گی اور میرے بھائی اس بات سے اتفاق کریں گے۔ میں نے یہ بات پہلے تسلیم کی ہے اور اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ پنجاب حکومت اپنی پوری کوشش کر رہی ہے لیکن جب تک ہم اس کی تہہ تک نہیں پہنچیں گے اس وقت تک کامیابی بالکل نہیں ہوگی۔ یہ کہہ دینا بالکل آسان ہے اور ہم دبئی میں قیمتوں کو دیکھ رہے ہیں، سعودیہ، انڈیا اور بنگلہ دیش سے موازنہ کر رہے ہیں۔ میں کھاریاں پی پی۔113 سے ایم پی اے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پانچویں دفعہ ہم نے اپنی سیٹ repeat کی ہے۔ میں تمام ملکوں میں جاتا رہتا ہوں اور میرے حلقہ انتخاب کے لوگ وہاں رہتے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں جو بات کر رہا ہوں میں اس میں قوم کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ یہ سچی اور کھری باتیں ہیں اسے آپ سن لیں۔ آپ باہر چلے جائیں تو وہاں بے روزگار آدمی کو گھر ملے گا، برطانیہ میں چلے جائیں تو وہاں کوئی آدمی بھوکا نہیں ہوگا لیکن یہاں آپ کسی اشارے پر کھڑے ہو جائیں تو آپ کو 50 فقیر ملیں گے، وہ بھوکے ہوں گے اور ان کا پیٹ تنگ ہوگا لیکن ہم نے ان کے لئے کیا کیا؟ یہ سوچنے والی بات ہے۔ جب تک ہم یہ نہیں سوچیں گے کہ ہمارا ملک گندم میں خود کفیل ہو۔ ہم نے جس طرح گندم اکٹھی کی۔۔۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! Wind up کریں۔

میاں طارق محمود: جناب چیئرمین! صرف ایک منٹ میں ختم کر دوں گا۔ میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ ہم نے گندم کس طرح سے اکٹھی کی؟ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ پٹواری نے گندم زبردستی زمینداروں کے گھروں سے اٹھائی اور سختی سے ان سے خریدی گئی اور اس ریٹ سے خریدی گئی جس سے زمیندار کے پیسے بالکل پورے نہیں ہوتے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں سسٹم کو بدلنا ہوگا۔ جب تک ہم اس سسٹم کو نہیں بدلیں گے اس وقت تک مہنگائی پر کنٹرول ہوگا اور نہ زمیندار کو فائدہ ملے گا۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ حکومت کو فوری طور پر سب سے پہلے زمینداروں کو relief دینا چاہئے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، خواجہ عمران صاحب!

خواجہ عمران نذیر: جناب چیئرمین! میں صرف تیس سیکنڈ لوں گا۔ میری فاضل بہن اور چیمہ صاحب نے بہت اچھی باتیں کیں۔ میں ان کو یہ بات یاد کروانا چاہتا ہوں کہ واقعی جس طرح میری بہن نے کہا کہ پرویز الٰہی صاحب نے جیسے ہی اپنی وزارت اعلیٰ کا چارج چھوڑا تو فوری طور پر آٹا وغیرہ اور ساری چیزیں غائب ہو گئیں اور ساتھ ہی ان کا وزیر اعظم بھی فوری طور پر غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی یادداشت کے لئے میں بتانا چاہوں گا۔۔۔

جناب چیئرمین: خواجہ صاحب! آپ کا یہ point of view آ گیا ہے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب چیئرمین! تمام ہاؤس کو معلوم ہے کہ جو نگران setup آیا تھا اس میں وزیر اعلیٰ کا پروٹوکول کون enjoy کرتا رہا۔ ایک میٹنگ میں جب جسٹس اعجاز نثار صاحب تشریف لائے اور ان سے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے بتایا کہ میں C.M صاحب سے مل کر آ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ میں نے محترمہ کو floor دیا ہوا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں یہاں پر موجود حکومتی بنچز پر بیٹھے ہوئے ممبران سے خصوصی طور پر وزیر قانون رانا ثناء اللہ صاحب اور راجہ ریاض صاحب جو موجود تو نہیں ہیں، ان سے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ان کے اوپر گزشتہ حکومت کا فوبیا عروج پر ہے۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب اور چودھری شجاعت حسین صاحب کا ڈر انہیں سوچنے، سمجھنے اور بولنے کی طاقت سے محروم کر چکا ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

MR. CHAIRMAN: No cross talk.

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین! ہاؤس کو in order کیا جائے اور ان کو یہاں پر بیٹھنے کے آداب سکھائے جائیں کہ جب کوئی بات کر رہا ہو تو بیچ میں cross talk نہ کریں otherwise یہ یہاں سے جا کر تھوڑی سی ٹریننگ لے لیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین! ان کے پاس بڑھتی ہوئی مہنگائی کے سلسلے میں اس floor پر اور نہ ہی عوام کے سامنے کوئی جامع جواز ہے۔ ان کے پاس ہر بات کا ایک ہی جواب ہے کہ پچھلی حکومت، پچھلی حکومت، پچھلی حکومت۔ گزشتہ پانچ ماہ سے عوامی مشکلات میں کوئی کمی نہیں آئی۔ آٹے کا بحران بدستور موجود ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR. CHAIRMAN: No cross talk please.

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین! Kindly یہ ہاؤس میں بیٹھنے کے manners سیکھ لیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ میرے ساتھ مخاطب ہو کر بات کریں اور اپنی تقریر جاری رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین! اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں اضافے کا رجحان اسی طرح موجود ہے، یوٹیلٹی بلز میں اضافے کی تلوار قوم کے سروں پر لٹکتی رہتی ہے، بیس کلو آٹے کا تھیلا ساڑھے چار سو روپے بلیک میں باہر دیا جا رہا ہے، فلور ملز کی ڈیمانڈ کے مقابلے میں بیس فیصد آٹا فراہم کیا جا رہا ہے جو نہایت ہی افسوس کی بات ہے۔ ماہ رمضان سر پر ہے اور آٹے کے بحران میں کمی آنے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی۔ جس طرح میری بہن آمنہ الفت نے good governance کی بات کی تھی تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب جو ہمارے محترم سابقہ وزیر اعلیٰ ہیں ان کے پاس ضرور کوئی ایسی جادو کی چھڑی یا کوئی الہ دین کا چراغ تھا کیونکہ ان کے جاتے ہی وہ سب کچھ ختم ہو گیا۔ میری حکومتی بنچز سے گزارش ہے کہ اگر ان سے حکومت کنٹرول نہیں ہو رہی، مہنگائی کنٹرول نہیں ہو رہی تو ہمارے سابقہ وزیر اعلیٰ سے help لے لیں وہ بڑے فراخ دل ہیں اور وہ ان کی ضرور مدد کریں گے بلکہ وہ ان سے جادو کی چھڑی بھی پوچھ لیں کہ وہ کون سی تھی جس سے انہوں نے اتنی اچھی پانچ سال حکومت چلائی۔ یہ لوگ جو مہنگائی کا طوفان لے کر آئے ہیں اس کو انہوں نے کنٹرول رکھا، انہوں نے عوام کو وہ سہولیات دیں اور آج پانچ ماہ میں عوام کے ساتھ کیا ہو گیا ہے، خودکشیاں عام ہو گئی ہیں۔ یہ لوگ کوئی خدا کا خوف کریں کیونکہ ہم نے اسی دنیا میں نہیں رہنا۔ ہم یہاں پر تو بہت سے ذریعوں سے نکل جائیں گے لیکن ایک اللہ تعالیٰ کی عدالت ہے جس میں ہم سب نے جواب دینا ہے اور وہاں پر ان سے حساب کتاب ہو گا۔ (قطع کلامیاں)

ایک آواز: وہاں پر شوکت عزیز بھی جواب دے گا۔

جناب چیئرمین: پلیز خاموشی اختیار کریں۔ محترمہ! اپنی تقریر جاری رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ پچھلی حکومت نے جو consumer courts کا فیصلہ لیا تھا اسے آگے بڑھایا جائے۔ یہ ملک اُس وقت تک ترقی نہیں کرے گا، اس ملک میں اُس وقت تک خوشحالی نہیں آئے گی جب تک ہم ایک دوسرے کی اچھی اور positive چیزوں کو اسی طرح لتاڑتے رہیں گے۔ صرف اس وجہ سے کہ پچھلی حکومت کی نیک نامی نہ ہو، اس حکومت کے اچھے فیصلوں کو لوگوں کے سامنے سراہا نہ جائے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! پلیز جلدی wind up کیجئے۔

محترمہ خدیجہ عمر: اگر مجھے بیچ میں اتنی دفعہ interrupt کیا جائے گا تو میں کیسے ختم کروں گی۔

جناب چیئرمین: آپ توجہ نہ کریں۔ صرف اپنی بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین! میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ Price Control Committees کے ذریعے لوگوں کو oblige کرنے کا جو طریقہ بنایا تھا اس میں کوئی check and balance نہیں ہے اور وہاں پر اپنی مرضی سے سفارشیں چل رہی ہیں at least consumer courts میں سفارش کا کوئی سلسلہ نہیں تھا۔ اب آپ اتوار بازار میں جا کر دیکھیں تو وہاں پر مختلف ریٹس ہوں گے وہاں پر کسی قسم کا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب کے اس اچھے اقدام کو دوبارہ سے اپنائیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کوئی نہیں کہے گا کہ یہ ان کی چیز تھی۔

جناب چیئرمین: خدیجہ عمر صاحبہ! بہت شکریہ آپ تشریف رکھیں۔ اب میں نے سید ناظم حسین شاہ صاحب کو floor دیا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع فراہم کیا۔ میں Price Control Committee کا چیئرمین ہوں۔ مہنگائی کی بات کو ہم مانتے ہیں کہ واقعی مہنگائی ہے لیکن آپ دیکھیں کہ کوئی بھی بیماری ہو in the beginning, it is very difficult to diagnose but easy to cure جب بیماری بڑھ جاتی ہے تو it is easy to diagnose but very difficult to cure ابھی معزز رکن یہاں پر پچھلی حکومت کا ذکر کر رہی تھیں۔ یہاں آٹے کا بحران ہم مانتے ہیں مگر ہم یہ دیکھیں کہ جب گندم

کی بیجائی ہو رہی تھی تو اس وقت اس صوبے میں کون حکمران تھا؟ ہم تو نہیں تھے۔ وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی صاحب تھے اور پھر آپ دیکھیں کہ پانچ سال تک متواتر بلا شرکت غیرے چودھری پرویز الٰہی صاحب وزیر اعلیٰ رہے ہیں اور ان کو بہت موقع تھا کہ وہ ہمیں ایسی پالیسیاں دے جاتے جس سے یہ ملک بھی مستفید ہوتا اور ہم بھی مستفید ہوتے مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان کی جو پالیسیاں تھیں، آپ ایک مثال لے لیں کہ ملتان میں کھاد فیکٹری کی قیمت میاں نواز شریف کے دور میں 42۔ارب روپے لگی تھی مگر انہوں نے اس وقت اس کو فروخت نہیں کیا تھا۔ مگر ان کو دیکھیں کہ 14۔ارب روپے میں فروخت کر دی گئی۔ آج جناب والا! اکنامکس کا ایک بڑا سادہ سا کلیہ ہے اور وہ supply and demand ہے۔ جہاں supply کم ہو گی، demand زیادہ ہو گی تو ظاہر ہے کہ مہنگائی ہو گی۔ آپ گندم کی supply کے حوالے سے دیکھیں کہ جب گندم کی بیجائی ہو رہی تھی تو اس وقت چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب آبپاشی کے وزیر تھے اور چودھری پرویز الٰہی صاحب وزیر اعلیٰ تھے اس لئے جو چیزیں ہمیں وراثت میں ملی ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! میں ان کا اور ہاؤس کا ریکارڈ درست کر دیتا ہوں۔ اگر آپ اکتوبر 2005 سے لے کر اکتوبر 2006 تک دیکھیں تو قیمتوں میں جو اضافہ کی شرح ہے وہ 8.83 فیصد ہے جبکہ ان چار ماہ میں 35 فیصد بڑھ گئی ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ کا point of view آگیا ہے اور ریکارڈ میں بھی آگیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں ان کی بات مانتا ہوں۔ شروع میں، میں نے عرض کیا ہے کہ It is easy to diagnose and difficult to cure جب بیماری بڑھ جاتی ہے تو easy to diagnose ہو جاتا ہے مگر difficult to cure ہمیں جو چیزیں وراثت میں ملی ہیں۔ اب آپ دیکھیں میاں محمد شہباز شریف جنہوں نے مجھے بھی پرائس کنٹرول کمیٹی کا چیئرمین نامزد کیا ہے۔ ہم اس سلسلے میں ہر جگہ ڈی سی او کے ساتھ مل کر sure کر رہے ہیں کہ قیمتوں کو کنٹرول میں رکھا جائے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اپوزیشن کو بھی اعتماد میں لیں گے اور ان سے بھی

مشاورت کریں گے کہ جو خرابیاں ہمیں وراثت میں ملی ہیں ان کا کس طریقے سے مداوا کیا جائے۔آج آپ دیکھیں کہ یہاں پر آئے دن گیس کی بھی shortage ہو رہی ہے۔ان حالات کا کون ذمہ دار ہے؟

جناب والا! اکبر بگٹی کا قتل ہم نے تو نہیں کیا۔ بلوچستان کے حالات ہم نے تو خراب نہیں کئے۔جب وہاں پر حالات ایسے خراب ہوں اور جب سپلائی کم ہو گی تو مہنگائی بھی ہو گی۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! wind up کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں wind up کر رہا ہوں۔ ابھی انہوں نے 22 بلین روپے رکھے ہیں۔ یہ ایک اچھا قدم ہے اور یہ ایک ریکارڈ کی بات ہے کہ آپ دیکھیں کہ میاں محمد شہباز شریف نے King is a person who makes history at every step انہوں نے ایک تاریخ مرتب کی ہے۔یہ بھی کر سکتے تھے کہ یہاں پر اگر 18 لاکھ آدمیوں کو منی آرڈر جا رہے ہیں۔کل انہوں نے اس کا افتتاح کیا ہے۔22 بلین روپے اگر ان کو جا رہے ہیں اور اس کا ہم نے یہ کیا ہے کہ کوئی political bribe نہ ہو بلکہ ہم نے verification کے حوالے سے ہر ڈی سی او کو یہ اختیار دیا ہے کہ جب تک وہ verify نہیں کرے گا تو ان کے پاس یہ پیسا نہیں جائے گا۔ اس لئے ہم نے ڈی۔سی۔او کو اس کی ذمہ داری دی ہے۔ڈی۔سی۔او پوری حکومت کا نمائندہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میرا گزارش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ہمیں وقت دیں۔ہم مانتے ہیں کہ مہنگائی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں موقع فراہم کیا اور اس کی مدد شامل حال رہی تو ہم مہنگائی کو کنٹرول کریں گے اور اپوزیشن کو بھی مشاورت میں لے آئیں گے۔کیونکہ جب یہ گورنمنٹ میں تھے تب آپ بھی اپوزیشن میں تھے، ہم بھی تھے تو کیا انہوں نے ہمیں کوئی مراعات دی تھیں مگر on the floor of the House میں کہتا ہوں کہ ہم ان سے ضرور مشاورت کریں گی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔جناب خالد جاوید اصغر!۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے۔جاوید حسن گجر!۔۔۔، جناب محمد وارث کلو!

محترمہ شمائلہ رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ شمائلہ رانا: جناب چیئرمین! اپوزیشن لیڈر نے mention کیا تھا price hike یہ بات تو price hike کی بہت کرتے ہیں اور پچھلے پانچ سالوں کی بہت کرتے ہیں۔ اس وقت انہوں نے یہ غور نہیں کیا کہ institutions کام نہیں کر رہے تھے اور لوگ انصاف کے لئے ترس رہے تھے۔ پھر اپوزیشن لیڈر نے یہ بات کی کہ رمضان المبارک میں قیمتیں بڑھ جائیں گی۔

جناب چیئرمین: آپ تقریر مت کیجئے۔

محترمہ شمائلہ رانا: میں تقریر نہیں کر رہی تھوڑے سے points state کر رہی ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی تقریر میں ان کا جواب دیجئے گا اگر آپ نے کوئی ضروری بات کرنی ہے ورنہ تشریف رکھیں۔ شکریہ

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب چیئرمین: کلو صاحب! محترمہ بڑے عرصے سے کھڑی ہو رہی ہیں ان کی ایک منٹ بات سن لیں کہ یہ کیا کہنا چاہتی ہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: بہت مہربانی، جناب چیئرمین! میں نے صرف یہ کہنا تھا کہ یہ ہمیں بار بار مشورہ دیتے ہیں کہ ہم لوگ manner سیکھیں۔ آپ کوئی پروگرام بنالیں جس میں انہیں بتائیں کہ وردی کو ووٹ کیسے دیا جاتا ہے؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ کا point of view آ گیا ہے۔ جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ آج کا موضوع میں سمجھتا ہوں کہ امن وامان کے بعد ہمارے ملک کا، ہمارے صوبہ کا سب سے اہم مسئلہ ہے جس پر آج بحث ہو رہی ہے۔ اس وقت مہنگائی لوگوں کو پریشان کئے ہوئے ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مہنگائی اس وقت سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ ابھی وزیر صاحب نے جو opening speech کی اس میں انہوں نے اپنے اقدامات بتائے۔ جن میں ٹاسک فورسز بھی بنائی گئی ہیں اور فوڈ سٹیمپ پروگرام بھی شروع ہو چکا ہے۔ جس میں 22 لاکھ خاندانوں کو ایک ہزار روپیہ ملے گا۔

انہوں نے اور بھی کافی سارے اقدامات بتائے ہیں۔ میاں محمد شہباز شریف وزیراعلیٰ پنجاب پوری طرح تگ و دو کر رہے ہیں، کوشش کر رہے ہیں۔ ان کو آئے ہوئے ابھی دو ماہ ہوئے ہیں اور وہ پوری کوشش کر رہے ہیں کہ اس مہنگائی سے نمٹا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ 18۔ فروری کے الیکشن میں عوام نے ایک آمر کے خلاف coalition کو ووٹ دیا، جس طرح انصاف لینے کے لئے دیا، جس طرح مہنگائی پر قابو پانے کے لئے اس coalition کو اور لوگ چاہتے تھے کہ ہمارے سارے مسائل حل ہوں۔ اس سلسلے میں، میں مختصراً بات کروں گا چونکہ کافی دوست بے قرار بیٹھے ہیں۔ میرے دوست میاں طارق صاحب نے بتایا، میں خلوص دل سے یہ سمجھتا ہوں کہ یہ طلب اور رسد کا مسئلہ ہے اور آج ملک میں جو مہنگائی کی لہر ہے اور اس میں یہ ہے کہ جتنی طلب ہے اتنی کسی چیز کی بھی رسد نہیں ہے لیکن سب سے زیادہ اہم چیز گندم ہے کیونکہ جب تک لوگوں کے پیٹ میں روٹی نہیں جائے گی تو اس وقت تک لوگ برداشت نہیں کر سکتے اور اس وقت فی الواقعہ یہ حالت ہو چکی ہے کہ لوگ گندم ڈھونڈتے ہیں اور گندم نہیں ہے اور اس صورتحال کوئی تنقید نہیں کر رہا۔ میں اپنے اپوزیشن کے دوستوں سے معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ ان کے دور میں جب گندم 600 روپے من تھی اس وقت export کی گئی اور پھر 1400 روپے میں فی من import کی گئی۔

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت یہ عارضی steps جو ہیں آپ مجسٹریٹ بنالیں، آپ ٹاسک فورسز بنالیں، آپ ایک ایک ہزار روپے دیتے رہیں، وہ بہت اچھی بات ہے اور یہ سارے steps مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے ایک عارضی steps ہیں لیکن جب تک آپ پوری رسد نہیں کریں گے تو اس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ گندم کا مسئلہ آ جائے گا، چینی کا مسئلہ آ جائے گا، آلو کا مسئلہ آ جائے گا، چاول کا مسئلہ آ جائے گا۔ اس سلسلے میں ہمیں زراعت کو ترقی دینی ہوگی۔

جناب چیئرمین! ہمیں اپنے وسائل، ہمیں اپنے آپ کو زراعت پر concentrate کرنا ہوگا۔ اس وقت ہمارے پاس کوئی حل نہیں ہے جب تک ہم زراعت پر توجہ نہیں دیں گے۔ اس وقت آپ دیکھ لیں کہ آٹھ سال ایڈہاک ازم پر گزرے ہیں۔ ایک ڈیم نہیں بنا۔ آب پاشی کا کوئی بڑا منصوبہ with due apology to عامر چیمہ صاحب کوئی آبپاشی کا منصوبہ نہیں بنا جس میں نئے سرے سے کاشت کار اپنے ٹیوب ویل لگا کر وہ بے چارے اپنی فصلیں پکاتے ہیں اور اس میں ڈیزل کی قیمتیں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں اور اس وقت آپ کا کاشت کار۔۔۔

CH. AAMAR SULTAN CHEEMA: Mr. Speaker! Point of personal explanation.

جناب چیئرمین: چیمہ صاحب! آپ بڑے سینئر ممبر ہیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں اور آپ اسمبلی کے آداب کو جانتے ہیں۔ ان کی تقریر کے بعد point of explanation دے لیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کیونکہ ان کی تقریر wind up ہونے والی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ فرمارہے ہیں کہ گزشتہ حکومت کے دوران کوئی آبپاشی کا بڑا منصوبہ نہیں بنا تو ان کے اپنے علاقے میں گریٹر تھل کینال کا منصوبہ جو ہے وہ کس دور میں بنا ہے؟ یہ خدا کا خوف کریں اور یہ مجھے خود اپنے علاقے میں لے کر گئے تھے اور اس وقت۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ چیمہ صاحب! جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب چیئرمین! میں ہاؤس میں یہ چیز واضح کروں گا کہ گریٹر تھل کینال کا منصوبہ 1960 میں Indus Basin Treaty کے تحت بنا تھا اور آج میں چیمہ صاحب کے گوش گزار کر دوں کہ 1999 میں وہ منصوبہ شروع ہوا ہے اور پچھلے آٹھ سال میں ایڈھاک ازم رہا ہے۔ زراعت کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے، ملک کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ آخر میں ایک شعر چیمہ صاحب کی نذر کر دوں گا اور پھر میں اپنی تقریر ختم کروں گا۔

جناب چیئرمین! ایک شعر سن لیں کیونکہ تقریر تو آپ سنتے نہیں۔ یہ پچھلے آٹھ سال میں جو تباہی آئی ہے تو یہ ایک شعر آپ کی نذر کرتا ہوں کہ:

شہر کو برباد کر کے رکھ دیا اس نے منیر
شہر پر یہ ظلم میرے نام پر کیا

جناب چیئرمین: شکریہ۔ کلو صاحب! اس وقت ٹائم کافی ہو گیا ہے۔ میں ہاؤس کی رائے لینا چاہوں گا کہ کیا ہاؤس کو مزید آگے چلانا چاہئے یا اسے ختم کر دینا چاہئے؟

(ہاؤس میں بیٹھے ہوئے معزز اراکین کی
طرف سے کارروائی مزید چلانے کی آوازیں)

جناب چیئرمین! ٹھیک ہے ہاؤس کا sense آ گیا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ کارروائی wind up کی جائے۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب چیئرمین! معزز ممبران کا تقریر کرنے کا وقت پانچ کی بجائے تین منٹ کر دیں کیونکہ 4/5 ممبران مزید بات کرنا چاہتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ انہیں بھی ٹائم دے دیجئے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی، ہاؤس کا وقت مزید 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! مقررین کو پانچ منٹ کی بجائے دو یا تین منٹ مقرر کر دیں تاکہ ان کا مؤقف بھی سامنے آ جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب چیئرمین! ابھی میرے بھائی ناظم شاہ صاحب نے جو بات کی تھی تو میں اس کی تھوڑی سی تصحیح کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے نے کہا تھا کہ وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی صاحب نے اس دور میں کیا ایسا کیا تھا؟ تو میں تھوڑا سا knowledge میں لانا چاہتی ہوں کہ economical experts کے مطابق 2002 میں per capita income 38000 per annum روپے تھی اور جب ہم نے اقتدار چھوڑا تو وہ 68 ہزار روپے per annum capita income تھی۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ تشریف رکھیں۔ آپ تقریر کر چکی اور آپ کا point of view بھی آ چکا ہے لہذا تشریف رکھیں۔ جی، اصغر علی منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئر مین! مہنگائی کے issue پر میں یہ عرض کروں گا کہ یہ مہنگائی شروع کن کے دور میں ہوئی اور آٹا کن کے دور میں غریب لوگوں کو نہ ملا۔ یہ میرے فاضل دوست جو اپوزیشن بنچز پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ چودھری زیادہ ہیں اور پارلیمنٹیرین کم ہیں۔ شاید انہیں اپنے آقا کے جانے کا دکھ ہو رہا ہے۔ وہ تو انشاءاللہ تعالیٰ اب اللہ کے فضل و کرم سے اور جمہوری قوتوں کی آخری ٹھوکر سے چلا جائے گا اور یہ اس کے غلام اسی طرح پٹتے رہیں گے۔

جناب چیئر مین! میں مہنگائی کی بات کر رہا تھا تو مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے موجودہ حکومت نے جو اقدام اٹھائے ہیں اس میں میں تھوڑا سا اپنی بات کو add کروں گا کہ پرائس کنٹرول کمیٹیوں کو زیادہ موثر بنایا جائے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئر مین! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب چیئر مین: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب چیئر مین: کورم پورا نہ ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ (اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اذان عشاء)

جناب چیئر مین: میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کو ایسا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہئے تھا۔ on the floor of the House حکومتی اور اپوزیشن بنچز کے درمیان یہ معاہدہ طے پایا تھا کہ وہ کورم کی نشاندہی نہیں کریں گے۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئر مین! میں آپ کی توجہ اس جانب بھی مبذول کرانی چاہوں گا کہ آج جس وقت اپوزیشن لیڈر موجود تھے اور باقی ممبران بھی موجود تھے تو میں نے ان کی خدمت میں یہ عرض کی تھی کہ اس ہاؤس کی یہ بڑی مضبوط روایات ہیں کہ question

general hour میں، adjournment motion میں، privilege motion اور جب discussion ہو اور وہ بھی اپوزیشن کے کہنے پر رکھی جائے تو اس وقت کورم point out نہیں ہوتا۔ البتہ legislation کے دوران کورم point out ہوتا ہے ۔ Leader of the Opposition نے اس بات کا وعدہ کیا کہ ہم روایات کے مطابق چلیں گے لیکن ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ یہ خود discussion رکھواتے ہیں اور اس کے بعد یہ اس طرح کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، میں بھی عرض کر رہا ہوں کہ انتہائی افسوس ناک بات ہے کہ اتنے اہم موضوع پر جس پر دونوں کے درمیان معاہدہ بھی ہوا تھا اپوزیشن نے صریحاً خلاف ورزی کی ہے جسے condemn کیا جاتا ہے۔ چونکہ کورم پورا نہ ہے لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 18۔اگست 2008 سہ پہر ساڑھے تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔